حیاتِ اعلیٰحضرت

۱۹۳۸ء

مظہر المناقب

جلد اوّل

از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مختلف حصوں میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے،
بیرونی حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

مرکزی مجلسِ رضا

سِلسلۂ اشاعت نمبر ۹۲ سال طباعت ۱۹۹۲ء

حیاتِ اعلیٰحضرت

۱۹۳۸ء

مظہر المناقب



جلد اوّل (۱)

از ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مختلف حصّوں میں مفت تقسیم کی جارہی ہے،
بیرونی حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔

مرکزی مجلسِ رضا

نعمانیہ بلڈنگ ○ ٹکسالی گیٹ ○ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

دیباچہ

الرحمن ٥ علم القران ٥ خلق الانسان ٥ علمه البیان ٥ الشمس والقمر بحسبان ٥ والنجم والشجر یسجدان ٥ والسماء رفعها ووضع المیزان ٥ ان لا تطغوا فی المیزان ٥ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ٥ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ماکان و مایکون کا بیان کیونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے) سورج اور چاند حساب سے ہیں (کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں۔ اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں اوقات کے حساب سالوں مہینوں کا شمار انہیں پر ہے) اور سبزے اور پیڑ سجدے کرتے ہیں (یعنی حکم الہٰی کے مطیع ہیں) اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا (اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا) اور ترازو رکھی (جس سے اشیا کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قایم رکھا جائے) کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو (تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو) اور انصاف کے ساتھ تول قایم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان ٥ علی سید ولد عدنان ٥ سید الانس والجان ٥ سید جمیع ماخلقه الرحمن ٥ الذی قال فی حقه فی القران ٥ لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلو علیهم ایاته ویزکیهم و یعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ٥ وقال تعالیٰ وما ارسلنك الا رحمة للعلمین ٥ وقال تعالیٰ یا یها النبی انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذیرا ٥ وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا ٥ وقال تعالیٰ والنجم اذا هوی ٥ ما ضل صاحبکم وما غوی ٥ وما ینطق عن الهوی ٥ ان هو الا وحی یوحی ٥ علمه شدید القوی ٥ ذو مرة فاستوی ٥

وھو بالافق الاعلیٰ ۰ ثم دنا فتدلیٰ ۰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۰ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ۰ ما کذب الفؤاد ما رأیٰ ۰ افتمٰرونہ علیٰ ما یریٰ ۰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ۰ عند سدرۃ المنتہیٰ ۰ عندھا جنۃ الماویٰ ۰ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ۰ ما زاغ البصر وما طغیٰ ۰ لقد رأیٰ من آیات ربہ الکبریٰ ۰ بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں سے ایک رسول (سیدِ عالم خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھیجا جو ان پر اُس کی آیتیں پڑھتا اور اُس کی کتاب مجید و فرقان حمید ان کو سناتا ہے اور انہیں (کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی و خصائل ناپسندیدہ و ظلمات نفسانیہ سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (کہ حق و باطل اور نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے) نیز فرمایا اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (کوئی ہو جن ہو یا انس مومن ہو یا کافر مومن کے لئے تو حضور دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اُس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اُٹھا دیے گئے) اور فرماتا ہے اے غیب کی خبر بتانے والے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (شہود و شہادت کے معنی ہیں۔ حاضر ہوتا مع ناظر ہونیکے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اُسکو بیان کرتا ہے) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو عذاب جہنم کا ڈر سناتا) اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (ایک آفتاب کیا در حقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپکے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کی ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دفع کر دیا اور خلق کیلیے معرفت اور توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں) اور فرمایا اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے۔ وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے (تو حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے) انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے (شدید القویٰ ذیخر ہے سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی) پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا (سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلےٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوا فرمایا اور حضرت جبریل سدرۃ المنتہیٰ پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے اُنہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور مستوی و عرش سے بھی آگے گزر گئے) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا) پھر خوب اوتر آیا (یعنی حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی) تو اس جلوہ اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباب میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنے غایت کو پہنچی ہ

محیط و مرکز میں فرق مشکل ہے رہا حاصل خطوط واصل کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

اب وحی فرمائی اپنے بندہ کو جو وحی فرمائی (یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا یہ خدا و رسول کے درمیان اسرار ہیں جن پر سوا اُس کے کسی کو اطلاع نہیں) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (یعنی سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اُس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا یعنی آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی) تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور اُنہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ وابنہ وحزبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وبارک وسلم الیٰ یوم الدین۔ اے مالک و مولیٰ تو نے فرمایا اور سچ فرمایا وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا اور اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو احصار نہیں کر سکتے خداوندا تیری حمد و ثنا و شکر نعمت کس زبان سے ادا کی جائے کہ تیرے صفات و کمالات اور احسانات و انعامات غیر متناہی و غیر معدود اور روز آفرینش سے مرتے دم تک تیری تعریف و توصیف و شکر یہ انعامات میں اگر تمام وقت

ایک ایک آن صرف کیا جائے جو ایک فرض محض و تقدیر بحت ہے پھر بھی مقصور و محدود ولقد صدق من قال ؎

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد	احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے	یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

تو نے اشرف المخلوقات اکرم الموجودات بنی آدم میں خلق فرمایا جس کے سر پر تاج ولقد کرمنا بنی آدم کا رکھا پھر اُس سے مزید یہ کہ حضرت سید ابراہیمؒ بن سید ابوبکر غزنوی ملقب بلقب مدار الملک مخاطب بہ خطاب ملک بیا غازی عرف ملک بیو بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے کیا اُن نعمتوں سے بڑھکر تیرا احسان یہ ہے کہ دولت ایمان و اسلام سے سرفراز

ؔ۱ آپ تیرہ ذی الحجہ ۷۵۳ھ قلعہ رہتاس کی جنگ میں شہید ہوئے اور نعش مبارک وہاں سے قصبہ بہار شریف لائی گئی۔ اور آبادی شہر سے ایک میل پچھم پہاڑی پر مدفون ہوئی مزار شریف پر عالیشان گنبد بنا ہوا ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت قطب ربانی غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اشعار کہ دروازہ جنوبی گنبد مزار شریف پر کندہ ہیں حسب ذیل ہیں ؎

درین گنبد کہ ہست از روئے معنی	بقدر از گنبد افلاک برتر
بخفتست شیر مردے کو نبیش	نخفتے شیر اندر بطن شبر
مدار الملک ابراہیم بوبکر	کہ تیغ از بہر حق مے زد چو حیدر
چنیں لشکر کش و کشور کشائے	نہ خیزد دوم اندر ہفت کشور
کنوں چوں بر دست افتاد یارب	زلاہ لطف یکشائے بر دو در
بمشک رحمت د کافور رافت	کنی دیوار خاکش را معطر[عله]

دوسرا کتبہ جو صدر دروازہ مشرق پر کندہ تھا یہ ہے ؎

بعہد دولت شاہ جہانگیر	کہ بادا در بہار ملک نو روز
شہنشاہ جہاں نیر در سلطان	کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عله اس مصرعہ میں حضرت ملک بیو قدس سرہ کی ایک کرامت کی طرف اشارہ ہے روضہ کے باہر اگر آپ شمال مشرقی کونے کی دیوار کو سونگھیں تو ایک خوشگوار خوشبو محسوس ہو گی ۱۲

فرمایا اس لئے کہ دولت اسلام سے محروم فقط صورت کا انسان ہے مرزا غالب نے
خوب کہا ع   آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

سہ   گر بصورت آدمی انساں بدے   احمد و بوجہل ہم یکساں بدے

آدمی بہت ہیں مگر انسان وہی ہے جسے معرفت پروردگار ہو رسول اللہ کا مطیع فرمانبردار

(بسلسلہ گذشتہ صفحہ ۵)

ملک سیرت ملک بیو براہم   کہ بد در دین ابراہیم تن سوز
بماہ ذی الحجہ یکشنبہ از دہر   بدہ چوں سبز دملازم در یں نوز
ہجرت بمقصد پنجہ سہ تاریخ   مسافر شد ملک در جنت المروز

خداوندا بفضل خویش بدہ دے
کنی آساں حساب آخری روز

اندرون گنبد آپ کے صاحبزادوں کے بھی مزارات ہیں ۱۲۔

۲ نسب نامہ فقیر قادری غفرلہ کا حسب ذیل ہے ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد[۱] عبد الرزاق بن ملک کرامت[۲] علی بن ملک احمد[۳] علی بن ملک غلام[۴] قادر بن ملک[۵] سعادت یار بن ملک حمید[۶] بن ملک رضا بن ملک محمد[۷] علی بن ملک فتح[۸] اللہ بن ملک غلام[۹] نبی بن ملک محمد[۱۰] معصوم بن[۱۱] ملک محمد[۱۲] سعید الدین عرف ملک سدن[۱۳] بن ملک احمد اللہ بن ملک تاتار[۱۴] بن ملک بہاؤ[۱۵] الدین بن ملک محمد[۱۶] اسمٰعیل[۱۷] بن ملک الہ داد[۱۸] بن ملک غلام[۱۹] محی الدین عرف ملک گدن بن ملک خطاب[۲۰] الملک (کہ مزارش اندرون گنبد ست) بن ملک علاؤ[۲۱] الملک (کہ مزارش ہم اندرون گنبد ست) ابن ملک داؤد[۲۲] پسر اکبر (کہ مزارش ہم اندرون گنبد ست) بن حضرت سید[۲۳] ابراہیم ملک بیا غازی عرف ملک بیو شہید بن حضرت سید[۲۴] ابوبکر (کہ مسکن و مزار شان مقام بت نگرست واز غزنی بفاصلہ سہ فرسنگ بجانب شرق واقع ست) ابن سید[۲۵] ابو القاسم عبد اللہ بن سید[۲۶] محمد فاروق بن سید ابو[۲۷] منصور عبد السلام بن سید[۲۸] عبد الوہاب بن غوث الثقلین وغیث الکونین حضرت سیدنا الشیخ محی[۲۹] الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدس اسرارھم ونفعنا اللہ ببرکاتہم۔

ہو جل جلالہ وصلے اللہ علیہ وسلم پھر مزید براں فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت سے کیا حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ناجی کون جماعت ہوگی۔ ارشاد ہوا ما انا علیہ واصحابی جو میرے اور میرے اصحاب کے مسلک پر رہے گی۔ یعنی اہلسنت وجماعت پھر ان تمام نعمتہائے الٰہیہ کے ہمسر بلکہ بعض وجوہ سے اعلے وبہتر کہ اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گرویدہ ہے حضرت عزت حق سبحنہ وتعالیٰ شانہ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو مجھے مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی باوجودیکہ بعض خاص اعزہ واحباب نے حد سے زیادہ اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے اپنے بچہ کو انگریزی تعلیم دلوائے مگر انہوں نے پرواہ نہ کی اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا انہیں کی نیک نیتی وخلوص قلبی کا اثر ہے کہ زمانہ طالب علمی ہی سے دینی خدمات درس تدریس تالیف وتصنیف وعظ وتبلیغ افتاد مناظرہ کا شوق و ذوق میرے دل میں جاگزین ہوا اور برابر انہیں دینی خدمتوں میں انہماک وشغف کے ساتھ منہمک رہا۔ الحمد پھر ان تمام نعمتوں پہ مزید گویا سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حاجی قاری حافظ شاہ محمد احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی کی بیعت وتلمذ وارشاد وخلافت کے شرف سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ وطریقت منورہ کی علمی عملی تصویر تھے جن کا ہر قول شریعت کا رہنما جن کا ہر فعل احکام الٰہی کا اتباع جنہوں نے بلا خوف لومۃ لائم مسائل شرعیہ واحکام فقہیہ کی تعلیم وتبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف وتصنیف افتاد تدریس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت ورہنمائی فرمائی جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء افسوس صد ہزار افسوس کہ اس آفتاب عالمتاب کو غروب ہوئے آج ۱۹۳۸ء میں سترہ سال ہو گئے مگر سوا اس مختصر منظوم ذکر رحلت ۱۹۲۱ حامی دین وملت مولانا مولوی محمود جانصاحب حامد جودھپوری کے کوئی مفصل سوانح عمری آپ کی شائع نہ ہوئی پھر بھی ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب

اور برادران طریقت کو توجہ دلائی اُن کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات اُن کے پاس لکھ بھیجے
اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا جب اُن کو میرے حیات اعلیحضرت (۳۸ ۱۹ء) لکھنے کی خبر
ہوئی تو جو کچھ مواد اُن کے پاس تھا سب مجھے عنایت فرما دیا خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر کہ عرصہ
بارہ سال میں یہ کتاب چار جلدوں میں مکمل ہوئی اور باعتبار ختم تالیف مظہر المناقب (۱۳۴۹ھ) تاریخی نام تجویز ہوا
مولیٰ تعالےٰ اس کو قبول فرمائے اور سب سنیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے آمین ؎

ہر کہ خواند طمع دعا دارم　　زانکہ من بندہ گنہگارم

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ

ولادت باسعادت

ولادت باسعادت اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلی کی آپ کے شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان، اور حضرت جد امجد مولانا شاہ رضا علی خانصاحب قدس سرہ کا قیام تھا۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی تاریخی نام المختار ہے۔ حضور نے اپنا سن ولادت مکتوبات شریف میں حسب ذیل آیہ کریمہ سے استخراج فرمایا ہے اولئك كتب في قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه حسن اتفاق کہ اس وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے ونعم من قال ؎

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

ملفوظات حصہ سوم میں ہے ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه جس کا ترجمہ یہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی اور اس کا صدر یہ ہے۔ لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم نہ پائیں گے آپ اُن لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ اُن کے باپ یا اُن کی اولاد یا اُن کے بھائی یا اُن کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئك كتب في قلوبهم الايمان بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اولئك كتب في قلوبهم الايمان بحمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا۔ لا الہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی رب العزۃ جل جلالہ نے

فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون ۵ اور اُنہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمہ رضویہ مسمی بہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ۵۸ رکوع ۳) پھر فرمایا یہ سب برکات ہیں حضرت جدامجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے اُس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وکان ابوہما صالحا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع ۱۰) اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ باپ اُن کی چودھویں پشت میں تھا صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں رہیں۔

خاندانی حالات

اعلیٰحضرت کا اسم مبارک عبدالمصطفےٰ احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا محمد نقی علیخاں ابن حضرت مولانا رضا علی خاں بن حضرت مولانا حافظ محمد کاظم علی خاں۔ بن حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خاں بن حضرت محمد سعادت یار خاں بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور کے آباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے دہلی آئے اور معزز عہدوں پر فائز رہے چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خانصاحب شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطا ہوا تھا۔ ان کے صاحبزادہ سعادت یار خاں صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کے لئے بریلی روہیلکھنڈ بھیجے گئے۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا صوبہ بنانے کیلئے فرمان شاہی آیا لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے اُن کے تین صاحبزادے تھے اعظم خاں معظم خاں۔ مکرم خاں جو بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے جو ایک ہزار ماہوار سے کم نہ تھا اعظم خانصاحب بریلی تشریف فرما ہوئے اور متبتل الی اللہ ہو کر زہد خالص و ترک دنیا اختیار فرمایا شاہزادہ کا تکیہ جو محلہ معماران بریلی میں ہے آج بھی انہیں کی نسبت سے مشہور ہے۔ انہوں نے وہیں قیام فرما لیا تھا اور وہیں اُن کا مزار ہے اُن کے صاحبزادے جناب حافظ محمد

کاظم علی خاں صاحب ہر پنجشنبہ کو سلام کے لئے حاضر ہوتے اور گرانقدر رقم پیش کش حاضر کیا کرتے ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں جب حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ محمد اعظم خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ اس موسم سرما میں ایک دھونی کے دھرے کے پاس تشریف فرما ہیں۔ اور اس کڑاکے کے جاڑے میں جسم پر کوئی سرمائی پوشاک نہیں حافظ کاظم علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیش بہا دوشالہ اُتار کر اپنے والد ماجد صاحب کو اوڑھا دیا۔ حضرت موصوف نے نہایت ہی استغنا سے اُسے اوتار کر آگ کے دھرے میں رکھدیا حافظ صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کاش اسے اور کسی کو عطا فرما دیا جاتا حافظ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ آنا تھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اُس آگ کے جھڑکتے دھرے میں سے وہ شالا کھینچکر پھینکدیا اور فرمایا" کاظم" فقیر کے یہاں دھکر پکڑ کا معاملہ نہیں لے اپنا دوشالا۔ دیکھا تو اس دوشالا میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا ویسا ہی صاف وشفاف برآمد ہوا۔ یہ کرامت اس معجزہ نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مظہر و نمونہ تھی۔ کہ جس دسترخوان پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور دست اقدس دہن مبارک اس سے مس فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دعوت میں جبکہ وہ دسترخوان کثرت استعمال سے میلا ہو گیا تھا۔ اُسے دہکتے تنور میں ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے نکالا تو صاف و شفاف تھا کہیں چرک اور میل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ یہ کرامت اُسی معجزہ کی مظہر تھی حضرت حافظ کاظم علیخاں صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کی کلکٹری کے قائم مقام تھا دو سو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہتی تھی آٹھ گاؤں جاگیر کے دوامی لاخراجی معافی عطا ہوئے تھے وہ اس جدوجہد میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات تھے اُن کا تصفیہ ہو جائے چنانچہ اسی تصفیہ کے لئے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے تھے حضرت حافظ صاحب کے صاحبزادہ حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ الکاملین قطب الوقت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے مختصر حالات تذکرہ علماء ہند مصنفہ رحمان علی خاں صاحب ممبر کونسل ریاست ریواں مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ بار دوم میں درج ہے چونکہ وہ کتاب فارسی زبان میں ہے اس لئے عام فہم وکثیر النفع ہونے کے خیال سے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے مولانا رضا علیخاں صاحب بریلوی بن محمد کاظم علی خاں ابن محمد اعظم

خاں ابن محمد سعادت یار خاں بہادر بریلی ملک روہیلکھنڈ کے بزرگترین علمائے کرام اور قوم افغان بڑہیچ سے تھے ان کے آباؤ اجداد سلاطین دہلی کے دربار میں بڑے بڑے عالی مرتبہ منصب شش ہزاری پر فائز تھے مولانا رضا علی خانصاحب ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور شہر ٹونک میں مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم مغفور سے علوم دینیہ حاصل کر کے ۲۳ سال کی عمر میں ۱۲۴۷ھ کو سند فراغ حاصل کر کے مشارٌ الیہ اماثل و اقران و مشہور اطراف و زبان ہوئے خصوصاً علم فقہ و تصوف میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔ بہت پرتاثیر تقریر فرماتے آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں خصوصاً نسبت کلام سبقت سلام زہد و قناعت علم و تواضع تجرید و تفرید آپ کی خصوصیات سے تھا ۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۲ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی بڑہیچ بائے موحدہ عربیہ و رائے ثقیلہ ہندیہ دونوں مفتوح اور یائے تحتانیہ ساکن اور جیم فارسی موقوف سے ایک گروہ افغان کا ہے۔ اُن کو روہیلہ بھی کہتے ہیں انتہی

حضرت کی کرامات

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و کرامات میں بیان فرماتے تھے کہ

پہلا واقعہ حضرت کا گزر ایک روز کوچہ سیتا رام کی طرف سے ہوا ہنود کے تہوار ہولی کا زمانہ تھا ایک ہندنی بازاری طوائف نے اپنے بالاخانہ سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا یہ کیفیت شارع عام پر ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی بالاخانہ پر جا کر تشدد کرنا چاہا مگر حضور نے اُسے روکا اور فرمایا بھائی کیوں اس پر تشدد کرتے ہو اُس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے۔ خدا اُسے رنگ دے گا یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بیتابانہ قدموں پر آ کر گر پڑی اور معافی مانگی اور اُسی وقت مشرف باسلام ہوئی حضرت نے اُسی نوجوان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔

دوسرا واقعہ:۔ دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے اعزہ میں ایک صاحب مسمی بہ وارث علی خاں محلہ سوداگران میں رہتے تھے ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی اُن کے شباب کا زمانہ تھا اور مزاج آزاد واقع ہوا تھا اسی لئے حضور نے فرما دیا تھا اس رقم کو بیجا صرف نہ کیا جائے اقرار کیا اور چلے گئے اُسی روز اسی روپیہ کو لے کر ایک طوائف کے یہاں گئے جب زینہ پر پہنچے دیکھتے ہیں کہ حضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہے اُلٹے پاؤں واپس ہوئے دوسرے بالاخانہ پر گئے وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی

واپس ہوئے تیسری جگہ گئے یہی ماجرا دیکھا بالآخر واپس ہوئے اور حاضر خدمت اقدس ہو کر صدق دل سے توبہ کی

تیسرا واقعہ:- تیسرا واقعہ بیان فرماتے تھے ایک برہمن ایک مسلمان لڑکے پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ایک دن وہ لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور حضرت کی پناہ لی اُس برہمن نے تلوار سے حملہ کیا جس سے کچھ خراش حضرت کے بھی آگئی اُس زمانہ میں دو پہلوان متصل مکان حکیم عبدالصمد صاحب رہتے تھے اُن دونوں اور ایک راہ گیر مسلمان نے مل کر اُس برہمن کو خوب زدو کوب کی آپ نے فرمایا کیوں مارتے ہو اللہ اُسے سزا دے گا چنانچہ دیکھا گیا کہ سڑکوں کی نالیوں کا پانی مونہہ لگا کر پیتا تھا جب تک زندہ رہا یوں ہی خراب خستہ مارا مارا پھرا کیا۔

چوتھا واقعہ:- فقیر قادری جامع حالات رضوی غفرلہٗ کہتا ہے فتنہ ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم کئے۔ تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے لیکن حضرت مولانا رضا علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ ذخیرہ اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے رہے اور پنج وقتہ نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اُدھر سے گوروں کا گذر ہوا خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اُس کو پکڑ کر پیٹیں مسجد میں گھسے اِدھر اُدھر گھوم آئے بولے کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے حالانکہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو اندھا کر دیا کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور رہے یہ کرامت حضرت کی اس معجزہ صادقہ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق ہے کہ شب ہجرت کفار کے مجمع میں سے وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینٰھم فھم لا یبصرون ٥ اور ہم نے اُن کے آگے دیوار بنادی اور اُن کے پیچھے ایک دیوار اور اُنہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو اُنہیں کچھ نہیں سوجھتا ترجمہ رضویہ پارہ ۲۲ سورہ یٰس رکوع ۱) حضور باہر تشریف لے آئے اور وہ لوگ کھڑے دیکھتے رہے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو نظر نہ آئے۔

علامہ محمد حسن صاحب علمی جن کا خطبہ ہندوستان میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے شہر تو شہر دیہات تک مساجد میں وہی خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت ہی کے شاگرد و مرید تھے۔ اور یہ خطبہ اُن کی نظر انور سے گزرا ہوا ہے اور آج تک جو خطبہ علمی چھپتا ہے اُس کے اخیر میں مصنف کی یہ عبارت

ضرور ہوتی ہے اس مؤلف عاصی محمد حسن علمی امیدواری جناب باری عز اسمہ سے یہ ہے کہ اپنے فضل
عمیم اور طفیل رسول کریم ملقب بہ انک لعلی خلق عظیم کے ہم سب مومنین کو بعفو جرائم و عصیان
اور فیضان توفیق و احسان کے عزت بخشے اور ہمارے مرشد و مولیٰ عالم علم ربانی مقبول بارگاہ سبحانی مخزن
اسرار معقول و منقول کاشف استاد فروع و اصول مطلع العلوم مجمع الفہوم عالم باعمل فاضل بے بدل
منبع الاخلاق منہل الاشفاق مصدر احسان مظہر امتنان مولانا و مخدومنا لوذعی زمان مولوی رضا علی خاں
کو بیچ دونوں جہان کے رحمت خاصہ میں اپنے رکھکر اقصی مراتب قبولیت کو پہنچائے آمین یا رب
العلمین حضرت مولانا رضا علی خانصاحب قدس سرہ العزیز کے صاحبزادہ حضرت مولانا نقی علی خاں
صاحب قادری برکاتی آل رسولی ہیں جن کے مختصر حالات رسالہ مبارکہ جواہر البیان فی اسرار الارکان مطبوعہ
مطبع حسنی محلہ سوداگران میں محررہ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز حسب
ذیل ہیں۔ وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء راس الفضلا حامی سنت ماحی بدعت بقیۃ السلف حجۃ
الخلف رضی اللہ عنہ وارضاہ فی اعلی غرف الجنان لواہ سلخ جمادی الاخری یا غرہ رجب ۱۲۴۶ھ بارہ سو
چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جو عظیم
فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب
روح اللہ روحہ و نور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذروہ علیا کو پہنچا۔

ع راست مے گویم و یزداں نہ پسندد جز راست

جودت انظار و حدت افکار فہم صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل و علا نے انہیں عطا
فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو
کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا عقل معاش و معاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں
سے دیکھا علاوہ بریں سخاوت، شجاعت، علو ہمت کرم و مروت صدقات خفیہ میراث جلیہ بلندی
اقبال دبدبہ و جلال موالات فقرا امر دینی میں عدم مبالات باغنیا حکام سے عزلت رزق موروث
پر قناعت وغیر ذلک فضائل جلیلہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت
صحبت سے شرف پایا ہے ع ایں نہ بحریست کہ در کوزہ تحریر آید
مگر سب سے بڑھکر یہ کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عزوجل نے حضرت سلطان رسالت

علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ کی غلامی وخدمت اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعدا پر غلظت وشدت
کے لئے بنایا تھا۔ بحمد اللہ اُن کے بازوئے ہمت وطنطنہ صولت نے اس شہر کو فتنہ مخالفین سے یکسر پاک کر
دیا کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اُٹھائے یا آنکھ ملائے یہانتک کہ شعبان ۱۲۹۲ھ کو مناظرہ دینی کا عام اعلان مسمّی بنام تاریخی
اصلاح ذات بین طبع کرایا اور سوائے مہر سکوت یا عار فرار وغوغائے جہال وعجز واضطراب کے کچھ جواب نہ پایا
فتنہ شش مثل کا شعلہ کہ سب سے سر بفلک کشیدہ تھا۔ اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اُس کے اطفاء پر عرق ریز تھے
گردیدہ اُس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اہل
فتنہ کا بازار سرد ہے خود اُس کے نام سے جلتے ہیں مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت روز ازل سے
اُس جناب کے لئے ودیعت تھی جس کی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال
میں مطبوع ہوئی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء تصانیف شریفہ اُس جناب کی سب علوم دینی میں نافع
مسلمین ودافع مفسدین والحمد للہ رب العالمین از انجملہ الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ
الم نشرح کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل وسیلۃ النجاۃ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات
ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد وسیط سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی ہیں اور
یہ کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ع

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اُس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمّی بہ زواہر الجنان
من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ تالیف کیا اصول الرشاد
لقمع مبانی الفساد جس میں قواعد ایضاح وثابت فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت وحسرت ہدایۃ البریۃ
الی الشریعۃ المحمدیہ کہ دس فتووں کا رد ہے یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں منطبع ہوئیں اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد و
القیام ان شاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی (پہلی بار مطبع اہلسنت وجماعت بریلی میں مع شرح اعلیٰحضرت مسمّی بہ نقاوۃ
الکلام فی شرح اذاقۃ الآثام طبع ہو کر شائع ہوئی مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا اب انشاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع
ہوگی) فضل العلم والعلماء ایک مختصر سا رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا ازالۃ الاوہام رد نجدیہ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان
کہ یہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تصنیف پا چکا الکواکب الزہرا فی فضائل العلم وآداب العلماء جسکی تخریج احادیث
مع فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب لکھا الروایۃ الرویہ فی الاخلاق النبویہ

التقاوة النقوية فی الخصائص النبویہ لمعۃ[14] البراس فی آداب الاکل واللباس۔ التمکن[15] فی تحقیق مسائل التزیین۔ احسن[16] الوعانی آداب الدعاء یہ رسالہ بھی مع شرح و اضافات اعلیحضرت مسمی بہ ذیل المدعا لاحسن الوعا مطبع اہلسنت و جماعت بریلی میں طبع ہو چکا ہے خایرا[17] المحاسبہ فی المحاسبۃ والمراقبہ۔ ھدایۃ[18] المشتاق الی سر الانفس والآفاق ارشاد[19] الاحباب الی آداب الاحتساب۔ اجمل[20] الفکر فی مباحث الذکر۔ عین[21] المشاھدۃ لحسن المجاھدۃ تشرق[22] الاناۃ الی طریق محبۃ اللہ۔ نہایۃ[23] السعادۃ فی تحقیق الھمۃ والارادۃ اقوی[24] الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعہ ترویح[25] الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح ان پندرہ رسائل ملاین و جیز و سیط کے مسودات موجود ہیں جن کے تبییض کی فرصت حضرت قدس سرہ نے نہ پائی فقیر غفر اللہ لہ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرا دے انشاء اللہ تعالیٰ کہ ع

حلوا یہ تنہا نہ بایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریف کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اول یا آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارے میں حسرت و مجبوری ہے غرض عمر گرامی جناب کی ترویج دین و حمایت مسلمین و نکایت اعدا و حمایت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گزری جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء آمین۔ پنجم جمادی الاخری ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت سید الواصلین سند الکاملین قطب اوانہ امام زمانہ حضور پرنور سیدنا و مرشدنا و مولانا و ماوانا و ذخرنا فی یومی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاجدار مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وافاض علینا من برکاتہ و نعماہ پر شرف بیعت حاصل فرمایا حضور پرنور مرشد برحق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا والحمد للہ رب العلمین۔ چھبیس[26] شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے کے سبب کہ من رآنی فی المنام فقد رآنی رواہ الامام احمد والبخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزم زیارت و حج مصمم فرمایا یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ

حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے۔ ارشاد فرمایا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک اسم مجودہ میں دوا عطا فرماتے سے کہ من رآنی فقد رای الحق رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدمنع پر نہ رہا وہاں حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت سیدنا احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علماء مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ھ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینہ کی عمر میں بعارضہ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ اپنے والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے کنار میں جگہ پائی انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی۔ اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضاء وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرما رہے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا سبحٰن اللہ وہ اپنے طور پر حالت بیہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پرفتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھکر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا اور بس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے غلام نے عرض کیا حضور یہاں کہاں او لفظا ہذا معناہ فرمایا آج سے یا اب سے یہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ۵

ذہب الذین یعاش فی اکنافہم ۔ وبقیت فی الناس کجلد الاجرب ۵

یبغون دعاء الناس ولیضرح الجہل ۔ فیعدک لا یرجو البقاء من لہ عقل

اللہم ارحمہما وارض عنہما واکرم نزلہما وافض علینا من برکاتہما آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین۔ فقیر غفرلہ نے چند سجع اس جناب کی تاریخ ولادت باسعادت ووصال نیر مآل عن مشہب

سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلہ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف سے تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو مادہ چاہیے تنہا محل تاریخ میں سنا دیجئے کہ تعداد مواد کا سچا محصل یہی ہے اس کے ساتھ یہ التزام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا بعض مادے یہاں

۴۶ ھ ۱۲

قرطاس پر جلوہ فزا (تواریخ ولادت) جاء وفی نقی الثیاب علی الشان ۔ (فیہ اشارۃ الی

۴۶ ھ ۱۲

اسمہ قدس سرہ والثیاب الاعمال قال تعالیٰ وثیابک فطہر) رضی الاحوال بھی

۴۶ ھ ۱۲ ۔ ۴۶ ھ ۱۲ ۔ ۴۶ ھ ۱۲

المکان ۔ ھو اجل محققی الافاضل ۔ شہاب المدققین الاماثل ۔ قمر فی برج الشرف ۔

۴۶ ھ ۱۲ ۔ ۴۶ ھ ۱۲ ۔ ۴۶ ھ ۱۲

بری من الخسوف والکلف ۔ افضل سباق العلما ۔ اقدام حذاق الکرما (تواریخ وفات)

۹۷ ھ ۱۲ ۔ ۹۷ ھ ۱۲ ۔ ۹۷ ھ ۱۲

کان نہایۃ جمع العظماء ۔ خاتم اجلۃ الفقہا ۔ امین اللہ فی الارض ابدا ۔ (عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العالم امین اللہ فی الارض اخرجہ الامام ابو

۹۷ ھ ۱۲ ۔ ۹۷ ھ ۱۲

عمر فی کتاب العلم) ان موتۃ العالم موتۃ العالم ۔ وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی جمع الانام (وفی الخبر موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لا تنسد الی یوم القیمۃ او کما ورد

۹۷ ھ ۱۲

واللہ تعالیٰ اعلم) خلل فی باب العباد لا ینسد الی یوم القیام ۔ یا غفور ۔ کمل لہ ثوابک

۹۷ ھ ۱۲ ۔ ۹۷ ھ ۱۲

یوم النشور ۔ امنحہ جنۃ اعدت للمتقین ۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ واھلہ اجمعین ۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی عفی اللہ لہ وحقق املہ تذکرہ علماء ہند فارسی مطبوعہ مطبع نولکشور میں اعلیٰ حضرت اور اُن کے والد ماجد صاحب قدست اسرارہما کے مختصر حالات درج ہیں عام فہم ہونے کے لئے اس جگہ اُس کا اُردو ترجمہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں" مولوی نقی علی خاں بریلوی ابن مولوی رضا علی خاں ساکن بریلی روہیلکھنڈ غرہ رجب ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد سے تعلیم و تربیت پائی اور علوم درسیہ سے فراغت حاصل فرمائی ذہن ثاقب ورائے صائب رکھتے تھے حق تعالیٰ نے اُن کی عقل معاش و معاد دونوں میں ممتاز اقران بنایا تھا۔ علاوہ شجاعت جبلی کے حضرت صفت سخاوت تواضع استغنا سے موصوف تھے اپنی تمام قیمتی عمر اشاعت سنت وازالہ بدعت

۱۲۹۳

میں صرف فرمائی پھر مسئلہ امتناع نظیر ایک دینی مناظرہ کا اعلان بنام تاریخی اصلاح ذات البین

۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ میں شائع فرمایا اور مسئلہ امتناع نظیر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں بہت زبردست کوشش فرمائی اور مخالفین کا رد فرمایا جس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے ۱۲۹۴ھ میں تاجدار مارہرہ مطہرہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور جملہ سلاسل جدیدہ و قدیمہ و سند حدیث شریف اور خلافت سے معزز و ممتاز ہو کر ۱۲۹۵ھ میں زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے اور حضرت سیدی زین دحلان و دیگر علماء حرمین شریفین سے اجازت و سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور حیات شیریں جان آفرین کے سپرد فرمائی اور روضۂ رضوان میں آرام و اطمینان و سکون حاصل فرمایا۔

جامع حالات حقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اس کے بعد ان پچیس تصنیفات کا ذکر ہے جو اوپر مذکور ہو ئیں اس لئے دوبارہ ذکر کرنا بے فائدہ ہے

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی سلمہ اللہ تعالےٰ بن مولوی نقی علی خاں بن مولوی رضا علیخاں متوطن بریلی روہیلکھنڈ نے بتاریخ دس ماہ دہم یعنی شوال بروز شنبہ ۱۲۷۲ھ عرصہ دنیا میں قدم مبارک رکھا حضرت جدامجد قدس سرہ العزیز نے عقیقہ کے دن ایک خواب خوشگوار دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہوگا چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں منبر پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا تمام علوم درسیہ معقول و منقول سب اپنے والد ماجد صاحب سے حاصل کر کے بتاریخ ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں فاتحہ فراغ کیا اور اسی دن ایک رضاعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد صاحب نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام انکے سپرد فرمایا ۱۲۹۴ھ میں سرکار مارہرہ مطہرہ میں حضرت ملحق الاصاغر بالاکابر وارث العلم کابراً عن کابر عالیجناب حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث سے مشرف ہو کر ۱۲۹۵ھ میں حضرت والد ماجد صاحب کے ساتھ زیارت حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے شرف افتخار و امتیاز حاصل فرمایا اور اکابر علمائے دیار شریف حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبد الرحمٰن سراج مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی کہ بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے بلاتعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے اپنے دولتکدہ تشریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر

فرمایا انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین بیشک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں اور صحاح ستہ
اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھکر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین
احمد ہے اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط گیارہ واسطے ہیں (نیز حضور نے
بایمائے حضرت شیخ جمل اللیل موصوف اُن کی تصنیف لطیف جوہرہ مفید مناسک حج شافعیہ کا
اردو ترجمہ کیا اور ایک شرح دو دن میں تحریر فرمائی جس کا نام النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ
المضیہ رکھا جس وقت اس ترجمہ اور شرح کو حضرت شیخ جمل اللیل کی خدمت میں پیش کیا حضرت
شیخ بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی اور مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولانا
محمد بن محمد بن عرب نے اعلیحضرت کی دعوت کی اثنائے طعام مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع
شریف پر گفتگو چھڑ گئی اعلیحضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمن غنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں دونوں حضرات نے اپنے اپنے قول پر دلائل پیش کئے آخر
مولانا نے فرمایا دونوں قول صحیح اور موجہ ہیں اعلیحضرت نے فرمایا ولکل وجھۃ ھو مولیھا
علین اسی وقت عصر کی اذان حرم شریف میں ہوئی ختم اذان پر اعلیحضرت نے فرمایا فاستبقوا الخیرات
غرض جلسہ برخاست ہوا اور سب لوگ نماز کے لئے حرم شریف میں پہنچے شب کے وقت اعلیحضرت نے
تنہا مسجد خلیف میں اقامت کی اور مغفرت کی بشارت سے مبشر ہوئے) آپ صاحب تصانیف
کثیرہ وتالیف عزیزہ ہیں (اس جگہ مصنف تذکرہ علماء ہند نے اعلیحضرت کی پچاس تصنیفات کا
ذکر کیا ہے۔ طوالت کے خیال سے اُن کو نہیں لکھا کہ تصنیفات کے بیان میں اُن کا مفصل ذکر
آئے گا۔ ۱۲ سید ایوب علی) ماہ جمادی الاخری ۱۳۱۸ھ میں مفضلہ بریلی بدایوں سنبھل رامپور وغیرہ
نے متفقہ طریقہ سے مسئلہ تفضیل میں اعلیحضرت سے مناظرہ کا اعلان کیا اور سبھوں نے مولانا مولوی
محمد حسن صاحب سنبھلی مصنف تنسیق النظام فی مسند الامام وحاشیہ ہدایہ وغیرہ کو امیر جماعت ومناظر
مقرر کیا اور بریلی پہونچے اُس زمانہ میں اعلیحضرت منضج پی رہے تھے اور جلاب کے دن قریب تھے
ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے اُس کی سازش سے یہ مشورہ ہوا کہ مسہل کے ایک دن قبل دعوت
مناظرہ دینی چاہیئے اعلیحضرت بوجہ مسہل خود ہی انکار کر دیں گے اور اگر ہمت کی بھی تو طبیب

کی حیثیت سے وہ معالج صاحب منع کر دیں گے۔ بات بن جائے گی۔ کہ مناظرہ سے فرار کیا لیکن جسے
خداوند عالم سربلند کرے اُسے کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ اعلیحضرت نے فوراً چیلنج مناظرہ منظور فرمالیا
معالج صاحب نے بہت منع کیا کہ کل مسہل کا دن ہے اعلیحضرت نے فرمایا مناظرہ کرتے ہوئے
مجھے مر جانا منظور ہے اور مناظرہ سے انکار کر کے بچنا مقصود نہیں آخر اُسی حالت میں تیس سوال لکھ
کر سرگروہ جماعت جناب مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی کے پاس روانہ کر دیے مولانا موصوف کی دیانت کہ
بمجرد سوالات دیکھنے کے فرمایا ان سوالات کا جواب کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوئے نہیں دے
سکتا ہے اور اسی وقت ریل میں سوار ہو کر مکان تشریف لے آئے اُس کے بعد شرح عقائد کا حاشیہ
مسمی بہ نظم الفرائد تحریر فرمایا جس میں مذہب اہلسنت و جماعت کی حمایت و تائید کی دوسرے
معاندین نے یہ حال دیکھ کر من سکت سلم پر عمل کیا اور بالکل خاموشی اختیار کی جس کی قدرے تفصیل
رسالہ فتح خیبر ۱۳۰۶ھ میں اُسی زمانہ میں مطبوع ہو چکی ہے۔ اُس کے بعد اعلیحضرت نے کئی مرتبہ اُن لوگوں
کو دعوت مناظرہ دی مگر ادھر سے صدائے برنخاست ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ
ذو الفضل العظیم اس وقت تک پچھتر کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں جامع حالات فقیر ظفر الدین
قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ یہ مصنف تذکرہ علمائے ہند کے علم کے مطابق اُس زمانہ کی تصانیف
۱۹۳۶
ہیں در حقیقت اعلیحضرت کی تصانیف چھ سو سے زیادہ ہیں جس کا مفصل بیان حیات اعلیحضرت
جلد دوم میں آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

شجرہ آباو اجداد و اولاد و احفاد

عالیجناب شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنی عن الالقاب شاہ
سعید اللہ خانصاحب قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ نادر شاہ
کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر فائز ہوئے اُن کو سلطانِ والاشان کے یہاں سے
بہت سے مواضعات جو زیر ین ریاست رامپور میں معافی علی الدوام پر ملے تھے یہ مواضعات اُن کی
اولاد کے پاس اب موجود نہیں ان کا ایک شیش محل لاہور میں تھا جس کا ابھی تک کچھ اثر پاتی ہے اُن
کے ایک صاحبزادہ تھے جو سلطان محمد شاہ کے یہاں وزیر دولت تھے جن کو سلطان سے کچھ مواضعات
ضلع بدایوں کے معافی میں ملے تھے۔ وہ اب تک انہیں کی نسل میں موجود ہیں ان کا نام سعادت یار خاں
تھا اُن کے نرینہ اولاد تین تھے۔ بڑے شاہزادہ والاتبار محمد اعظم خاں صاحب ہیں اور یہی اعلیحضرت

امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے مورث اعلیٰ ہیں یہ اپنی وزارت کے عہدہ سے علیحدہ ہو کر زہد وریاضت
میں مشغول ہو گئے تھے ان کا ایک مشہور واقعہ ہے جو ان کے صاحبزادہ حافظ قرآن جناب حافظ کاظم علی
خاں صاحب وزیر آصف الدولہ سے ہوا یہ ہے کہ جب شاہزادہ موصوف ترک دنیا کر کے زہد وریاضت
میں مشغول ہوئے صاحبزادہ صاحب خدمت والا میں حاضر ہوئے۔ تو شہزادہ والا تبار کو دھونی رمائے
دیکھا اپنی قیمتی شال نذر کر دی حضرت نے اُسے آگ میں ڈال دیا جب وہ جلنے لگی تو حافظ صاحب نے
دل میں خیال کیا کہ ناحق میں نے دی انہوں نے جلادی اگر اپنے پاس نہ رکھتا تھا تو کسی کو دے دیتے اس
کو فائدہ پہنچتا اس طرف ان کو یہ خیال آیا اُدھر شال کا آخری کنارہ کہ جلنے کو باقی تھا شاہزادہ صاحب
نے وہ کونا پکڑ کر پوری شال آگ سے نکال کر حافظ صاحب کو دی اور فرمایا کہ یہ ایسی چیز نہیں تھی
جس میں دھکر پکڑ ہو۔ سعادت یار خانصاحب کے دو فرزند اور تھے ایک شاہزادہ معظم خانصاحب
ان کی اولاد میں مولوی بخش اللہ خانصاحب وغیرہ ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ مکرم خانصاحب ہیں اُن کی
اولاد نرینہ اب نہیں ہے البتہ اُن کی نسل اُن کی نواسیون کی اولاد ہے۔

سعید اللہ خان صاحب
|
سعادت یار خانصاحب وزیر محمد شاہ

۱	۲	۳
اعظم خاں صاحب	معظم خاں صاحب	مکرم خاں صاحب

اعظم خاں صاحب نے دو عقد کئے پہلی زوجہ سے حافظ کاظم علی خانصاحب ہیں اور دوسری
بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئیں حافظ کاظم علیخانصاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے انہوں
نے تین شادیاں کیں زوجہ اولیٰ سے تین اولادیں دو لڑکے اور ایک لڑکی زوجہ ثانیہ سے تین لڑکیاں
اور تیسری بیوی جو حرم تھی اُس سے ایک لڑکا مسمی بہ جعفر علی خاں جس کی نسل ختم ہو گئی۔

اعظم خاں صاحب

۱	۲، ۳، ۴، ۵
از زوجہ اولیٰ حافظ کاظم علیخانصاحب	از زوجہ ثانیہ چار صاحبزادیاں جنکے نام معلوم نہ ہو سکے۔

حافظ کاظم علیخانصاحب

از زوجہ اولیٰ			از زوجہ ثانیہ	از زوجہ ثالثہ حرم
امام العلما	رئیس الحکما	زینت بیگم		
مولانا رضا علیخانصاحب	حکیم تقی علیخانصاحب	عرف موتی بیگم	بدر النسا، صدر النسا، قمر النسا	جعفر علی خاں

حضرت امام العلما مولانا رضا علی خانصاحب اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے جد

مکرم یار میں یہ اپنے زمانہ کے مشاہیر علما میں سے تھے انہوں نے دو عقد کئے پہلی بیوی سے رئیس الاتقیا
مولانا نقی علی خانصاحب والد ماجد اعلیحضرت اور ایک صاحبزادی جو رئیس الحکما کے بڑے فرزند
مہدی علی خانصاحب کو منسوب تھیں دوسری بیوی سے دو صاحبزادیاں ایک ببی جان ولایت حسین
خانصاحب کو منسوب تھیں اور دوسری جن کا نام مستجاب بیگم تھا۔ وہاب علی خانصاحب مولوی
سے بیاہی گئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔

امام العلما مولانا رضا علیخاں صاحب

از زوجہ اولیٰ — (۲) — از زوجہ ثانیہ

رئیس الاتقیا مولانا نقی علیخانصاحب — زوجہ مہدی علی خانصاحب — ببی جان زوجہ ولایت حسن خاں (۱) — مستجاب بیگم (۲)
زوجہ حکیم وہاب علی خانصاحب

رئیس الحکما حکیم محمد تقی علی خانصاحب یہ امام العلما کے حقیقی بھائی تھے بہت بڑے قوی ہیکل
بہادر اور فن طب میں خاص مہارت رکھتے تھے انہوں نے دہلی کے خاندان اطبا کے سرپرست حکیم محمد واصل
خانصاحب کی صاحبزادی سے عقد کیا تھا یہ مہاراجہ جے پور کے یہاں طبیب خاص تھے ابتداءً ان کی
کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سالے کے لڑکے حکیم محمد سلیم خانصاحب کو (جو جے پور
کے مشہور اطبا سے ہیں اور بھرے حکیم کے نام سے مشہور خاص و عام ہیں) متبنیٰ کیا تھا ریاست
جے پور سے تین لاکھ سالانہ منافع کی جائداد رئیس الحکما کو انعام میں ملی تھی۔ جو رئیس الحکما نے کمال
فراخ دلی سے اپنے متبنیٰ حکیم محمد سلیم خانصاحب کو دیدی تھی حالانکہ اس وقت اپنی اولاد بھی تھی۔
چنانچہ اب تک وہ جائداد حکیم صاحب موصوف کے نواسوں کے پاس ہے اور وہ اس سے مستفید
ہو رہے ہیں اُن کو حکیم واصل خانصاحب کی صاحبزادی کے بطن سے چار لڑکے ہوئے خانصاحب مہدی
علی خانصاحب حکیم ہادی علیخانصاحب۔ خانصاحب فتح علی خانصاحب۔ خانصاحب فدا علیخانصاحب
ان میں بڑے صاحبزادے مہدی علی خانصاحب کا عقد رئیس الاتقیا کی ہمشیرہ حقیقی سے ہوا ان کی
اولاد میں احمد حسن خانصاحب تھے دوسرے فرزند حکیم ہادی علی خانصاحب کا عقد ریاست ٹونک
میں جناب عبدالعلیم خانصاحب کی لڑکی سے ہوا اور چار اولادیں ہوئیں ہدایت علیخاں سردار دلی خاں
محبوب علی خاں صدیق النسا بیگم اور تیسرے فرزند فتح علی خانصاحب کی اولاد تین لڑکے بابو خاں جی

فرحت علیخاں ۔ امراؤ دلی خاں اصغر علیخاں اور چار لڑکیاں ہیں آٹھ چوتھے فرزند فدا علیخاں کی اولاد فراست علی خاں اور مصاحب بیگم، قادری بیگم، حیدری بیگم ایک اور لڑکی پانچ افراد پر مشتمل ہے

رئیس الحکما تقی علی خانصاحب

۱ مہدی علی خاں صاحب ۔ ۲ حکیم ہادی علیخاں صاحب ۔ ۳ فتح علی خانصاحب ۔ ۴ فدا علی خانصاحب

احمد حسن خانصاحب

نور الحسن خانصاحب ۔ ابوالحسن خانصاحب

زبیدہ بیگم زوجہ اشفاق علیخاں ۔ محمد حسن عرف مچھن میاں ۔ ۲ زہرہ بیگم زوجہ اعجاز دلی خاں

حکیم ہادی علیخاں صاحب

۱ صدیق النساء زوجہ ثانیہ ۔ ۲ محبوب علیخاں ۔ ۳ سردار دلیخاں ۔ ۴ ہدایت علی خاں

احمد حسن خانصاحب ۔ لاولد ۔ ریاست علی خاں

لاولد

مولوی حاجی تقدس علیخاں ۔ ۲ اعجاز دلیخاں ۔ ۳ عبد العلی خاں ۔ ۴ مقدس علیخاں ۔ ۵ محبوب فاطمہ زوجہ شریف محمد خاں ۔ ۶ حمیدہ فاطمہ

خلیف محمد خاں عرف مٹن میاں

فتح علیخاں صاحب

فرحت علیخاں ۔ امراؤ دلی خاں ۔ اصغر علیخاں ۔ بنت ۔ بنت ۔ بنت ۔ بنت

حفاظت علی خاں

سردار علی خاں ۔ ۲ سرکار بیگم

محمد دلی خاں ۔ ۲ شرافت علی خاں ۔ ۳ شہزادہ علی خاں ۔ ۴ فاروق علی خاں

چار پسر یکدختر ۔ دو پسر دو دختر ۔ یک پسر ۲ یک دختر

فدا علیخاں صاحب

۱ فراست علی خاں ۔ ۲ مصاحب بیگم زوجہ ۔ ۳ قادری بیگم ۔ ۴ حیدری بیگم ۔ ۵ بنت

ریاست علیخاں ۔ بابو فرحت علی خاں ۔ ہادی حسن خاں ۔ بنت

ابن ۔ ابن ۔ لاولد ۔ ابن بنت

حافظ کاظم علی خاں کی صاحبزادی زینت جن کو موتی بیگم کہتے تھے ان کی شادی جب خانصاحب احمد حیات خاں سے ہوئی یہ یوسف زئی سے ہیں۔

موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں

نعمت علی خاں عرف بزرگ علی خاں — کوچک علیخاں

حاجی وارث علیخاں[1]

داجد علی خاں — شاہد علی خاں — کنیز خدیجہ زوجہ علی احمد خاں — کنیز عائشہ زوجہ مولانا حامد رضا خانصاحب — کنیز فاطمہ زوجہ سردار علیخاں

کنیز رسول زوجہ مظفر حسین بنا بوتی — مولوی سردار علیخاں عرف عزو میاں — ماجد علی خاں — حاجی ساجد علیخاں

افتخار علیخاں — ممتاز علی خاں — سرشار علی خاں — رئیس بیگم — زاہدہ — نجمہ

حاجی شاہد علی خاں صاحب کی دو شادی ہوئیں پہلا عقد اعلیحضرت امام اہلسنت کی بڑی صاحبزادی سے ان کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی کنیز زہرہ عرف عزو صاحبہ پیدا ہوئیں جن کی شادی چچازاد بھائی مولوی سردار علیخاں عرف عزو میاں سے ہوئی دوسرا عقد عطاء اللہ خاں کی لڑکی سے ہوا جن کے بطن سے حسب ذیل اولادیں ہوئیں مشہود علی خاں، مشاہد علی خاں، مصطفےٰ علیخاں۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں۔ فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں۔ لئیق فاطمہ زوجہ محمد جان خاں۔ مستجاب زوجہ شوکت حسین۔ انتخاب بیگم۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں کی اولاد حسب ذیل ہیں فرحت بی بی۔ محسن بیگم۔ افتخار حسین۔ مشتاق حسین ایک اور لڑکی فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں کے ایک لڑکا راشد یار خاں لئیق فاطمہ کی اولاد حسب ذیل ہے۔ سلطان میاں۔ شمیمہ۔ نسیم

رئیس الاتقیا حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب والد ماجد اعلیحضرت امام اہلسنت کی شادی اسفندیار بیگ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

اسفندیار بیگ

حسینی خانم زوجہ رئیس الاتقیا — جعفری بیگم — ابراہیم بیگ

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب — مولانا حسن رضا خاں — مولانا محمد رضا خاں — حجاب بیگم زوجہ وارث علیخاں — احمدی بیگم زوجہ شاہ ارشاد خاں — محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خاں لاولد

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہ العزیز کی سات اولادیں ہوئیں دو شاہزادے حضرت مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب ملقب بلقب حجۃ الاسلام حضرت مولانا

[1] ان کا عقد رئیس الاتقیا کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جن کا نام حجاب بیگم تھا ۱۲ منہ

شاہ مفتی مصطفےٰ رضا خانصاحب مفتی اعظم پانچ صاحبزادیاں بڑی مصطفائی بیگم ان کی شادی اعلیحضرت کے بھلنجے جناب حاجی شاہد علی خانصاحب سے ہوئی ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی عزرہ بی بی جو مولوی حسن علی خاں داماد سے منسوب ہوئیں یہ صاحبزادی اعلیحضرت کی حیات میں فوت ہوگئیں دوسری صاحبزادی کنیز حسن جن کو منجھلی بیگم کہتے تھے ان کی شادی جناب حمید اللہ خانصاحب ولد حاجی احمد اللہ خانصاحب رئیس شہر کہنہ سے ہوئی ان کی دو اولادیں ہوئیں عتیق اللہ خاں اور ایک صاحبزادی رفعت جہاں بیگم تیسری صاحبزادی کنیز حسین جنکو سنجھلی بیگم کہتے تھے جناب حکیم حسین رضا خانصاحب بن مولانا حسن رضا خانصاحب سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے ہوئے مرتضیٰ رضا خاں مولوی ادریس رضا خاں جو عیس خاں امام اہلسنت کے وصال سے ۲۱ دن بعد انکا انتقال ہوا چوتھی صاحبزادی کنیز حسین عرف چھوٹی بیگم انکی شادی مولوی حسنین رضا خانصاحب سے ہوئی انکی صرف ایک لڑکی ہوئی شمیم باقی جو جلیس میاں کو منسوب ہوئیں۔ پانچویں صاحبزادی مرتضائی بیگم عرف چھوٹی بنو مجید اللہ خاں پسر خورد جناب حاجی احمد اللہ خانصاحب رئیس شہر کہنہ سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے رئیس میاں، سعید میاں فرید میاں اور دو لڑکیاں مجتبائی بیگم، مقتدائی بیگم ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام کی شادی پھوپھی زاد بہن کنیز عائشہ ہمشیرہ جناب حاجی شاہد علی خاں صاحب سے ہوئی ان کے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے مولوی ابراہیم رضا خانصاحب عرف جیلانی میاں مولوی حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں اور چار لڑکیاں ام کلثوم زوجہ ثانیہ حکیم حسین رضا خاں کنیز صغریٰ بیگم زوجہ تقدس علیخاں۔ رابعہ بیگم عرف نوری زوجہ مشہود علی خاں۔ سلمیٰ بیگم زوجہ شاہد علی خاں جیلانی میاں کا عقد مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہوا نعمانی میاں کا نکاح جناب سید حسن صاحب محلہ ملوکپور کی صاحبزادی سے ہوا جیلانی میاں کی پانچ اولادیں ہیں اور نعمانی میاں کی تین۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب کی شادی چھوٹے چچا جناب مولانا محمد رضا خانصاحب کی اکلوتی صاحبزادی سے ہوئی اسی لیے مولانا محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں نے ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا اور شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا اور اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں ان کی سات صاحبزادیاں ہیں۔ ایک لڑکا ہوا تھا جو کمسنی ہی میں داغ مفارقت دے کر راہی ملک بقا ہوا جس کا نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان بلکہ جملہ متوسلین اور اہل قرابت کو صدمہ ہوا۔ اعلیحضرت کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

(شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔)

اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ

- مولانا حامد رضا خاں صاحب
- مصطفائی بیگم
- کنیز حسن
- کنیز حسین
- کنیز حسنین
- مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب
- مرتضائی بیگم

- ابراہیم رضا خاں
- ام کلثوم
- کنیز صغریٰ
- حماد رضا خاں
- رابعہ
- سلمیٰ

- سرفراز بیگم
- سرتاج بیگم
- دلشاد بیگم
- رحمٰن رضا خاں
- تنویر رضا خاں

مصطفائی بیگم زوجہ شاہد علیخاں صاحب

عزہ بی بی زوجہ مولوی سردار علی خاں عرف عزو میاں

کنیز حسن زوجہ حمید اللہ خاں

- عتیق اللہ خاں
- رفعت بیگم

کنیز حسین زوجہ حکیم حسین رضا خاں

- مرتضیٰ رضا خاں
- ادریس رضا خاں
- جرجیس رضا خاں

کنیز حسنین زوجہ مولوی حسنین رضا خاں

تسنیم بانو زوجہ جرجیس رضا خاں

مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خاں صاحب

- نگار فاطمہ
- انوار فاطمہ
- برکاتی بیگم
- رابعہ بیگم
- ہاجرہ بیگم
- شاکرہ بیگم

مرتضائی بیگم زوجہ مجید اللہ خاں

- رئیس میاں
- سعید میاں
- فرید میاں
- مجتبائی بیگم
- مقتدائی بیگم

حماد رضا خاں عرف نعمانی خلف اصغر حضرت حجۃ الاسلام

- مسرت بی بی
- نصرت بی بی
- حمید رضا خاں

مولانا حسن رضا خاں صاحب برادر اوسط اعلیحضرت

- حکیم حسین رضا خاں صاحب
- مولوی حسنین رضا خاں صاحب
- فاروق رضا خاں

از زوجہ اولیٰ صاحبزادی اعلیحضرت سہ پسر — از زوجہ ثانیہ صاحبزادی حضرت حجۃ الاسلام یک پسر یک دختر

- مرتضیٰ رضا خاں
- ادریس رضا خاں
- جرجیس رضا خاں
- خورشید بیگم زوجہ خلیق میاں
- یونس رضا خاں

- بلال رضا خاں
- ادریس رضا خاں
- بنت
- بنت

مولوی حسنین رضا خانصاحب

از زوجہ اولیٰ بنت اعلیحضرت — از زوجہ ثانیہ اخت حکیم صاحب شہر کہنہ بریلی

شمیم بانو زوجہ جرجیس میاں — تحسین رضا خاں — سبطین رضا خاں — حبیب رضا خاں — بنت

مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں

فاطمہ بیگم زوجہ مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب

حجاب بیگم زوجہ وارث علی خاں سلسلہ اولادش در ضمن موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں مذکور شد

احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خاں

علی احمد خاں — علی محمد خاں — محمودی جان زوجہ مولوی حشمت اللہ خانصاحب

لاولد — زکیہ سلطانہ عرف حمیدہ بیگم — محمد اسحاق عرف خسرو میاں بیرسٹر

پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کی شادی ۱۲۹۱ھ میں شیخ فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی شیخ صاحب موصوف شیخ عثمانی تھے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ احمد حسین تھا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

شیخ فضل حسین — شیخ فرمان حسین — شیخ اولاد حسین — بنت

امجد حسین عرف مجد رضا — ارشاد بیگم زوجہ اعلیحضرت — قراۃ اللہ بی بی — شمشاد بیگم — امداد بیگم — امجدی بیگم

مسعود رضا — ناصرہ — سرمدی بیگم — چھٹن بیگم — قدرت اللہ خاں

زوجہ نور الحسن خاں — زوجہ سید عبد العزیز صاحب

چھٹن بی بی زوجہ سید عبد العزیز صاحب سہسوانی

سید عبد الحفیظ — سید طیب میاں — سید عبد اللطیف — سید طاہر میاں — رضیہ بی بی زوجہ سید اطہر حسین

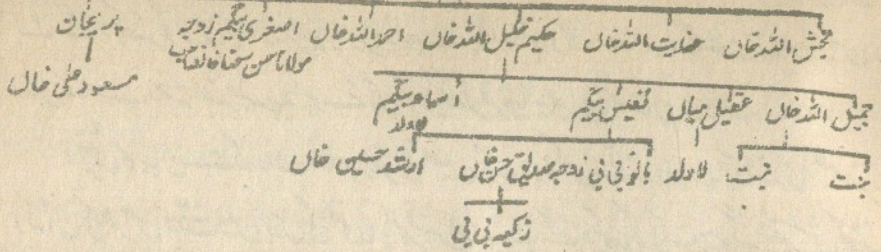
عطیہ بانو — صفیہ بانو — سید ولی الغافر عرف منزا میاں — سید عبد الرشید — سید محمد آنند — نسیم اختر

شاہزادہ معظم خانصاحب کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے

شاہزادہ اعظم خانصاحب

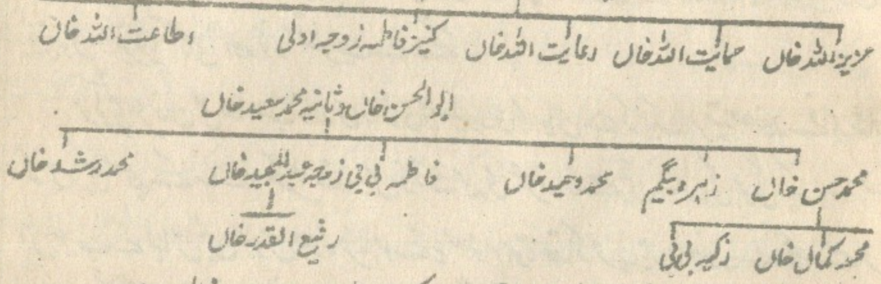
علیم اللہ خاں — بنت زوجہ قطب الدین خاں

علیم اللہ خاں



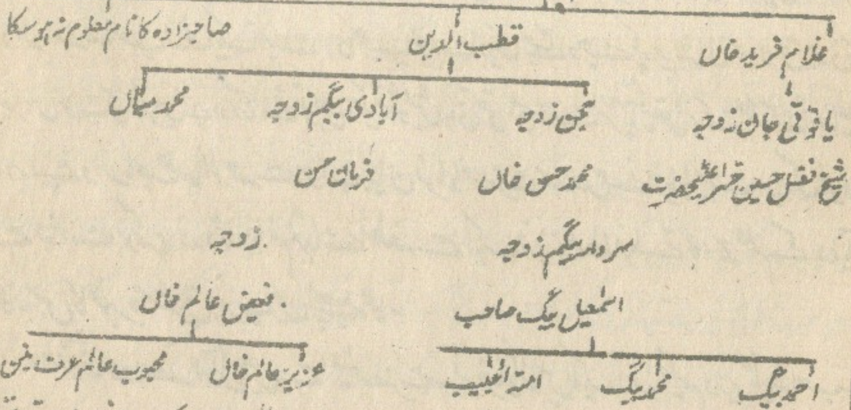
نفیس بیگم کی پہلی شادی جناب دلاور حسین خانصاحب ساکن موضع جواہر پور عرف جواسے ہوئی تھی یہ اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے بہت پیارے اور جان نثار مرید تھے ان کے انتقال کے بعد ان سے چھوٹے بھائی مولوی تجمل حسین خانصاحب سے دوسری شادی ہوئی

عنایت اللہ خاں ابن علیم اللہ خاں



شہزادہ اصغر مکرم خانصاحب کی اولاد کا سلسلہ حسب ذیل ہے

غلام دستگیر خاں



بزرگوں کی پیشین گوئیاں

جناب علی محمد خاں صاحب اعلیحضرت کے بھانجے فرماتے تھے۔ کہ میری والدہ مرحومہ اعلیحضرت کی بڑی بہن تھیں وہ فرماتی تھیں۔

کہ جب اعلیحضرت پیدا ہوئے تو میرے والدان کو جناب دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے دیکھکر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اور جب منجھلے میاں مولوی حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اُن کو دیکھکر فرمایا یہ میرا بیٹا مستان ہوگا۔

انہیں کا بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں ایک روز کسی نے دروازہ پر آواز دی اعلیحضرت (کہ اُن کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) باہر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں آپ کو دیکھتے ہی فرمایا آؤ آپ تشریف لے گئے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلہ سوداگراں کی مسجد کے قریب آپ کی طفولیت کے زمانہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے اعلیٰ حضرت کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا پھر فرمایا تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو حضور نے جواب دیا "میں اُن کا پوتا ہوں" فرمایا "جبھی" اور فوراً تشریف لے گئے۔

مولوی عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسلپوری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں اُنہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی اُس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت اعلیحضرت قبلہ بطن مادر میں تھے آپکے والد ماجد صاحب نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا جسکے وجہ سے کچھ پریشانی سی لاحق ہوئی رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح اٹھے تو بھی اسکی تشویش باقی تھی صبح حضرت سراپا فیض و برکت علامہ مولانا رضا علیخاں صاحب اور اپنے والد ماجد علیہما الرحمہ سے خواب بیان فرمایا حضرت ممدوح نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہارے نطفہ سے ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ جو علم کے دریا بہائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق مغرب میں پھیلے گا۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے اعلیحضرت نے فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جارہا تھا میری عمر اُس وقت جیلانی اعلیحضرت مدظلہ کے پوتے یعنی برخوردار ابراہیم رضا خاں سلمہ کے برابر تھی (یعنی دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید

ریش نہایت شکیل و وجیہہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ سنتا ہے بچے آج کل عبد العزیز ہے اس کے بعد عبد الحمید اس کے بعد عبد الرشید (یعنی رشاد آفندی) اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ اس وقت تک اُن بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔

ملفوظات حصہ چہارم میں ہے بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی اُن کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی خوشی کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا اُن کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔ مجھکو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو میں نے کہا میں اُن کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھکو اُٹھا کر لے گئے۔ اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو صرف دعاء مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اللہ کرم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے اُن سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کیلئے آئے ہو عرض کی "جی ہاں"۔ فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نصرٌ من اللّٰہِ و فتحٌ قریب۔ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

واقعات طفولیت

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضور کی عمر شریف تقریباً ۵-۶ سال ہو گی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوتے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گزریں آپ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپالیا یہ کیفیت دیکھکر اونمیں کی ایک طوائف بول اُٹھی واہ صاحب منھ تو چھپالیا اور ستر کھولدیا آپنے برجستہ اوسکو جواب دیا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے یہ جواب سنکر وہ سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانۂ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور بھی اُن سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۂ کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتلاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زبر بتاتے تھے

اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جدامجد حضرت مولانا رضا علی خانصاحب قطب الوقت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھکر حضور کو اپنے پاس بلالیا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہوگئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھدیا تھا اور اسی طرح یے تصیح طبع ہوگیا تھا یعنی جو حضور پر نور رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا وہی صحیح تھا حضور سے حضرت جدامجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت جدامجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا خوب اور تبسم فرماکر سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی پھر ان مولوی صاحب نے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا حقیقتاً کاتب نے غلط لکھدیا ہے پھر قلم فیض رقم سے اس کی تصیح فرمادی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے تو ایک روز تنہائی میں حضور سے کہنے لگے صاحبزادے سچ سچ بتادو میں کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن ہو آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال ہے۔

انہیں کا بیان ہے ایک روز مولوی صاحب موصوف حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے سلام کیا مولوی صاحب نے جواب دیا جیتے رہو اس پر حضور نے عرض کیا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہیئے تھا مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔

انہیں کا بیان ہے رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور پر نور اعلیحضرت کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے کاشانہ اقدس میں جہاں انطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک محفوظ کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک تمازت کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لیجاتے ہیں اور کواڑ دل کی جوڑیاں بند کرکے ایک پیالہ اٹھاکر دیتے ہیں کہ اسے کھالو عرض کرتے ہیں میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں ارشاد ہوتا ہے بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو میں نے کواڑ بند کردیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کی چشمان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حاجی منتھن خانصاحب جن کا اسم گرامی حاجی محمد شاہ خانصاحب تھا محلہ سوداگراں میں حضور کے دولت خانہ سے کچھ فاصلہ پر اُتر جانب اُن کا مکان ہے، حضور کی نشستگاہ میں جاروب کشی فرما رہے تھے چونکہ ہم لوگوں کو یہ پہلا اتفاق دیکھنے کا ہوا برادرم قناعت علی صاحب کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک بزرگ ہستی جو نہ صرف ایک معمر دیندار اہل علم ہیں بلکہ معقول زمینداری بھی رکھتے ہیں وہ جاروب کشی کریں اور میں کھڑا دیکھتا رہوں اس لئے بڑھکر اس خدمت کو خود انجام دینا چاہا مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے صاحبزادے یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں رہم لوگوں کو اس سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بھی شرف بیعت سے مشرف ہیں بس یہ جانتے تھے کہ حضور کے پڑوسی اور برادری کے آدمی اور ایک زمیندار ہیں) میں عمر میں حضور سے بڑا ہوں ان کا بچپن دیکھا جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔

عام حالات

جناب ذکاء اللہ خانصاحب رضوی تحریر کرتے ہیں۔ کہ خادم نے حضرت کی حیات ظاہری میں اندازاً بارہ یا چودہ سال خدمت کی یا اس سے زائد حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پھاٹک میں تشریف رکھتے تھے۔ بعد نماز مغرب مکان میں تشریف لیجاتے اور روزانہ عصر کی نماز پڑھکر پھاٹک میں تشریف رکھتے علوم و فیوض و برکات کے دریا جاری ہوتے اور حضار آستانہ عوام اہلسنت و علمائے اہلسنت مستفیض ہوا کرتے البتہ موسم سرما میں عصر مغرب کے درمیان مسجد ہی رہتے تمام حاضرین بھی اعتکاف کے ساتھ مسجد شریف ہی حاضر خدمت رہتے اور وہیں تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہا کرتا مغرب کی نماز پڑھکر زنانہ مکان میں تشریف لے جاتے یہ حضرت کا معمول تھا۔ علاوہ اس کے حضرت پانچوں وقت نمازیں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز با جماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ اگر کوئی صاحب کسی کام کے لئے شہر سے آتے یا کسی دوسرے شہر سے حضرت کی ملاقات کو تشریف لاتے اطلاع ہوتے ہی حضرت باہر تشریف لے آتے ایک صاحب جن کا نام حاجی کفایت اللہ صاحب ہے وہ حضرت کے خاص خادم تھے اور حضر سفر میں برابر سایہ کی طرح ساتھ رہتے ایک سید صاحب مدنی

حضرت سے علم جفر سیکھنے کی غرض سے مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے اور بہت عرصہ تک قیام کر کے علم جفر حاصل کیا جب مدنی صاحب کلکتہ جانے لگے تو حضرت سے فرمایا میرے ساتھ کوئی شخص ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت نے حاجی کفایت اللہ صاحب کو ہمراہ کیا اور حاجی صاحب نے مجھ خادم سے کہا کہ میں کلکتہ جاتا ہوں اور اعلیحضرت کی خدمت تمہارے سپرد کرتا ہوں اور حضرت سے بھی یہی عرض کیا حضرت نے مجھے خدمت کے لئے قبول فرمایا۔

جناب علی محمد خانصاحب اعلیحضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ جناب والدہ ماجدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اعلیحضرت نے کبھی پڑھتے میں منہ نہیں کی خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے جمعہ کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے کو جائیں مگر والد ماجد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن کی بہت اہمیت کی وجہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیحضرت حاجی خدا بخش صاحب کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب اعلی حضرت اُس مکان میں تشریف لیجا کر بیٹھے تو لڑکے نے مٹھائی لا کر رکھی کہ گیارہویں شریف کی فاتحہ کر دیجیے حضرت نے اُس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے اُس کے بعد اُس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک چادر سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہو گئی۔ کہ اعلیحضرت سر اٹھائیں تو میں سلام کروں حضرت نے سر اٹھایا تو اُس نے سلام کیا حضرت نے اُس کا نام لے کر فرمایا کہ تم یہاں پر بیاہی ہو؟ وہ عورت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ توسیع مسجد شریف کے لئے غلسخانہ کنواں طہارت خانہ مسقف کرنا تھا۔ چنانچہ مستری علی حسین قادری رضوی مرحوم نے ستونوں کی تعمیر شروع کی ہی تھی کہ ظہر کے وقت حضور نے دیکھکر فرمایا بھائی علی حسین یہ ستون تو کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں خوبصورت بنائیے پھر فرمایا میں نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت کبھی دخل نہیں دیا۔ البتہ الماریوں کے لئے ضرور کہا تھا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ کتابیں محفوظ رہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ سبک خرامی کا یہ حال تھا کہ کبھی حضور کے چلنے میں پائے مبارک کی چاپ سننے میں نہ آئی اکثر اوقات ایسا ہوا کہ میں اور برادرم قناعت علی پھاٹک میں سہ دری کے

اندر کام کر رہے ہیں اور حضور پر نور کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لے آئے اور پورا صحن بیرونی نشستگاہ طے فرماکر خود تقدیم سلام فرمائی تب خبردار ہوئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ کوہ بھوالی سے بیری طلبی فرمائی جاتی ہے۔ میں بہمراہی شاہزادہ اصغر حضرت مولانا مولوی شاہ محمد آل الرحمن مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ الاقدس بعد مغرب وہاں پہنچا ہوں۔ شاہزادہ ممدوح اندر مکان میں جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں ابھی حضور کو آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں مگر باوجود اس آگاہی کے کہ حضور تشریف لانے والے ہیں تقدیم سلام سرکار ہی فرماتے ہیں اس وقت دیکھتا ہوں کہ حضور بالکل میرے قریب جلوہ فرما ہیں۔

انہیں کا بیان ہے کہ حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا تھا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور کی چشمان مبارک دکھنے آگئیں اس دوران میں ہر وقت حاضری مسجد متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا سید صاحب دیکھیے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرتا ہوگا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا کہ ایک روز حکیم عبدالسبحان صاحب جو بمبئی سے علم جفر سیکھنے کے لئے آئے تھے اور مقیم آستانہ شریف تھے ایک چھوٹی سی شیشی میں رقیق دوا آنکھوں میں ڈالنے کے واسطے پیش کرتے ہیں حضور نے اس کے اجزا دریافت فرمائے حکیم صاحب نے عرض کیا حضور استعمال تو فرمائیں اور بہت کچھ تعریف کی حضور نے فرمایا میں بغیر تحقیق اجزا کوئی دوا استعمال نہیں کرتا ہوں حکیم صاحب نے اطمینان دلاتے ہوئے یہی کہا کہ اس میں کوئی شے مضر نہیں ہے انشاء اللہ ایک بار کے استعمال سے حضور فائدہ محسوس فرمائیں گے اسی وقت اجزا ابھی بتا دوں گا۔ غرض حکیم صاحب کے اطمینانی الفاظ کو باور کرتے ہوئے مکان میں جاکر جس وقت دوا کے قطرات آنکھوں میں ٹپکائے ناقابل برداشت تکلیف پیدا ہو گئی حضور دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بیتابانہ حکیم صاحب سے فرمایا اب تو اجزا بتا دیجئے مجھے سخت تکلیف ہے حکیم صاحب نے منجملہ دیگر ادویات کے عرق لیموں کا بھی نام لیا جسے سن کر حاضرین چونک پڑے حضور نے فرمایا آنکھ میں اور لیمو کا عرق ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر فرمایا حکیم صاحب آنکھ جیسی نازک چیز اور ایسا تیز عرق جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان

ہے کہ حضور ہفتہ میں دو بار جمعہ اور سہ شنبہ کو ملبوسات شریف تبدیل فرمایا کرتے تھے ہاں اگر
پنجشنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی اگر پڑے تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے یا شنبہ کے دن یہ مبارک
تقریبیں آئیں تب بھی دونوں دن تبدیل فرماتے ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سوا یوم جمعین کے اور کسی
وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے حتیٰ کہ جیلانی میاں سلمہ کے ختنہ کی تقریب ایسے روز ہوئی کہ تبدیل لباس
کا دن نہ تھا وہی لباس زیب تن رکھا تبدیل نہ فرمایا اگرچہ بعض اقربا و اعزا و رؤسائے شہر مکلف
لباس پہن کر آئے تھے۔ مگر حضور اپنا لباس سابق پہنے ہوئے شریک تقریب رہے۔

جنابؒ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت کی عادت کریمہ تھی کہ امام کو نماز میں سہو
سے مطلع کرنے کے لئے اللہ اکبر نہ فرماتے مثلاً تیسری رکعت میں قعدہ کرنا چاہتا ہے تو سبحن اللہ
فرمایا کرتے۔ کتب احادیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے۔ اگر کسی حدیث کی ترجمانی فرما رہے ہیں اور
درمیان میں کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے ایک پاؤں دوسرے پاؤں
کے زانو پر رکھکر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور کے طریقہ
نشست عرض کر دوں چونکہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا اس لیے گاؤ تکیہ پشت مبارک کے پیچھے رکھا کرتے تھے اس سے پیشتر کہ یہ مرض
نہ تھا کبھی گاؤ تکیہ استعمال نہ فرمایا کتب بینی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک سمیٹ کر دونوں زانو کو اٹھائے رہتے ورنہ سیدھا زانو مبارک اکثر اٹھا
رہتا اور دوسرا بچھا رہتا اور کبھی بایاں زانو ضرورۃً اٹھاتے تو داہنا بچھالیا کرتے تھے ذکر میلاد مبارک
میں ابتداء سے انتہا تک ادباً دو زانو رہا کرتے یوں ہی وعظ فرماتے چار پانچ گھنٹے کامل دو زانو ہی منبر شریف
پر رہتے اخیر عمر شریف میں پان چھوڑ دیا تھا ورنہ پہلے پان بہت کثرت سے بغیر زردہ کے استعمال فرماتے
مگر بوقت وعظ پان مطلق ملاحظہ نہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی صراحی شیشہ کی پاس رکھی جاتی اس سے
خشکی رفع فرمانے کے لئے غرارہ کر لیا کرتے۔

جنابؒ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض عادات
کریمہ یہ تھے۔ بشکل نام اقدس (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمانا ٹھٹھا نہ لگانا۔
جمائی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لینا اور کوئی آواز نہ ہونا کلی کرتے وقت دست چپ ریش مبارک
پر رکھکر خمیدہ سر ہو کر پانی مونھ سے گرانا۔ قبلہ کی طرف رخ کرکے کبھی نہ تھوکنا نہ قبلہ کی طرف
پائے مبارک دراز کرنا نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا فرض نماز با عمامہ پڑھنا۔ بغیر صوف پڑی

ودات سے نفرت کرتا لوہی لوہے کے قلم سے اجتناب کرتا خط بنواتے وقت اپنا کنگھا و شیشہ استعمال
فرماتا مسواک کرتا سر مبارک میں پھلیل ڈلواتا۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری ہانڈی پیش کی حضور نے
فرمایا کیسی تکلیف فرمائی اُنہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں حضور جواب
سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا کوئی کام ہے اُنہوں نے عرض کیا کچھ نہیں
حضور محض مزاج پرسی کے لئے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا عنایت و نوازش اور قدرے سکوت کے بعد
حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا کچھ فرمایئے گا۔ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا اس کے بعد
حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوادی اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست
کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا اچھا تشریف
رکھیے اور اپنے بھانجے علی احمد خانصاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر (کہ یہ کام اُنہیں کے
متعلق تھا) ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے
ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھدی جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا
اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے اُنہوں نے بہت کچھ معذرت
کی مگر قبول نہ فرمایا بالآخر وہ بیچارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہانگیر خانصاحب قادری رضوی ساکن محلہ جھیپی ٹولہ
قلعہ سے فرمایا کہ مجھے ایک پیپا مٹی کے تیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے چنانچہ
وہ ایک پیپا تیل لے کر حاضر ہوئے حضور نے قیمت دریافت فرمائی انہوں نے اس وقت جو قیمت تھی
اس کا اظہار باین الفاظ فرمایا ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دیدیں اس پر حضور
نے فرمایا مجھ سے وہی قیمت لیجیے جو سب سے لیتے ہیں اُنہوں نے عرض کیا نہیں حضور آپ
میرے بزرگ ہیں عالم ہیں آپ سے عام بکری کے دام کیسے لے سکتا ہوں حضور نے فرمایا میں
علم نہیں بیچتا ہوں اور وہی عام بکری کے دام خانصاحب کو دیجیے۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ حضور کے ایک مرید نبی نامی فٹن چلایا کرتے تھے ریلوے سٹیشن بریلی جنکشن
پر رہتے تھے اُنہوں نے نئی گاڑی بنوائی تھی اُسے قبل ظہر حضور کے پھاٹک پر لاکر کھڑا کیا تھوڑی دیر

میں حضور نماز کے لئے تشریف لائے اُنہوں نے دست بوسی کی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے یہ نئی گاڑی بنوائی ہے اس پر ابھی کوئی سوار نہیں ہوا ہے میری تمنا ہے کہ پہلے حضور اس پر تشریف رکھیں چنانچہ حضور نے کچھ پڑھا اور گاڑی میں بیٹھکر دروازہ مسجد شریف پر جو ۳۰-۴۰ قدم کے فاصلہ پر تھا اترے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

نبیرہ حضرت محدث سورتی مولانا قاری احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ نانا میاں صاحب سجادہ نشین حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مسجد سے فارغ ہو کر پھاٹک کی طرف تشریف لے جاتے تو اپنا عمامہ اوتار کر بغل میں دبالیا کرتے تھے۔ اور نہایت آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوئے چلتے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ ہر قدم پہ کچھ پڑھتے ہوئے جارہے ہیں نگاہیں اکثر نیچی رہا کرتی تھیں مگر کبھی سامنے بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب چشتی نظامی فخری بریلوی بانی عید میلاد مبارک و موجد طلسمی پریس میرٹھی ثم الاجمیری تحریر فرماتے ہیں آج ۱۲ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو میری عمر دو ماہ کم چوہتر سال کی ہے میں نے ابتدائی عمر میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل فتاوی کی خدمت چند سال ۱۳۱۲ھ میں انجام دی ہے پھر مجھے ۲۰ سال کی عمر میں حکما میرٹھ بھیجا گیا اس وقت میرٹھ میں وہابیت بہت زیادہ تھی اعلیحضرت ضعیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا بزرگ تھے اپنا وقت کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے ہمہ وقت تالیف و تصنیف و فتاویٰ نویسی کا مشغلہ تھا اسی وجہ سے زنانخانہ میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہیں ہو گا یا بہت ہی کم ہو گا۔ صرف پنجگانہ نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقیہ کسی مہمان سے ملنے کو کسی وقت البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی پھاٹک میں تشریف رکھتے اور وہی وقت عام لوگوں کی ملاقات کا تھا تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی اور باوجودیکہ بیحد حارہ مزاج تھے مگر کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اوڑھ کرتے کے ساتھ ادا نہ کیا اعلیحضرت جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے آج کل یہ بات نظر نہ آئی ہمیشہ میری دو رکعت اُن کی ایک رکعت میں ہوتی تھیں اور دوسرے

لوگ میری چار رکعت ہیں کم سے کم چھ رکعت بلکہ آٹھ رکعت پڑھا کرتے ہر شخص حتیٰ کہ چھوٹی عمر والے سے بھی نہایت ہی خلق سے ملتے آپ اور جناب سے مخاطب فرماتے اور حسب حیثیت اُس کی توقیر و تعظیم فرماتے۔

بسم اللہ خوانی وسلسلہ تعلیم صحیح طور پر نہ معلوم ہو سکا کہ حضور کی بسم اللہ خوانی کس عمر میں ہوئی مگر وقت بسم اللہ خوانی عجیب واقعہ پیش آیا حضور کے استاد محترم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف با تا ثا جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا حضور ان کے بتانے کے مطابق پڑھتے رہے جب لام الف کی نوبت آئی اُستاذ نے فرمایا کہو لام الف حضور خاموش ہو گئے اور نہیں کہا اُستاذ نے دوبارہ کہا کہو میاں لام الف حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں لام بھی پڑھ چکے ہیں الف بھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دوبارہ کیسا اس وقت حضور کے جد امجد اعلیحضرت مولانا رضا علی خانصاحب قدس سرہ العزیز نے کہ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے فرمایا بیٹا اُستاذ کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو حضور نے اپنے جد امجد کی تعمیل حکم کی اور اپنے جد امجد کے چہرہ کی طرف نظر کی حضور نے اپنے فراست ایمانی سے سمجھا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے اب اسمیں ایک مرکب لفظ کیسے آیا ورنہ یہ دونوں حرف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں اگرچہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو ظاہر کرنا مناسب نہ تھا اور سمجھ سے بالا خیال کیا جاتا مگر ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات حضرت جد امجد نے نور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر ان کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست اور سمجھنا بجا ہے مگر بات یہ ہے۔ کہ شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا حقیقۃً وہ ہمزہ ہے۔ اور یہ درحقیقت الف ہے۔ لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن اس لئے ایک حرف یعنی لام اول میں لاکر اُس کا تلفظ بتانا مقصود ہے حضور نے فرمایا تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا اتنے دور کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے با تا دال سین بھی اول لا سکتے تھے۔ حضرت جد امجد نے غایت محبت و جوش میں گلے لگا لیا اور دل سے بہت دعائیں دیں اور پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً سیرۃً مناسبت خاص ہے ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے

پڑھانے

لا باء اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی یہ اُس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں گویا ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری !

کہنے کو حضور کے جد امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر باتوں باتوں میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اُسی وقت سے پیدا کر دی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اعلیٰحضرت خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظاً بہ لفظاً سنا دیتا روزانہ یہ حالت دیکھکر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

فرشتہ

ابتدائی کتابیں اُن مولوی صاحب سے جب حضور نے پڑھ لیں تو میزان منشعب وغیرہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے پڑھنا شروع کیا میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم مغفور کو دیکھا تھا گورا چٹا رنگ عمر تقریباً اسی سال داڑھی سر کے بال ایک ایک کر کے سفید عمامہ باندھے رہتے جب کبھی اعلیٰحضرت کے پاس تشریف لاتے اعلیٰحضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امرتلا لین میں تھا وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے فتاوی میں اکثر استفتا اُن کے ہیں اُنہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰحضرت نے رسالہ مبارکہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین۔ تحریر فرمایا ہے اعلیٰحضرت اُن کی بات بہت مانا کرتے جب کوئی اہم کام سمجھا جاتا لوگ حضرت مرزا صاحب مرحوم کو سفارشی لاتے اُن کی سفارش کبھی رائیگاں نہیں جاتی اعلیٰحضرت ان کا بہت زیادہ خیال فرماتے اور وہ جو کچھ عرض کرتے ان کی عرض قبول فرماتے۔ بڑے صاحب تقویٰ اور اعلیٰحضرت

نامی مرزا عبد العزیز بیگ صاحب ہے دینیات سے واقف اور طبیب ہیں اگرچہ آج کل اُن کی صحت
اچھی نہیں ہے مگر بہت خوبیوں کے آدمی ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولی تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے
کہ اعلیحضرت کے اوستاد کی یادگار ہیں بریلی جامع مسجد کے قریب مکان ہے پنجوقتہ نماز جامع مسجد
میں ادا کیا کرتے ہیں۔ الغرض جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے تو تمام دینیات
کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی
۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ سال دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ
پایا زیر دینیات سے تعویذ ۱۲۸۶ تاریخ فراغت ہے اور اس میں صاحب بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ
ہمیشہ حضور کو دشمنوں کے شر سے پناہ میں رکھے گا۔ اور دوسرا مادہ تاریخ غفور ۱۲۸۶ ہے اس میں خوش تجری
ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور اور حضور کے وابستگان دامن کے لیے غفور ہے ؎

دنیا مزار حشر جہاں میں غفور ہیں ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

اعلیحضرت ایک مرتبہ کسی ضرورت سے رامپور تشریف لے گئے وہاں جناب مولانا حامد العلی
صاحب ہیأت کے مشہور فاضل تھے چند روز ان کی خدمت میں رہ کر شرح چغمینی کے اسباق لیے تھے دوسری
مرتبہ بعض خاص رشتہ داروں کے یہاں رامپور تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا حضرت کے خسر جناب شیخ فضل حسین صاحب مرحوم
حضور نواب رامپور نواب کلب علیخاں صاحب بہادر مغفور کے یہاں بہت ہی اعلیٰ عہدہ پر تھے نواب صاحب کے دربار میں
اعلیحضرت کا تذکرہ ہوا نواب صاحب مشتاق ملاقات ہوئے حسب طلب اپنے خسر صاحب قبلہ رامپور تشریف لے گئے نواب
صاحب نے خاص اپنے پلنگ پر بیٹھنے کیلیے فرمایا اور کچھ علمی باتیں پوچھتے رہے اتنے میں فرمایا کہ یہاں مولانا
عبد الحق صاحب خیر آبادی مشہور منطقی ہیں۔ آپ اُن سے کچھ منطق کی کتابیں قدماء کی تصنیفات
سے پڑھ لیجیے اعلیحضرت نے فرمایا اگر والد ماجد صاحب کی اجازت ہو گی تو کچھ دن یہاں ٹھہر
سکتا ہوں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتفاق وقت جناب مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مرحوم
بھی تشریف لے آئے جناب نواب صاحب نے اعلیحضرت کا ان سے تعارف کیا اور فرمایا باوجود
کم سنی ان کی کتابیں سب ختم ہیں اور اپنے مشورہ کا ذکر فرمایا مولانا عبد الحق صاحب مرحوم کا عقیدہ
تھا کہ دنیا میں صرف ڈھائی عالم ہوئے ایک مولانا بحر العلوم دوسرے والد مرحوم اور نصف بندہ
... شخص کو عالم مان سکتے تھے اعلیحضرت سے دریافت فرمایا کہ منطق میں انتہائی

کون کتاب آپ نے پڑھی ہے اعلیحضرت نے فرمایا۔ قاضی مبارک، یہ سنکر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب پڑھ
چکے ہیں یہ طعن آمیز سوال سن کر اعلیحضرت نے فرمایا کہ کیا جناب کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح
تہذیب پڑھائی جاتی ہے یہ سوال سیر کا سوا سیر پاکر جناب مولانا عبد الحق صاحب نے سوال کا رخ دوسری
جانب پھیرا اور پوچھا اب کیا مشغلہ ہے فرمایا تدریس افتا تصنیف فرمایا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں
فرمایا مسائل دینیہ ورد وہابیہ اس کو سن کر فرمایا رد وہابیہ! ایک میرا وہ بدایونی خبطی ہے کہ ہمیشہ اسی
خبط میں رہتا ہے اور رد وہابیہ کیا کرتا ہے۔ (وہ اشارہ حضرت مقتدائے ملت تاج الفحول محب
الرسول عالیجناب مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی طرف ہے اور میرا کہنے
کی وجہ یہ ہے کہ حضرت تاج الفحول جناب مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد
رشید تھے) اعلیحضرت نے سنتے ہی فرمایا جناب کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ کا رد سب سے پہلے جناب مولانا
فضل حق جناب کے والد ماجد ہی نے کیا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو بھرے مجمع میں مناظرہ کرکے ساکت
کیا اور ان کے رد میں ایک مستقل رسالہ بنام تحقیق الفتوی لسلب الطغوی تحریر فرمایا ہے اس پر
مولانا عبد الحق صاحب خاموش ہوگئے۔ اور کچھ جواب نہ دیا اعلیحضرت فرمایا کرتے تھے جب تک
حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ عالم حیات میں تھے جو کچھ میں لکھتا والد ماجد صاحب کو دکھا
لیا کرتا تھا کبھی کبھی ضرورت دیکھتے اصلاح فرمادیتے۔ علمی مضامین اور تحقیقات مسائل کو ملاحظہ
فرما کر مسرور ہوتے اور جلیل دعاؤں سے سرفراز فرماتے انہی مستجاب دعاؤں کا اثر ہے کہ اس وقت
سے آج تک دینی خدمات کی ادا میں بدمذہبوں کے کیا دی دعیاری کے پردے چاک
کرنے ۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑوں کو عیار بھیڑیوں سے
بچانے میں مشغول ہوں ۔ اور بفضلہ تعالےٰ ان تمام بے دینوں کے مقابل غالب ومنصور
اور بدمذہب خائب وخاسر اس دینی خدمت پر مولا تعالےٰ کا شکر بجا لاتا ہوں
(حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قبلہ کا فرمانا ہے کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارتوں
کی اصلاح سوائے جد امجد علیہ الرحمۃ کے کسی نے بھی نہیں کی ہے۔) محمد ظفر علی ناظم دار العلوم امجدیہ کراچی
اعلیحضرت فرماتے تھے کہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوا تعلیم طریقت
حضور پرنور پیرو مرشد برحق سے حاصل کیا ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے

حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولیعہد و سجادہ نشین کے سپرد فرمایا حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت و علم تکسیر علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کئے الغرض اعلیحضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوس قدسیہ ہیں (۱) اعلیحضرت کے وہ استاذ جنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں (۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) جناب مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت سلالہ خاندان برکاتیہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز اور والد ماجد و پیر و مرشد قدس اسرارہا کو شامل کرکے چھ نفوس قدسیہ ہوتے ہیں ان چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوے ادب طے نہیں کیا مگر خداوند عالم نے محض اپنے فضل و کرم اور آپ کی محنت و خداداد ذہانت کی وجہ سے اتنے علوم و فنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون میں حضور نے تصنیفات فرمائیں اور علوم و معارف کے وہ دریا بہائے کہ خدام و معتقدین کا تو کہنا کیا مخالفین مخالفتین کرتے اپنی سیاہ قلبی کی وجہ سے برائیاں کرتے مگر ساتھ ساتھ ٹیپ کا بندیہ ضرور کہنے پر مجبور ہوتے کہ یہ سب کچھ ہے مگر مولانا احمد رضا خانصاحب قلم کے بادشاہ ہیں جس مسئلہ پر قلم اٹھایا نہ موافق کو ضرورت افزائش نہ مخالف کو دم زدن کی گنجائش ہوتی ہے۔

نواب وحید احمد خانصاحب رضوی بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی احسان حسین صاحب مرحوم جو نہایت نیک خلیق بے لوث اور حد درجہ دیندار تھے جامع مسجد بریلی میں محض لوجہ اللہ درس حدیث بعد نماز ظہر دیتے تھے اور اپنا زیادہ وقت جامع مسجد ہی میں مطالعہ حدیث شریف و درود وظائف میں گذارتے تھے انہوں نے فقیر کو جامع مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ شوق دلایا چنانچہ بفضلہ تعالےٰ فقیر جامع مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنے لگا۔ یہ فقیر انگریزی اسکول کی جماعت ششم میں پڑھتا تھا تو یہی مولوی صاحب فارسی زبان کی تعلیم کے لئے مقرر کئے گئے تھے مولوی صاحب موصوف سے ایک مرتبہ فقیر نے اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بابت استفسار کیا تو مولوی صاحب موصوف نے اعلیحضرت کے علم و فضل کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ میں اعلیحضرت قبلہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں شروع ہی سے اعلیحضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ

استاد سے کبھی ربع کتاب سے زائد نہیں پڑھی ایک ربع کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھکر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔

قوت حافظہ و حفظ قرآن شریف

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھدیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی رکوع ایکبار پڑھکر مجھے سنا دیں دوبارہ مجھ سے سن لیں بس ایک ترتیب ذہن نشین کر لینا ہے اور اسی روز سے دور شروع فرما دیا جس کا وقت غالبا عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اس لئے کر پہلے روز کا شانہ اقدس سے آتے وقت سورہ بقرہ شریف تلاوت میں تھی اور تیسرے روز تیسرا پارہ قراءت میں تھا جس سے پتہ چلا کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ سننے میں آیا چنانچہ آئندہ ایک موقع پر اس کی تصدیق بھی ہو گئی الفاظ ارشاد عالی کے یاد نہیں ہیں مگر کچھ اسی طرح فرمایا کہ بحمد اللہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کر لیا اور یہ اس لئے کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ثابت ہو۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں اعلیحضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی حضرت آرام فرماتے تھے مگر بیدار تھے مجھے وہ غلطی بتائی میں نے دوبارہ پڑھا فرمایا اب مجھ سے سنو وہی رکوع پڑھا پھر کے بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔

انہیں کا بیان ہے میں ایک مرتبہ میرٹھ سے بریلی گیا معلوم ہوا طبیعت ناساز ہے ڈاکٹروں نے ملنے اور باتیں کرنے کو منع کر دیا ہے اس وجہ سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں مقیم ہیں اور وہاں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ مجھسے لوگ واقف تھے مجھے پتہ بتا دیا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے دستک دینے پر ایک صاحب آئے اور نام پوچھکر اندر اطلاع کو گئے جب وہاں سے اجازت ملی تب آکر دروازہ کھولا دیکھا بڑا مکان ہے اور صرف دو ایک آدمی ہیں نماز مغرب پڑھکر حضرت اپنے پلنگ پر رونق افروز ہوئے ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے بعد

چار صاحب پہنچے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب ۔
جناب مولوی حشمت علی خاں صاحب ایک اور کوئی صاحب یہ چاروں صاحب حضرت کے پلنگ کے پاس جو کرسیاں
تھیں اُن پر بیٹھ گئے اعلیحضرت نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علیصاحب کو دیکر فرمایا آج تیس خط آئے
تھے ایک میں نے کھول لیا ہے یہ ۲۹ گن لیجیے اُنہوں نے ۲۹ گن کر ایک لفافہ کھولا جس میں کئی ورق پر
چند سوالات تھے ۔ وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرمادیا وہ لکھنے لگے
اور لکھکر عرض کی حضور حضرت نے اُس کے آگے کا ایک فقرہ فرمایا ۔ وہ لکھکر پھر حضور کہتے یہ سلسلہ جاری
اُس کے آگے کا فقرہ فرمادیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان میں اپنا خط
سنانا شروع کیا جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے اور جب یہ فقرہ سن کر لکھنے لگتے تو وہ اپنا خط سنانے
لگتے اسی طرح اُنہوں نے اپنا خط ختم کیا اور اُن کو بھی اُن کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ مناسب
تھا وہ ارشاد فرمادیا ۔ اب دونوں صاحب اپنا اپنا فقرہ ختم کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب
ملنے پر لکھنا شروع کرتے اسی حالت میں ان دو حضور حضور سے جتنا وقت بچا اس میں تیسرے
صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کیا اب چوتھے صاحب نے
ان تین حضور حضور حضور کے درمیان جو وقت بچا اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب
لکھنا شروع کیا یہ دیکھکر مجھے حقیقۃً پسینہ آگیا اور ایک صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی
حالت میں کچھ مسئلے پوچھے جنہیں سن کر مجھے بہت ملال اور غصہ ہوا کہ اُس شخص کو ایسی حالت
میں سوال کرنے کا کچھ خیال نہیں مگر اعلیحضرت نے ذرہ بھر بھی ملال نہ فرمایا اور بہت اطمینان سے اُس
کو بھی برابر جواب دیے (میں نے اپنے عمر میں ایسے حافظہ کا کوئی شخص نہیں دیکھا) اسی طرح وہ ۲۹
خط پورے کئے گئے اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کے کام اور بات کرنے کو منع کرنے کے جواب میں
حضرت نے صرف یہ مان لیا تھا ۔ کہ شب کو اپنے ہاتھ سے تحریر نہ فرمائیں گے اُس کا یہ اہتمام تھا
اور دن بھر خود تحریر فرمایا کرتے تھے اور اس قدر جلد تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیحضرت
کے ایک دن کے لکھے کی نقل کرنا دشوار ہوتا اور شب کو اسی طرح کام کیا جاتا تھا ۔
اُنہیں کا بیان ہے میرے بریلی قیام کے زمانہ میں حضرت کا ملوا لجلین ہوا جس میں ۲۰ مسہل ہوتے
ہیں مگر کام مسلسل جاری رہا حریزوں نے یہ دیکھکر منع کیا مگر نہ مانے اُنہوں نے طبیب صاحب سے

کہا کہ مسہل کے دن بھی برابر لکھتے ہیں اور قریب ۲۰ مسہل ہوں گے۔ آنکھوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو یہ ارشاد فرمایا اچھا مسہل کے دن میں خود نہیں لکھوں گا۔ دوسروں سے لکھوادیا کروں گا۔ اور غیر مسہل کے دن میں خود لکھوں گا۔ طبیب صاحب نے کہا اس کو غنیمت سمجھو اُس کا یہ انتظام کیا گیا کہ ایک مکان میں چند الماریاں لگا کر اُس میں کتابیں رکھدی گئیں مسہل کے دن حضرت اُس مکان میں تشریف لے گئے اور مصروف ہیں۔ دروازہ بند کردیا گیا۔ اب جو فتویٰ لکھانا ہوتا اُس کا کچھ مضمون لکھا کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو اکثر کتابیں مصری اُپ کی کئی کئی جلدوں میں تعیین مجھ سے فرماتے اتنے صفحے لوٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوا ہے اُسے نقل کردو میں وہ فقرہ دیکھ کر پورا مضمون لکھتا اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کونسا وقت ملا تھا کہ جس میں صفحہ اور سطر گن کر رکھے گئے تھے غرضیکہ اُن کا حافظہ اور دماغی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

جامع حالات حقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اعلیحضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استاذی مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہٗ کے مہمان ہوئے اثنائے گفتگو میں عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ کا ذکر نکلا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا کہ میرے کتبخانہ میں ہے اتفاق وقت باوجودیکہ اعلیحضرت کے کتبخانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت تک عقود الدریہ منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اعلیحضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے۔ جاتے وقت میرے ساتھ کردیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا اور کتاب لاکر حاضر کردی مگر ساتھ ساتھ فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیجدیجئے گا۔ اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں اعلیحضرت نے فرمایا اچھا اعلیحضرت کا قصد اُسی دن واپسی کا تھا مگر اعلیحضرت کے ایک جان نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا شب کو اعلیحضرت نے عقود الدریہ کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلد وں میں تھی ملاحظہ فرمایا دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھکر گاڑی کا وقت تھا بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا جب اسباب درست کیا جانے لگا۔ تو عقود الدریہ کو بجائے سامان میں رکھنے کے

فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لیجانے کا تھا واپس کیوں فرما رہے ہیں لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی حضرت محدث صاحب کی خدمت میں میں نے حاضر کیا وہ اعلیٰحضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لئے زنانہ مکان سے تشریف لا رہے تھے۔ کہ میں نے اعلیحضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا فرمایا میں اس کتاب کو لئے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیجد یجئے گا۔ ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا فرمایا قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا اعلیحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہو گی فتاویٰ میں لکھدوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا

مزاح و ظرافت

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جدی سیدنا سید شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس میں مولانا احمد رضا خانصاحب تشریف لائے اس سفر میں ان کے بہنوئی بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے میرے خادم غلام نبی سے اس کی ذات پوچھی اس نے جواب دیا ہم پٹھان ہیں اس پر انہوں نے کہا تو تم ہمارے بھائی ہو انہوں نے غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پٹھان ہو۔ چونکہ وہ بوجہ لڑکپن و ناواقفی جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑھ گیا اس نے کہا میں کون پٹھان چمر پٹھان ہیں اس پر مولانا نے ازراہ مزاح اپنے بہنوئی سے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی ہیں اور اپنے کو چمر پٹھان بتاتے ہیں تو یہ آپ کی اصل آج معلوم ہوئی کہ آپ چمر پٹھان ہیں

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور مسجد سے تشریف لا رہے تھے دیکھا کہ ایک بازیگر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور پانی کا بھرا ہوا کٹورا ایک ڈورے کا سرا ڈال کر اس سے اٹھا رہا ہے حضور نے اپنے پائے مبارک سے اپنا جوتہ اتار کر اس کے سامنے ڈالدیا

اور فرمایا کہ اُسے تو لوٹ دے بھلا وہ کیا ٹس سے مس کرتا آخر بھن کر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ جیلانی میاں سلمہ کی تقریب ختنہ بہت دھوم دھام سے منائی گئی تھی اعزہ واقربا اور شہر کے رؤسا وعام وخاص سب شریک تقریب تھے جس مکان میں ختنہ ہونے والا تھا سب کو وہاں چلنے کے لئے کہا گیا سب لوگ روانہ ہوئے تو کسی نے حضور سے بھی تشریف لے چلنے کے لئے عرض کیا ارشاد فرمایا میں تو اس موقع پر کبھی جاتا نہیں ہوں اپنی دفعہ میں مجبوری تھی۔

مساوات اسلامی

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰحضرت بھی کبھی کبھی اُن کے یہاں تشریف لیجایا کرتے تھے ایک مرتبہ حضور اُن کے یہاں تشریف فرما تھے کہ اُن کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اُس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اُٹھکر چلا گیا۔ حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آئے وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اُن صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وہ بیٹھ گئے پھر تو اُن صاحب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مار تا ہے اور فوراً اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر کبھی نہ آئے خلاف معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

تواضع وانکسار

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ حضرت جد امجد سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ایک زمانہ میں میرے والد ماجد صاحب قدس سرہ نہایت اہتمام وانتظام اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے اس میں بارہا حضرت مولانا بھی تشریف لائے اور میرے اصرار سے بیان بھی فرمایا۔

مگر اس طرح کہ حاضرین مجلس سے فرماتے ہیں ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا دوسروں کو وعظ کے کیا
لائق ہوں آپ حضرات مجھ سے مسائل شرعیہ دریافت فرمائیں اُن کے بارے میں جو حکم شرعی میرے علم میں
ہوگا چونکہ بعد سوال اُسے ظاہر کر دینا حکم شریعت ہے میں ظاہر کر دوں گا۔ فقیر قادری غفرلہ عرض کرتا
ہے اتنا سن کر حاضرین میں سے کوئی صاحب حسب حال سوال کر دیتے حضور پر نور اپنی تقریر دلپذیر سے
ایک موثر بیان اس مسئلہ پر فرما دیتے۔

حضرت سید صاحب موصوف قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک بار میرے اصرار سے مولانا نے
مزار صاحب البرکات قدس سرہ پر اپنے والد ماجد قبلہ کا مؤلفہ مولود شریف (سرور القلوب فی ذکر مولد
المحبوب) ابھی پڑھا ہے جامع حالات غفرلہٗ کہتا ہے۔ تواضع و انکسار کی یہ حد ہے اس لیئے کہ کتاب
دیکھکر مجلس میں ایک معمولی مولوی بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو لوگ شان علم کے خلاف سمجھتے ہیں میں
نے بہتیروں کو دیکھا ہے کہ مبلغ علم اُن کا اردو میں میلاد کی چند کتابیں مگر اُن کو دیکھکر نہیں پڑھا کرتے بلکہ
ایک مسلسل مضمون یاد کر لیا اور اسی کو زبانی جابجا پڑھا کرتے ہیں۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف حضرت مولانا مولوی
وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس سے واپسی صبح کی گاڑی سے
ہوئی حضور نے اس وقت اسٹیشن پر اگر وظیفہ کی صندوقچی حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب فرمائی
کسی نے جلدی سے آرام کرسی ویٹنگ روم سے لاکر بچھا دی ارشاد فرمایا یہ تو بڑی متکبرانہ کرسی ہے
جتنی دیر تک وظیفہ پڑھا آرام کرسی کے تکیہ سے پشت مبارک نہ لگائی۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک سال بریلی میں رمضان المبارک
کی ۲۰ تاریخ سے اعتکاف کیا اعلیٰحضرت مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف
کروں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۲۶ ماہ مبارک کو فرمایا آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں اعلیٰحضرت
بعد افطار پان نوش فرماتے شام کو کھانا کھاتے میں نے کسی دن نہیں دیکھا سحر کو صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک
پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی وہ نوش فرمایا کرتے تھے ایک دن میں نے دریافت کیا حضور فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا
اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے اسلیئے یہ چٹنی آتی ہے ایک دن شام کو پان نہیں آئے اور یہ بہت سخت عادت تھی کہ کھانے
کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے خاموش رہے مگر چونکہ پان کے از حد عادی تھے ناگواری ضرور پیدا

ہوئی مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا حضرت نے اُسے ایک چپت مار کر فرمایا کہ اتنی دیر میں لایا بعدہٗ سحر کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازہ پر تشریف لائے اس وقت رحیم اللہ خاں ملازم اور میں دو شخص مسجد میں تھے فرمایا آپ صاحبان میرے کام میں مخل نہ ہوں میں گھبرایا اور عرض کی حضور ہم تو خدام میں مخل ہوتا کیا معنی بعدہٗ اُس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ شام کو میں نے غلطی کی جو تمہارے چپت ماری دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا۔ لہٰذا تم میرے سر پر چپت مارو اور ٹوپی اتار کر اصرار فرما رہے ہیں ہم دونوں بہت مضطرب اور دم بخود پریشان اور وہ بچہ بھی بہت پریشان اور کانپنے لگا اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے معاف کیا فرمایا تم نابالغ ہو تمہیں معاف کرنے کا حق نہیں تم چپت مارو مگر وہ نہ مار سکا بعدہٗ اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے وہ پیسے دکھا کر فرمایا میں تم کو یہ دوں گا تم چپت مارو مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا۔ حضور میں نے معاف کیا۔ آخر کار اعلیحضرت نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ سے لگائیں اور پھر اُس کو پیسے دے کر رخصت کیا۔

بروا طاعت والدین

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جامع کمالات ظاہری و باطنی صوری و معنوی بنایا تھا۔ اوصاف و کمالات میں جس کو لے کر دیکھئے مولانا کی ذات میں بدرجہ کمال اُس کا ظہور تھا والدین کی اتباع کا یہ حال تھا کہ جب مولانا کے والد ماجد جناب مولانا نقی علی خاں صاحب کا انتقال ہوا اپنے حصہ جائداد کے خود مالک تھے مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے سپرد تھا وہ پوری مالکہ و متصرفہ تھیں جس طرح چاہتیں صرف کرتیں جب مولانا کو کتابوں کی خریداری کے لئے کسی غیر معمولی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ ماجدہ صاحبہ کی خدمت میں درخواست کرتے اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے جب وہ اجازت دیتیں اور درخواست منظور کرتیں تو کتابیں منگواتے۔

جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب برادر اصغر اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر اور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئیں تو

ہوں گے جو سید صاحب بمبئی جائے گا۔ اور کہیں بدلنا نہ ہوگا۔ اس وقت تک اعلیٰحضرت کا قصد حج و زیارت کے لئے سفر کا بالکل نہ تھا۔ کہ حج فرض ادا ہو چکا تھا۔ زیارت سے مشرف ہو چکے تھے صرف اُن کی مشایعت مقصود تھی۔ اسی درمیان میں اعلیٰحضرت کو اپنی نعتیہ غزل یاد آگئی جس کا مطلع ہے ؎

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر — رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

وائے محرومی قسمت کہ میں پھر اب کی برس — رہ گیا ہمرہ زوار مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا۔ کہ دل بے چین ہو گیا اور وہی ہوا جس کو حضور نے دوسری غزل میں فرمایا ہے ؎

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب — پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارت سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد مصمم فرمایا لیکن والدہ ماجدہ کی بغیر اجازت سفر مناسب نہ جانا اس لئے اُن کی گاڑی چھوٹنے کے بعد بریلی واپس تشریف لائے اور والدہ ماجدہ سے اجازت کے لئے حاضر خدمت ہوئے جب اجازت مل گئی مطمئن ہوئے ورنہ جھانسی سے واپسی کے بعد بہت پریشان نظر آتے تھے۔ اجازت ملجانے کے بعد سامان سفر مکمل فرمایا اور روانہ ہوئے حسن اتفاق کہ اعلیٰحضرت کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے اور یہ سفر مبارک بخیر و خوبی انجام پایا اسی سفر کے متعلق اعلیٰحضرت کا شعر ہے ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا — پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

حدیث شریف میں ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی عام طور پر بھی زبان زد ہے جیسی نیت ویسی برکت یہ سفر اعلیٰحضرت کا چونکہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے تھا اس لئے ویسا ہی ہوا۔

مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کپود تعلقہ نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقع پر اس واقعہ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا کہ جب جناب مولانا احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ

میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے۔ اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے رزقنا اللہ وجمیع المسلمین زیارۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ببرکتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع علماء الاسلام والمشائخ الکرام والمنتمین الیہ الی یوم القیام آمین۔

تعظیم و توقیر اکابر

اعلیحضرت امام اہلسنت جس طرح اشداء علی الکفار کے مصداق تھے اسی طرح رحماء بینھم کی بھی زندہ تصویر تھے۔ علمائے اہلسنت کی عزت و قدر ایسی کرتے کہ باید و شاید خصوصا حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے قصیدہ آمال الابرار و آلام الاشرار میں علمائے اہلسنت کی تعریف میں فرمایا ہے۔

اذا حلوا تمصرت الایادی اذا راحوا فصار المصر بید

یہ علماء کرام ایسے ہیں جب کسی ویرانہ میں اترتے ہیں تو ان کے دم قدم سے وہ پر رونق شہر ہو جاتا ہے اور وہ جب کسی شہر سے روانہ ہوتے ہیں تو شہر ویران ہو جاتا ہے۔ جس زمانہ میں میں محض برکت کے لئے یہ قصیدہ اعلیحضرت سے پڑھا کرتا تھا ورنہ عربی اشعار کے زیر زبر دیئے ہوئے ہیں ہر شعر کے نیچے اس کا ترجمہ کیا ہوا خاص خاص باتیں حاشیہ میں چھپی ہوئی ہیں اس میں پڑھنے کی کیا حاجت، جب اس شعر پر پہنچا میں نے کہا یہ تو محض مبالغہ شاعرانہ معلوم ہوتا ہے اعلیحضرت نے فرمایا نہیں بلکہ بالکل واقعہ ہے حضرت مولانا عبد القادر صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان تھی کہ جب تشریف لایا کرتے تو شہر کی حالت بدل جایا کرتی عجیب رونق چہل پہل ہو جاتی اور جب تشریف لے جاتے تو باوجودیکہ سب لوگ موجود رہتے مگر ایک بے رونقی اور اداسی چھا جاتی اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ اور بعض اختلافی مسائل میں گفتگو ہو کر پھر اتفاق بھی ہو جاتا تھا حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز کا بیان ہے کہ ایک بار ان دونوں حضرات میں مسئلہ عینیت و غیریت صفات باری تعالیٰ پر بحث ہوئی مولانا عبد القادر صاحب فرماتے کہ صوفیہ کے صفات کو عین ذات مانتے اور فلاسفہ کے عین ذات ماننے میں فرق ہے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اس فرق کے ماننے میں اپنا تامل ظاہر فرماتے رہے آخر یہ ٹھہری کہ سیتاپور چلیے اور وہاں حضور جد امجد سیدنا شاہ اچھے میاں صاحب قدس سرہ العزیز کی مؤلفہ کتاب آئین احمدی کی جلد حقائق میرے کتب خانہ میں ہے۔ اور دیگر کتب صوفیہ بھی موجود ہیں ان میں فرق کو دیکھ لیجئے دونوں حضرات تشریف لائے اور اولاً آئین احمدی کی جلد عقائد سے کتاب زبدۃ العقائد مؤلفہ حضرت سید احمد صاحب کالپوی قدس سرہ جو ہمارے پیران سلسلہ سے ہیں مولانا عبد القادر صاحب نے نکال کر دکھائی اسے دیکھ کر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا میں بغیر دلیل تسلیم کئے لیتا ہوں کہ صوفیہ کے قول عینیت اور فلاسفہ کے قول عینیت میں فرق ہے اس لئے کہ میرے مرشدان عظام فرماتے ہیں کہ ہم جو صفات کو عین ذات مانتے ہیں وہ اس طرح نہیں جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں اب تک نہیں آیا ہے لیکن چونکہ میرے مرشدان عظام یہ فرماتے ہیں اس لئے اپنے مرشدان عظام کے ارشاد پر سر تسلیم خم کئے دیتا ہوں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں جب بریلی آتا تو اعلیٰحضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے حسب دستور ایک بار ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت شاہزادہ صاحب انگوٹھی اور چھلے مجھے دیدیجئے میں نے اتار کر دیدیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا بمبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا ابا بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے (یہ دونوں طلائی تھے) اور والا نامہ میں مذکور تھا شاہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیا

آپ کی ہیں،" یہ تھا اعلیحضرت کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر فقیر رضوی کہتا ہے اور ساتھ ساتھ اکابر و مشائخ کی تعظیم و توقیر۔

شفقت و رحمت بر اصاغر

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ساکن محلہ قرولان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے اُن سے حضور نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا اور یہ واقعہ پہلی کوٹھی میں قیام کے زمانہ کا ہے میں اور برادرم قناعت علی شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے اُٹھا لیجئے یہ دو پوٹلیاں اُٹھا لائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہانتک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ کیا ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے، میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا۔ حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفےٰ ویسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھ کر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا حضور میں نے یہ جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں۔ حضور نے تبسم فرمایا بعدہ ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔

جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ کہتا ہے کہ ۱۳۲۱ھ میں سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے لکھا اور اعلیحضرت کی خدمت میں اصلاح کے لیے پیش کیا حسن اتفاق سے بالکل صحیح نکلا اعلیحضرت قدس سرہ العزیز اُس فتویٰ کو لیے ہوئے خود تشریف لائے اور ایک روپیہ دست مبارک سے فقیر کو عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ مولانا! سب سے پہلے جو فتویٰ میں نے لکھا اعلیحضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے لئے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا آج آپ نے جو فتویٰ لکھا، پہلا فتویٰ ہے اور ماشاءاللہ بالکل صحیح ہے اس لئے اُسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے کے لئے دیتا ہوں غایت مسرت کی وجہ سے میری زبان بند ہو گئی۔ اور میں کچھ بول نہ سکا

اس لئے کہ فتوی نویسی کرتے وقت میں خیال کرتا تھا کہ خدا جانے جواب صحیح لکھا ہے یا غلط مگر خدا کے
فضل سے وہ صحیح اور بالکل صحیح نکلا اور پھر اس پر انعام اور وہ بھی ان الفاظ کریمہ سے کہ میرے والد
ماجد صاحب نے مجھے اول فتوی صحیح پر انعام دیا تھا اس لئے میں بھی اول فتوی صحیح پر انعام دیتا ہوں
حق یہ ہے کہ ایک خادم کی وہ عزت افزائی ہے جس کی حد نہیں اور اس کے بعد اس کو ہمیشہ
برقرار رکھا میرے پاس چالیس سے زیادہ مکاتیب ہیں جو وقتاً فوقتاً بریلی شریف سے امضا فرمائے۔
اس میں برابر ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفرالدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفرالدین سے شروع فرمایا!
فتاوی شریف جلد اول ص میں میرا نام انہیں لفظوں سے تحریر فرمایا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔
اسی سلسلہ میں یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی ماہ مبارک
رمضان شریف میں بریلی شریف رہتا ہوا اور اس تعطیل میں مکان نہ آیا تو عید الفطر کے دن جس طرح
تمام عزیزوں کو عیدی تقسیم فرماتے مجھے اور دوسرے خاص طلبہ مثلاً مولوی سید عبدالرشید صاحب کوپادی
عظیم آبادی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف مولوی محمد ابراہیم صاحب اوگانوانی
مولانا مولوی محمد نذیر الحق صاحب رمضان پوری مولوی اسمٰعیل صاحب بہاری سب کو علی قدر مراتب
تہواری عطا فرماتے۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں۔ اسی لئے سب
لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا ہوتا تاکہ اس کے ذریعہ اعلیحضرت کا نسب وحسب وفضل وکمالات کا سلسلہ
جاری رہتا خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب سلمہ کی ولادت ہوئی
نہ صرف والدین اور اعلیحضرت بلکہ تمام خاندان بلکہ جملہ متوسلین کو انتہا خوشی ہوئی اس خوشی میں منجملہ
اور باتوں کے اعلیحضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہلسنت وجماعت منظر اسلام ۱۳۲۲ کی ان کی خواہش کے
مطابق دعوت فرمائی بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا مچھلی
بھات چنانچہ روہو مچھلی بہت وافر طریقہ پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی
بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے ہم لوگوں نے کہا بریانی زردہ فیرنی کباب
میٹھا ٹکڑہ وغیرہ بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا پنجابی اور ولایتی طلبہ کی خواہش ہوئی
دنبہ کا خوب چربی دار گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پر اسی کا

انتظام ہوا اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا - نہایت ہی مسرت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی اُنہیں خاص لوگوں میں ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا - وہ کرتا پائجامہ ہوتا ٹوپی تو اسی زمانہ میں پہن لیا تھا - مگر انگرکھا بہت قیمتی کپڑے کا تھا گاہے گاہے اس کو پہنا کرتا تھا وہ بہت دنوں تک رہا یہاں تک کہ چھوٹا ہو گیا تو اس کو تبرکاً رکھ دیا جب مدرسہ خانقاہ سہسرام میں مدرس ہوا دوست مخلص قدیم مولوی سید غیاث الدین صاحب چشتی ابو العلائی رحمتی بہاری کو حسب طلب مخلص محترم حاجی دین متین جناب حاجی محمد لعل خاں صاحب کلکتہ بھیجنے لگا اُس وقت میں نے وہ انگرکھا مولوی صاحب موصوف کے نذر کر دیا جو مجھ سے دبلے پتلے تھے - اور اُن کے ٹھیک آ گیا - اُس وقت اُن کے بڑے بھائی مولوی محمد یونس صاحب نے کہا کہ تم کو لینا نہ چاہیئے تھا - مگر مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ اول تو مولانا کے میرے تعلقات دوستانہ قدیم زمانہ طالب العلمی کے ہیں ثانیاً یہ انگرکھا تاریخی تبرک ہے یہ اعلیٰحضرت کا عطیہ ہے یہ مولانا ظفر الدین صاحب کی محبت و خلوص ہے جو انہوں نے مجھے عنایت فرمایا جو قیمتی ہونے کے علاوہ تبرک اور عزیزی مولوی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کی پیدائش کی یادگار ہے -

۱۳۲۸ھ میں جب میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ میں مدرس اول تھا رمضان شریف کی تعطیل میں اعلیٰحضرت کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا اُس زمانہ میں اعلیٰحضرت علم ہیأت میں ایک کتاب تصنیف فرما رہے تھے - اور میں اُسے صاف کر رہا تھا - ارادہ تھا کہ ماہ رمضان المبارک تمام کر کے بعد شش عید کے جب مدرسہ کھلے گا - پٹنہ واپس ہوں گا - لیکن اواخر رمضان شریف میں جناب حاجی لعل خاں صاحب مرحوم کا خط پہنچا کہ یہاں ولی اللہ نامی ایک وہابی آیا ہوا ہے اور جگہ جگہ مناظرہ کا چیلنج دیتا ہے - حضور والا مولانا محمد ظفر الدین صاحب کو روانہ فرما دیں اس وقت وہ کتاب قریب ختم کے تھی اعلیٰحضرت نے دو دن میں اس کو تمام کر دیا لیکن مجھے نقل کرنا اور صاف کرنا بہت باقی تھا اس لئے حضرت نے فرمایا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے اور نقل کرنے کے بعد اصل اور نقل دونوں رجسٹری سے واپس کر دیجئے گا - جب چلنے کا وقت ہوا اور اسٹیشن جانے کے لئے سواری آ گئی اعلیٰحضرت باہر تشریف لائے اور دو نوٹ دس دس روپے کے مجھے عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ

بنواؤں گا۔ لیکن دینی ضرورت سے آپ کلکتہ جا رہے ہیں۔ اس لئے یہ روپے آپ کی نذر ہیں۔ مجھے بہت شرم آئی کہ طالب علمی کا زمانہ تو ضرورت کا زمانہ تھا۔ اب تو میں نوکر ہوں میں پیر کی خدمت کیا کرتا اور اُن کی نذر کرتا کہ اُلٹے پیر ہی سے روپے وصول کروں میں نے کچھ تامل کیا اعلیحضرت نے باصرار عنایت فرمایا میں نے قدم بوسی کرتے ہوئے وہ روپے لے لئے اور کلکتہ روانہ ہوا۔ میرے پہنچنے کی خبر سنتے ہی سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اب کس میں مناظرہ کا دم ہے۔ آعلیحضرت کی دعا کا اثر ہے۔ ۵

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے   اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

اس کی مفصل کیفیت اُسی زمانہ میں حاجی عبدالرحمن مارواڑی کے نام سے رسالہ گنجینہ مناظرہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کلکتہ کے قیام میں میں نے اُس رسالہ مبارکہ کو جس کا نام تسہیل التعدیل ہے صاف کر کے اصل و نقل دونوں بنام اعلیحضرت بصیغہ رجسٹری روانہ کر دیا جس کی رسید بنام حاجی لعل خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیحضرت نے تحریر فرمائی۔

کرامت: میں جناب سید محمود علی خانصاحب کا کسی مریض کے زخم و اپریشن کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر مذکور ہے کہ اس کو سنتے ہی سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو گئے اس وقت اُن کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر اُن کا اثر نہ ہوا جب اعلیحضرت نے اُن کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھکر اپنا رومال ڈالا فوراً ہوش ہو گیا آنکھیں کھولدیں اعلیحضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھکر جلد اُٹھنا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اُٹھ سکے حضور نے از راہ شفقت فرمایا لیٹے رہیے لیٹے رہئے یہ شفقت علی الاصاغر کی بہترین مثال ہے۔

جناب مولانا مولوی مقبول احمد خانصاحب صدر مدرس و مہتمم مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ نے فرمایا کہ میری طالب علمی کا زمانہ تھا میں ٹونک میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک بزرگ تشریف لائے جن کی دعا اور تعویذات کا بہت ہی شہرہ اور حد سے زیادہ چرچا تھا۔ جس کو جس مقصد کے لئے تعویذ دیا تیر بہدف ثابت ہوا جو جس مقصد کے لئے تعویذ مانگتا کامیابی اُس کا قدم چومتی کامیاب ہونے کے بعد وہ نذر بھی کافی پیش کرتا ایک دن خود مجھسے فرمایا کہ تم کوئی تعویذ نہیں مانگتے میں نے کہا کہ میرے پاس نذر دینے کو روپے کہاں ہیں کہ اس کی ہمت کروں فرمایا تم سے کچھ نذر نہیں اُس کے بعد ایک نقش مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ سونے کے پتر پر شرف آفتاب میں کندہ کرا کے انگوٹھی میں جڑا کر پہنا تسخیر و اکسیر ہو گی خدا کی

شان مکندہ کرنے والے بھی مل گئے اُس قدر سونے کا بھی سامان ہو گیا۔ ہاں شرف آفتاب معلوم کرنے کا مسئلہ
مجھے معلوم ہوا کہ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہ اس فن میں کامل ہیں چنانچہ ان کی خدمت میں
عریضہ حاضر کیا۔ اور دریافت کیا کہ امسال شرف آفتاب کب ہے اور کس وقت سے اور کب تک رہے
گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ وہاں پہنچا اُس کے دوسرے ہی دن شرف آفتاب تھا اور ظاہر ہے کہ اگر
بواپسی ڈاک بھی اعلیحضرت جواب تحریر فرماتے تو بریلی سے ٹونک شرف آفتاب ختم ہو جانے کے بعد
خط ملتا اس وقت مجھے جو صدمہ ہوتا ہر عقل والا اندازہ کر سکتا ہے کہ بیان سے باہر ہوتا اور ایک سال کامل پھر
اس وقت کا انتظار کرنا پڑتا اعلیحضرت نے ایک طالب علم کی اس تکلیف و صدمہ کا خیال فرماتے ہوئے
اپنے پاس سے تار پر جواب دیا کہ کل ۹ بجے سے شروع ہوگا۔ اور ایک رات دن رہے گا۔ ٹھیک وقت
پر مجھے تار مل گیا۔ اور میں وقت مقررہ پر تعویذ کندہ کرا سکا اس تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ
میں رہتی ہے۔ جس وقت اُس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اعلیحضرت کی اس شفقت اور احسان کو یاد کرتا
ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا انہوں نے کس درجہ خیال کیا ورنہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے
کہ معمولی غیر شناسا آدمی جوابی خط لکھتا تب بھی اُس کو جواب دینے کی زحمت برداشت نہیں کی جاتی
نہ کہ اپنے پاس سے تار دینا اور یہ خیال کرنا کہ وقت گزر جانے کے بعد اگر جواب دیا گیا تو کس کام کا واقعی
بڑوں کی بڑی بات ہے۔

کرم وسخاوت

جناب ذکاء اللہ خانصاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد مغرب اعلیحضرت حسب
معمول پھاٹک میں تشریف لاکر سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے خادم کو دیکھ کر فرمایا
آپ کے پاس رزائی نہیں ہے خادم خاموش ہو گیا اس وقت جو رزائی اعلیحضرت اوڑھے تھے خادم کو اتار
کر دے دی اور فرمایا کہ اوڑھ لیجئے خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی اور حضرت کے فرمان مبارک کی
تعمیل کی اور رزائی اوڑھ لی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیحضرت نے جب رضائی مجھے عنایت فرمائی اُس کے دو تین دن کے بعد
حضرت کی نئی رزائی تیار ہو کر آگئی نئی رزائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں
ایک مسافر صاحب رات کے وقت آئے اور اعلیحضرت سے عرض کیا میرے پاس کچھ اوڑھنے کو
نہیں ہے اعلیحضرت نے وہی نئی رزائی اُن مسافر صاحب کو عطا فرما دی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے میرے والد علیل تھے عسرت کی حالت تھی حضور نے دس روپے مجھے عطا فرمائے اور میری طبیعت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا یہ میں آپ کو نہیں دیتا ہوں بلکہ اپنے دوست کی دوا کے لئے دے رہا ہوں۔

انہیں کا بیان ہے کہ موسم برسات میں بعض اوقات مسجد کی حاضری بحالت ترشح ہوا کرتی تھی حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ایک چھتری خرید کر نذر کی اور اپنے ہی پاس رکھ لی کہ جب حضور کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو حاجی صاحب چھتری لگا کر مسجد تک لے جاتے ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک حاجتمند نے چھتری کا سوال کیا حضور نے فوراً وہ چھتری حاجی صاحب سے دلوادی۔

انہیں کا بیان ہے کہ موسم سرما میں ایک مرتبہ ننھے میاں صاحب برادر خورد اعلیٰحضرت جناب مولانا محمد رضا خانصاحب اقدس سرہ نے حضور کے واسطے خاص طور پر ایک فرد تیار کرا کر پیش کی حضور کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سال فردیں تیار کرا کے غربا کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اُس سال کی سب تقسیم ہو چکی تھیں کہ ایک صاحب نے درخواست کی حضور نے بلا تاخیر اپنی وہ فرد جو حضرت ننھے میاں صاحب نے تیار کرکے حاضر خدمت کی تھی اور اسی وقت اُس کو اوڑھا تھا اُتار کر اُن کو دے دی۔

انہیں کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زبان واعظ خوش بیان مولانا مولوی حاجی قاری شاہ عبد العلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی حرمین طیبین سے واپسی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھکر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو ۔۔۔ قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت ۔۔۔ محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا ۔۔۔ جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیا تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی ۔۔۔ ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ ۔۔۔ جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

مزین جس سے ہے تاج فضیلت تاجوالوں کی ۔۔۔ وہ لعل پر ضیا تم ہو وہ دُر بے بہا تم ہو

عرب میں جاکے ان آنکھوں نے دیکھا جسکی صورت کو ۔۔۔ عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

بین سیارہ صفت گردش کناں اہل طریقت یاں ۔۔۔ یہ قطب وقت اے سرخیل جمع اولیا تم ہو

عیاں ہے شانِ صدیقی تمہاری شان تقویٰ سے ۔۔۔ کہوں اتقیٰ نہ کیونکر جبکہ خیر الاتقیا تم ہو

جلال و ہیبتِ فاروق اعظم آپ سے ظاہر ۔۔۔ عدو اللہ پر اک حربۂ تیغ خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر ۔۔۔ مخالف جس سے تھرائیں وہی شیر وغا تم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رمز قرآنی ۔۔۔ یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو

خلوص مرتضیٰ خلق حسن عزم حسینی میں ۔۔۔ عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں ۔۔۔ امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے ۔۔۔ بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

سا ا رہم ب ا ر ے سائل کا حق ٹھہرا ۔۔۔ نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باسخا تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا ۔۔۔ کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں (اپنے عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا۔ فرمایا) اگر اس عمامہ کو پیش کروں تو آپ اس دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں سے بیش قیمت ایک جبہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں اور کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبہ مبارکہ لاکر عطا فرما دیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا مولانا ممدوح نے سر و قد کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا آنکھوں سے لگایا لبوں سے چوما سر پر رکھا سینے سے دیر تک لگائے رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہ پھرتا اس کے علاوہ بیوگان کی امداد ضرورت مندوں کی حاجت روائی ناداروں کے توکلاً علی اللہ مہینے مقرر تھے اور یہ اعانت فقط مقامی ہی نہ تھی بلکہ بیرونجات میں بذریعہ منی آرڈر رقوم امداد روانہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ پچاس روپے روانہ کرنے تھے اتفاق وقت کہ حضور کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا حضور نے بارگاہ رسالت میں رجوع کیا کہ سرکار میں نے کچھ بندگان خدا کے مہینے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر لئے ہیں اگر کل منی آرڈر پچاس روپیہ

کا روانہ ہو جائے گا۔ تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا۔ ورنہ تاخیر ہو جائے گی یہ رات حضور کو اسی کرب و بے چینی میں گزری علی الصباح ایک سیٹھ صاحب حاضر آستانہ ہوئے اور مبلغ اکاون روپے مولوی حسنین رضا خاں صاحب کے ذریعہ مکان میں بطور نذر حاضر خدمت کئے اس وقت حضور پر بہت رقت طاری ہوئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکاون روپے ملنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لئے فیس منی آرڈر بھی تو چاہئے چنانچہ اسی وقت منی آرڈر کا فارم بھر آگیا اور ڈاکخانہ کھلتے ہی منی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضرورت مند صاحب حاضر خدمت ہوئے حضور نے ارشاد فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں اور وہ بھی بعض خطوط کے جوابات کے لئے رکھے تھے اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیئے جائیں حالانکہ آج کی ڈاک سے ایک منی آرڈر ڈھائی سو روپیہ کا آیا تھا اور وہ سب تقسیم کر دیئے گئے پہلے سے آپ آجاتے تو آپ کو بھی مل جاتا۔ ان بیچارے نے آبدیدہ ہو کر نظر نیچی کر لی اور حضور نے وہ ساڑھے تین آنے ان کے حوالہ کر دیئے یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ حضور نے ڈھائی سو روپے کے آنے اور تقسیم ہو جانے کا ذکر کیوں فرمایا نہ اس خیال سے کہ عوام مخیر جانیں نام و نمود کا تو اس دربار عالی میں کوئی ذکر ہی نہ تھا حقیقتہً یہ بات تھی کہ ڈھائی سو روپے ہم خدام کے سامنے آئے تھے اسی لئے بعض لوگوں کے وسوسہ رفع کرنے کو خلاف معمول یہ بیان فرمایا اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی بارہا دیکھا گیا کہ جس وقت کوئی رقم آئی بلا کوشش اپنے پاس سے خرچ کر دیا کرتے۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ العزیز کا عرس سراپا قدس ۱۶۔۱۷۔۱۸ ذی الحجۃ الحرام کو کرتے قل شریف کے بعد نذر کی رقم خدام وغیرہ پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی اور اسی وجہ سے خلف اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خانصاحب مدظلہ العالی فقیر سے بتعجیل مصارف عرس کا حساب تیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے اور خود فقیر بھی جلد تر تعمیل ارشاد کرتا مگر پھر بھی کافی رقم تقسیم ہو جایا کرتی تھی اور بالآخر دست گردانی قوم کے مطالبات خود اپنے پاس سے ادا فرمایا کرتے ایک مرتبہ ایسی ہی موقع پر تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ کبھی میں نے ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا اور یہ بالکل صحیح ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوتی تھی زکوٰۃ فرض تو جب ہو کہ مقدار نصاب ان کے پاس سال تمام تک رہے اور یہاں تو یہ حال

تھا ایک طرف سے آیا دوسرے طرف گیا ع کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ لے اُس ہاتھ دے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں ایک سید صاحب تشریف لائے اور زنانہ دروازہ کے قریب جا کر آواز دی "دلواؤ سید کو" اعلیٰحضرت قبلہ نے اپنی آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لئے دو سو روپے ماہوار مقرر فرمایا تھا۔ اس مہینے کے روپے اُسی دن حضرت منجھلے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر کئے تھے جس میں عنہ کے نوٹ ۵ کے نوٹ روپے اٹھنیاں چونیاں دونیاں پیسے سب تھے۔ اُس زمانہ میں ایک روپیہ کا نوٹ نہ چلا تھا۔ نہ اکنی کا رواج ہوا تھا اعلیٰحضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی آفس بکس کا وہ حصہ جس میں یہ رقمیں تھیں لے کر باہر تشریف لائے اور اُن سید صاحب کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا حضور حاضر ہیں سید صاحب اُس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے جو ایک ایک خانہ میں ایک ایک رقم علیحدہ علیحدہ رکھی ہوئی تھی اس کے بعد چونی کے خانہ میں سے ایک چونی اُٹھائی اور فرمایا بس آپ لے جائیے اسی وقت اعلیٰحضرت نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ایک چونی نذر کر دیا کرو اُن کو مانگنے کی ضرورت نہ پڑے حضرت حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نعتیہ شعر کہا ہے یہ اُسی کا اتباع ہے

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو جو بھیک لئے راہ گدا دیکھ رہا ہو

وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور وقت ضرورت بقدر ضرورت ہی سوال کرتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اُٹھا لیتے بلکہ اعلیٰحضرت نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا اس وقت سید صاحب اگر پورے دو سو روپے لے لیتے تو مجھے اصلا عذر نہ ہوتا میں تو اسی غرض سے لایا ہی تھا میں نے وہ رقم ایک سائل کے سامنے نہیں پیش کی تھی بلکہ اولاد رسول کی خدمت میں حاضر لایا تھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جنابؒ مولانا شاہ عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی کو جبہ عطا فرمانے پر ایک واقعہ مجھے اپنا بھی یاد آگیا جو حضور کے جود و سخا اور اس فقیر پر نظر شفقت و مہربانی کی بین دلیل ہے ۱۳۲۶ھ ملک میوات میں وہابیہ دیلی بندیہ نے بہت اُدھم مچا رکھا تھا اور بیچارے سیدھے سادے میواتیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے تھے۔ کہ جناب مولانا صوفی رکن الدین صاحب الوری نے مولانا مولوی احمد حسین خانصاحب رامپوری مقیم درگاہ معلیٰ اجمیر شریف اندرون حجرہ نواب رامپور کو کسی عالم مناظر

کو لینے کے لئے بریلی شریف بھیجا مولوی صاحب موصوف بریلی حاضر ہوئے اور اعلیحضرت سے
وہاں کے حالات عرض کیے اس وقت اعلیحضرت نے مجھے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ ملک میوات تحصیل
نواح فیروز پور جھرکا میں وہابیوں سے مناظرہ کرنا ہے آپ مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیے اور
وہابیہ کو شکست دیجیے میں نے عرض کیا تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں حضور کی دعا کی ضرورت ہے حضور
کی دعا شامل حال رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہابیہ کو ضرور شکست ہوگی اس وقت اعلیحضرت مکان کے اندر
تشریف لے گئے اور ایک اونی جبہ لاکر مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ مدینہ طیبہ کا ہے میں نے
اسے دونوں ہاتھوں سے لے کر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا اور رکھ لیا اعلیحضرت کی دعا اور اس
جبہ مبارکہ کی یہ برکت ہوئی کہ وہابیہ کی طرف سے متعدد صاحبان مناظرہ کے لئے آئے تھے۔ اُن میں ایک
صاحب ایسے بھی تھے جو بقول خود مکہ معظمہ میں تین چار سال قیام بھی کر چکے تھے اور اسی بنا پر بڑے
زور سے دعوےٰ کیا تھا کہ تقریریں سب عربی میں ہوں ادھر سے کہا گیا کہ مولانا یہ مجلس مناظرہ ہے دونوں طرف کے عوام بکثرت
شریک جلسہ ہوئے ہیں عربی میں فریقین کی تقریر ہونے سے یہ کیا سمجھیں گے لیکن وہ نہیں مانے اور اسی پر اصرار کیا دو تین مرتبہ فریقین کی
تقریریں ہوئی تھیں کہ مولوی صاحب موصوف تقریر کرتے کرتے بول اُٹھے والناس فی فھمند مولوی احمد حسین خاں صاحب امروہوی
نے فوراً ٹوکا مولانا یہ تو فصیح عربی نہیں ہوئی فصیح عربی والناس فی سمجھند ہے کیا ایسی ہی عربی
مکہ معظمہ سے سیکھ کر آئے ہیں اس پر زبردست قہقہہ پڑا اور مولوی صاحب کھسیانے سے ہو گئے
اس کے بعد بقیہ تقریر اُردو میں کی پھر فریقین کی تقریریں عربی کی جگہ اُردو ہی میں ہونے لگیں
جب ابتدائی مباحث طے ہو گئے اور علمی سوالات کی نوبت آئی تو پہلے ہی سوال کے جواب میں
سبھوں نے ایسی خاموشی اختیار کی کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے تقاضے پر تقاضے ہوتے مگر ان کا
سکوت نہ ٹوٹنا تھا تین گھنٹے تک سب کے سب خاموش محض رہے آخر ثالث دحکم صاحب نے
کہا مولانا کچھ تو بولئے تاکہ ہم لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع ملے اس پر بھی وہ لوگ خاموش محض رہے
آخر مجبوراً ان لوگوں نے بھی اعلان کیا صاحبو آپ لوگوں کے سامنے سب ابتدائی باتیں طے
ہوئیں جب علمی باتوں کی نوبت آئی مولانا ظفرالدین صاحب نے جو سوالات کئے اُن کے جواب
میں ان تمام علما نے سکوت محض سے کام لیا اور بالکل خاموشی میں تین گھنٹہ وقت صرف
کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے اور یہ لوگ

جواب سے قاصر ہیں ورنہ کس دن کے لئے اٹھار کھتے ان لوگوں کا مذہب باطل اور مولوی شاہ رکن الدین صاحب و مولوی شاہ ارشاد علی صاحب مولانا مولوی ظفر الدین صاحب مولوی احمد حسین خانصاحب وغیرہ علما کا مذہب حق ہے آپ لوگ آتے وقت دو دروازے سے الگ الگ داخل ہوئے تھے اب سب لوگ متفق ہو کر اس دروازہ سے مولوی ظفر الدین صاحب کے ساتھ مناظرہ گاہ سے باہر تشریف لیجائے چنانچہ اُن چند مولویوں کے علاوہ بقیہ سب لوگ علمائے اہلسنت کے ساتھ ساتھ آئے والحمد ﷲ علی ذلک۔ جب بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ ہم لوگ بریلی شریف واپس ہوئے اور اعلیحضرت کو اس مناظرہ کی روداد سنائی اور اُن لوگوں کی خواہش کا اظہار کیا کہ میوات والے چاہتے ہیں کہ مناظرہ کے پورے حالات کتابی شکل میں شائع کر دیئے جائیں وہ لوگ اس کی طباعت کے مصارف برداشت کرنے کو تیار رہیں۔ اعلیحضرت نے بھی اسے پسند فرمایا اور اس رسالہ کا تاریخی نام "کیفر نجدیہ کا چپ مناظرہ" ۱۳۲۶ھ رکھا اور جناب مولانا حسن رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام "شکست سفاہت" ۱۳۲۶ رکھا چنانچہ یہ رسالہ اُسی زمانہ میں چھپکر تمام ملک میں شائع کر دیا گیا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت جناب سید محمود جانصاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ ساکن محلہ گڑھی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں حضور جو میں مانگوں عطا فرمادیں ارشاد فرمایا سید صاحب اگر میرے امکان میں ہوا تو ضرور حاضر کر دوں گا۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا کیا درکار ہے سید صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز نین کلاتھ منگوا کر سید صاحب کے نذر کر دیا۔

انہیں کا بیان ہے جو سلسلہ سفر جبلپور میں تحریر فرمایا کہ حضرت عبدالاسلام جناب مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہم الاقدس نے مبلغ ایک ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت ایک سفید چینی کی بڑی قاب میں بھر کر بطور نذر حضور کی خدمت میں پیش کیا جسے قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا یہی کیا کم تھا۔ جو آپ نے اس وقت تک صرف کیا اور حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا اسے رکھ لو اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھا لاؤ حاجی صاحب نے وہ روپے سامنے کمرہ میں رکھدیئے اور وظیفہ کی ہشت پہل صندوقچی پیش کی جس کا طول تخمیناً ایک فٹ ہوگا۔ اور جس میں ایک طویل

سفید کپڑے پر سیاہ ڈورے کے حروف تھے یہ وظیفہ حضور کو اپنے شیخ سے ملا تھا جسے بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور یہ صندوقچہ مقفل رہا کرتا تھا جس کی کنجی حضور اپنے پاس رکھتے تھے اس صندوقچی میں بجز وظیفہ کے اور کوئی چیز نہیں رہتی تھی اور نہ اس میں گنجائش تھی کہ دوسری شے رکھی جاتی اب حضور اس صندوقچی کو اپنے سامنے رکھ کر کھولتے ہیں اور ڈھکنا بالکل نہیں کھولتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر الٹے ہاتھ سے حجوکائے رکھتے اور سیدھا ہاتھ بار بار بغیر دیکھے اندر ڈالتے اور روپیہ نکالتے اور فرداً فرداً مولانا کے ملازمین و ملازمہ و خدام و رضاکاران وغیرہم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے رہے تعجب ہوتا تھا کہ اس قدر روپے اس صندوقچہ میں کہاں سے آ گئے اور اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ مولانا عبد السلام صاحب کی بہو یعنی برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلائی زیورات بلکہ سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلا ہوا کرتہ ٹوپی اسی صندوقچی سے برآمد ہوا حالانکہ وظیفہ کی صندوقچی اس دوران سفر میں لیسا اوقات وظیفہ پڑھنے میں دیکھی گئی بجز وظیفہ کی کتاب اور کچھ نظر نہیں پڑا۔

جامع[14] حالات حقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ کہتا ہے کہ اس واقعہ کو مجھ سے مولانا حسنین رضا خاں صاحب نے اسی تعجب کے ساتھ بیان کیا تھا بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نہ صرف مولانا عبد السلام صاحب ہی کے اعزہ کے لئے بلکہ خاص خاص سیٹھ صاحبوں کی بچیوں کے لئے بھی کافی طلائی زیورات اعلیحضرت نے وظیفہ کی صندوقچی میں سے نکال نکال کر عطا فرمائے یہاں تک کہ سیٹھ صاحبوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے اعلیحضرت کی کیا خدمت کی جو کچھ دعوت یا خاطر مدارت میں صرف کیا اس سے کہیں زائد کے زیورات اعلیحضرت نے ہم لوگوں کی بچیوں بہوؤں کے لئے عطا فرمائے مولوی حسنین رضا خاں صاحب بہت ہی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ زیورات کب اعلیحضرت نے خریدے اور کب اس صندوقچی میں رکھے اس کے علاوہ اس صندوقچی میں تو وظیفہ کی کتابوں کے سوا کچھ جگہ بھی نہ تھی اتنے زیور اس میں کہاں سے آ گئے اور کیسے گنجائش ہوئی واقعی یہ واقعہ جس طرح اعلیحضرت کی سیر چشمی کی دلیل ہے جو دوستا کا روشن برہان اسی طرح بین کرامت کا پر زور ثبوت ہے۔

مولوی[15] محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں نے اعلیحضرت کے

پاس ایک خط بھیجا جس کا جواب بڑی تاخیر سے آیا والا نامہ میں مذکور کہ حضرت شاہزادہ صاحب چونکہ میرے پاس ٹکٹ کے دام نہیں تھے اسلئے غیر معمولی تاخیر ہوئی میں نے خیال کیا کہ ان دنوں مولانا صاحب کے پاس داموں کی کمی ہے لہٰذا کچھ فتوحات سے بھیجدوں میں نے سو یا دوسو (صحیح مقدار یاد نہیں) کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجدی جسے مولانا صاحب نے وصول کر لیا اور رسید بھی آگئی کچھ دنوں کے بعد اعلیحضرت کا منی آڈر آیا جس میں میری بھیجی ہوئی رقم بھی شامل تھی والا نامہ میں مذکور تھا کہ فقیر کی عادت ہے کہ اپنے ضروریات کے مطابق تھوڑے روپے رکھ لیتے باقی تو ان خانے میں بھیج دیتے آپ کے گرامی نامہ کی وصولی سے پہلے وہ روپے خرچ ہو چکے تھے اور گاؤں سے رقم آئی نہیں تھی اور میں اپنی ضروریات کے لئے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں حضرت شاہزادہ صاحب یہاں جو کچھ ہے وہ سب آپ ہی کے یہاں کا ہے اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو حضرت میاں صاحب کے بیاض سے شجرہ زر کا عمل نقل کر کے بھیجد یجئے چنانچہ میں نے بیاض سے نقل کر کے بھیجدیا۔ اس کے بعد بریلی جانا ہوا اعلیحضرت سے ملاقات ہوئی اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ سے ایک صاحب کا والا نامہ آیا کہ میری دو لڑکیوں کی شادی ہے اس کے لئے آپ امداد کیجئے میں نے خیال کیا کہ دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ہزار کی رقم کافی ہوگی اسی مقصد کے لئے شجرہ زر کا عمل کیا عمل کا چالیسواں دن تھا کہ میں معمول سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا کہ۔ حامد رضا آئے اور ایک بندھا ہوا رومال دیا اور کہا کہ ایک صاحب ملنے کی خاطر آئے تھے میں نے کہا اس وقت بالاخانہ پر معمول میں مشغول ہیں دوسرے وقت تشریف لائیے گا۔ وہ صاحب یہ رومال دے کر چلے گئے ہیں نے جب وہ رومال کھولا اُس میں ایک ہزار سے زیادہ رقم تھی خیال آیا کہ زیادہ کیوں ہے معاً ذہن میں آیا کہ مکہ معظمہ تک پہنچنے کے مصارف ہیں میں نے فوراً اُس عمل کو ہٹا دیا کہ اس سے توکل میں فرق آتا ہے۔

۱۳۳۴ھ کے سردی کا موسم ہے میں ایک دن مراد پور چھینٹ دیکھنے کے لئے گیا ایک دکان پر سبز زمین پر بہترین چھینٹ نظر پڑی اور ساتھ ہی ساتھ دوسرا تھان دیکھا جو بیل دار چھینٹ تھی ان دونوں تھانوں کو دیکھکر خیال ہوا کہ اس کپڑے کی دولائی بنوائی جائے اور یہ بیل اُس میں لگائی جائے تو بہت بہتر دولائی ہو چند احباب ساتھ تھے اُنہوں نے بھی اس رائے کو بہت ہی پسند کیا اُسی

ہے کہ بہتر ہی شخص کے لئے بنے اور میں نے ارادہ مصمم کر لیا کہ تیار کرا کے اعلیحضرت کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری پارسل روانہ کر دوں گا۔ احباب نے کہا کہ استر کے لئے یکرنگا ہی خرید لیجیئے میں نے اپنا قصد ظاہر کیا کہ اعلیحضرت کے لئے صندلی رنگ کا استر مناسب ہے چنانچہ گفش ململ لے کر مراد پور ہی میں صندلی رنگنے کو دے دیا۔

الغرض جیسا میں چاہتا تھا بہتر سے بہتر وہ دولائی سلکر تیار ہوئی میں نے پارسل سے اعلیحضرت کی خدمت میں روانہ کر دی اور اُس پر حضرت حسن میاں صاحب مرحوم مغفور کا یہ مصرعہ لکھدیا ع

سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

جناب مولوی امجد رضا صاحب عرف ماموں میاں صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ جس وقت وہ پارسل بریلی پہنچا اس وقت میں بھی حاضر خدمت تھا سیل مہر جدا کرنے کے بعد پارسل کھولا گیا اور دولائی برآمد ہوئی اعلیحضرت اُس کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جتنے لوگ اُس وقت کاشانہ اقدس میں موجود تھے سب نے بہت پسند کیا اور بہت تعریف کی اور واقعی وہ دولائی ہر حیثیت سے قابل تعریف تھی اعلیحضرت نے سب کے اصرار سے اُسے اوڑھا اور مسہری پر تشریف فرما ہوئے کہ میری زبان سے بے اختیاری میں یہ فقرہ نکلا واقعی بہت عمدہ دولائی ہے جوانوں کے لائق ہے یہ سنتے ہی اعلیحضرت نے وہ دولائی مجھے عطا فرما دی کہ تم اسے اوڑھو حالانکہ میں نے اس غرض سے یہ جملہ نہیں کہا تھا لیکن اعلیحضرت نے باصرار مجھے عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری خوشی اسی میں ہے یہ اعلیحضرت کے جود وسخا کا ادنیٰ نمونہ ہے۔

ادبی لطیفے

اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کے جہاں دوسرے علمی کارنامے حد احصاء سے فزوں ہیں ادبی لطیفے بھی اپنی شان میں خاص جدت رکھتے ہیں اگر سب قلمبند ہو جاتے تو شائقین ادب کے لئے وہ مجموعہ ایک نایاب تحفہ ہوتا مگر بخوف طوالت کچھ یاد ہیں لکھے جاتے ہیں۔

کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اُس کا نام "آریہ دھرم پرچار" رکھا جب وہ کتاب چھپی تو مصنف نے ایک نسخہ اعلیحضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا حضرت نے اُس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ اس کا رد حاشیہ پر لکھا اور اسی طرح جلی قلم سیاہ روشنائی سے پرچار کے بعد حرف ب بڑھا دیا۔

ایک رافضی نے اپنے مذہب کی حمایت میں ایک کتاب لکھی اور عربی ادب کا لپیٹنے جانتے اُس میں بہت لحاظ کیا اور صنائع بدائع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا اور اسی وجہ سے اُس کا نام جناس

الاجناس رکھا اور ایک نسخہ اعلیحضرت کے پاس بھیجا حضرت نے ملاحظہ فرمانے کے بعد مجھے دیا کہ آج کی ڈاک سے یہ کتاب آئی ہے اب جو میں اس کا نام پڑھتا ہوں تو انجاس الخناس ہے حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا جب غور سے دیکھا تو جناس کے اول الف بڑھا ہوا ہے اور جناس کو ملا کر نون کا شوشہ غائب ہو گیا دوسرے لفظ سے لا کر سیاہی سے بھر دیا کہ پھول معلوم ہونے لگا۔ ج کے اوپر الخ بڑھا دیا تو نام انجاس الخناس ہو گیا۔

مولوی خرم علی صاحب بلہوری مشہور وہابی ہیں ان کی ایک کتاب مشہور شرک گر ہے جس کا نام نصیحۃ المسلمین ہے لیکن باتیں وہی ہیں جو تقویۃ الایمان میں ہیں مطبع والے نے مصنف کا نام اس طرح ملا کر لکھا خرمعلی ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ درست کرنا شروع کیا ایک کتاب دیکھی جس کا نام فضیحۃ المسلمین ہے اور مصنف کا نام خرمعلی دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کتاب مذاق کی ہے اس لئے نام بھی ایسا ہے اور مصنف کا نام بھی ویسا ہی ہے اب جو غور کرکے دیکھتا ہوں تو نصیحہ کے نون کو سر دے کر ف بنا دیا گیا اور صاد پر نقطہ بڑھا ہوا ہے اور اس طرح اس کتاب کے نام کو مطابق مسمی قرار دیا ہے اور مصنف کا نام کاتب نے بدا ملا لکھا خرم کی میم کو علی میں ملا کر معلی کی شکل کا لکھا اعلیحضرت نے اس پر اعراب لگا دیا ہے۔

تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی معروف و مشہور کتاب ہے کہ شروع سے اخیر تک شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے اس کے ق کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا اور بجائے تقویۃ الایمان تفویۃ الایمان اسم بامسمی ہو گیا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین آمیز کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا اعلیحضرت نے ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ح کا نقطہ دیکر اس کا صحیح نام خبط الایمان کر دیا۔

جب مسئلہ اذان ثانی جمعہ میں اعلیحضرت نے مردہ سنت کو زندہ کیا (کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ ہشام کے زمانہ تک بیرون مسجد ہوا کرتی تھی۔ اور باوجود تصریحات فقہائے کرام کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے لوگ مسجد کے اندر خطیب کے سر پہ دینے کے عادی ہو گئے ہیں) اور خلاف شرع رسم ورواج کی اصلاح چاہی بعض علمائے اہلسنت نے

بھی اس کا خلاف کیا اس میں پیش پیش جناب مولانا عبد الغفار خانصاحب رامپوری تھے کہ باوجود افہام
وتفہیم اپنی ضد پر اڑے رہے جس کا مفصل حال ان رسائل سے معلوم ہوگا۔ جو اس بحث
میں تحریر ہوئے اور چھپ کر ملک میں بکثرت شائع ہوئے اخیر میں مولانا عبد الغفار خانصاحب
رامپوری نے انتہائی کدوکاوش سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام رکھا
حبل اللہ المتین لهدام اثار المبتدعین مگر یہ دائرہ میں
اس طرح لکھا............

حبل اللہ المتین
لهدام
اثار المبتدعین

اعلیحضرت کے پاس جب وہ رسالہ پہنچا اولین نگاہ میں فرمایا مولانا
عبد الغفار خانصاحب نے اپنے رسالہ کا نام بہت عمدہ رکھا ہے لوگ شوق سے متوجہ ہوئے
کہ اعلیحضرت اس کا نام کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ رسالہ سب کے سامنے تھا جب سب لوگوں کا
اشتیاق ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا مولانا نے اس کا نام اثار المبتدعین لهدام حبل اللہ المتین
رکھا ہے اس لئے کہ جو نام دائرہ میں لکھا جاتا ہے اس کے پڑھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ نیچے
سے اوپر کو پڑھا جاتا ہے اسی لئے اس کا نام اثار المبتدعین لهدام حبل اللہ المتین ہے
جب حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب نے اس رسالہ کا رد لکھا تو اس میں ان کے
رسالہ کا یہی نام تحریر فرمایا اور حاشیہ میں یہی وجہ لکھی جب رسالہ چھپ کر شائع ہوا اور جناب مولانا
عبد الغفار خانصاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تو انہوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا کہ مولانا کا ظلم دیکھئے
میرے رسالہ کا نام انہوں نے اثار المبتدعین قرار دیا اور ہم لوگوں کو مبتدع بنا دیا مخلص مولانا
مقبول احمد خانصاحب دربھنگوی بہاری سابق مدرس حدیث مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی حال ناظم
وصدر مدرس مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ تشریف رکھتے تھے انہوں نے فرمایا جناب مبتدع تو پہلے
آپ ہی نے ان کو بنایا رسالہ کا نام حبل اللہ المتین لهدام اثار المبتدعین رکھا انہوں نے
اس کو لوٹ دیا عطاسئے تو پلٹائے تو ۔ رہا نام کا بدل دینا یہ خود آپ کے مطبع کی غلطی تھی۔
نام دائرہ میں لکھ کر انہوں نے خود اس کا موقع دیا مولانا پر کیا الزام ہے۔

فقیر عفرلہ کہتا ہے کہ بعض حضرات جن میں دینی تعصب نہیں وہ ان ناموں کے تبدیل سے
شاید خوش نہ ہوں گے بلکہ سمجھیں گے کہ نامناسب بات ہوئی ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ برے ناموں

کو بدل دینا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی اور خلاف واقعہ بات سے کون سی بات بڑی ہوگی خلاف واقعہ نام بالکل اس مصرعہ کا مصداق ہے ع

کار شیطان می کند نامش ولی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے خیالات کا آئینہ ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام رکھا سبیل الرشاد غالباً مطبع مجتبائی میں طبع ہوا تھا اعلیحضرت کی خدمت میں جب وہ رسالہ آیا اس کو ملاحظہ فرما کر ٹائیٹل پر اس کے نام کے اوپر بڑھا دیا قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا تو سب مل کر فرعون کا مقولہ ہوگیا جو سورۂ مومن میں ہے قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا سبیل الرشاد فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور تمہیں نہیں دکھاتا ہوں مگر سبیل الرشاد۔

حاضر جوابی

جس طرح بد مذہب عموماً اعلیحضرت کے بدگو اور مخالف تھے اسی طرح اہلسنت وجماعت الحق بالکلیہ حضرت کے محبت واخلاص میں ڈوبے ہوئے تھے مولانا مولوی قادر بخش صاحب سہسرامی جو ایک بہت بڑے مشہور عالم اور زبردست واعظ تھے ایک مرتبہ بسلسلہ وعظ موضع رجہت ضلع گیا تشریف لے گئے یہ بستی سادات کرام کی ہے اس بستی کے لوگ سجادہ نشینان شہسرام کے رشتہ دار ہیں ان کی شادیاں اس وقت تک رجہت اور پچر دکھی وغیرہ میں ہوا کرتی ہیں رجہت ہی کے رہنے والے میرے دوست مولوی سید شاہ غیاث الدین صاحب چشتی نظامی فخری رجہتی بہاری اور پچر دکھی کے رہنے والے میرے مخلص محترم مولانا مولوی سید احمد عالم صاحب قادری برکاتی رضوی صدر مدرس مدرسہ قادریہ لبرام پور شیر گھاٹی ہیں۔ یہاں کے باشندے پہلے سب کے سب سنی حنفی تھے تھوڑے دنوں سے کچھ وہابیت کا اثر ہوگیا ہے۔ اور کچھ لوگ غیر مقلد ہوگئے ہیں ان لوگوں کی برادری کی وجہ سے سجادہ نشین صاحب سہسرام کے یہاں آمد ورفت ہے مگر اختلاف مذہب کی وجہ سے مسجد میں اعلان مذہب سے ممنوع تھے تاکہ اختلاف وخلفشار پیدا نہ ہو وہ لوگ جب آتے کمرہ ہی پر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رجہت کے سنیوں نے مولانا قادر بخش صاحب سہسرامی کو رجہت وعظ کے لیے بلایا وعظ کے بعد کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو کسی نے پوچھا کہ مولانا سنی اور وہابی کی کیا پہچان ہے ایسی بات بتائیے جس کو ہم لوگ بھی کر سکیں

عمدہ اور کھرا قاعدہ آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ اس سے اچھا ملنا مشکل ہے آپ جب کسی کے بارے میں مشتبہ ہوں کہ سنی ہے یا وہابی بد مذہب تو اس کے سامنے مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کا تذکرہ چھیڑ دیجئے اور اس کے چہرہ کو بغور دیکھیے اگر چہرہ پر بشاشت اور خوشی کے آثار دیکھیے تو یقین جانئے کہ سنی ہے اور اگر چہرہ پر پژمردگی اور کدورت دیکھئے تو سمجھئے کہ وہابی ہے اور اگر وہابی نہیں جب بھی اس میں کسی قسم کی بے دینی ضرور ہے اس زمانہ میں لایحبہ الامومن ولایبغضہ الامنافق ہیں یہ ضمیریں مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کی طرف پھرتی ہیں۔ اس لیے جتنے اہلسنت ہیں سب اعلیحضرت کے مداح بلکہ عاشق صادق محب مخلص ہیں اور ان سب میں بالخصوص یہ چند حضرات حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری حضرت سیدنا سید شاہ اسمٰعیل حسن میانصاحب مارہری حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی حضرت ابوالزکاء سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری حضرت استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن صاحب کانپوری حضرت صوفی باصفا مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت مولانا شاہ محمد شفیع صاحب نامر رامپوری سہارنپوری حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب الوری لاہوری جناب مولانا قاضی عبد الوحید صاحب عظیم آبادی جناب حاجی محمد لعل خانصاحب مدراسی جناب مولانا مولوی محمد رحیم بخش صاحب بانی مدرسہ فیض الغربا آروی وغیرہم خصوصیت کے ساتھ اس بارے میں قابل ذکر ہیں اور ان میں بھی اخص ترین مخلص حضرت محدث سورتی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کہ اصول و فروع کسی ایک مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے خلاف نہیں صاحب ورع و تقویٰ عالم باعمل حق گوئی کی یہ شان کہ ہر وقت ہر حال میں حق بات دو ٹوک اور فیصلہ کن کہتے ہیں اصلا پس و پیش نہ کیا اس لیے اعلیحضرت جب کبھی ان کو خط تحریر فرماتے آداب و القاب اس طرح لکھتے۔ الاسد الاسد والاشد الارشد کنز الکرامۃ جبل الاستقامۃ ان کو اعلیحضرت سے نہ صرف محبت بلکہ عشق تھا اسی لئے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پیلی بھیت سے بریلی تشریف لاکر اعلیحضرت سے ملاقات نہ کرتے ہوں ان دونوں علم و عمل دین و دیانت رشد و ہدایت کے شمس و قمر کے ملنے کا منظر بھی قابل دید ہوتا تھا۔ پیلی بھیت سے اکثر محدث

سورتی صاحب صبح کی گاڑی سے تشریف لاتے کہ دن بھر قیام کر کے شام کے وقت واپس ہو جائیں گے
اس کو اعلحضرت کی کرامت کہئے یا حضرت محدث صاحب کا جذب محبت اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا
کہ جس وقت حضرت محدث صاحب تشریف لاتے کسی نہ کسی ضرورت سے اعلیحضرت باہر ہی
تشریف رکھتے اور آتے ہی ملاقات ہو جاتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہیں ہوتے تو
اطلاع ہونے پر باہر تشریف لے آتے جس وقت ان دونوں کی نظریں دو چار ہوتیں پہلے مصافحہ
پھر معانقہ فرماتے اس کے بعد ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے پھر دونوں حضرات سائبان میں قالین
پر تشریف رکھتے پھر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد علمی باتیں شروع ہوتیں افسوس
کہ اس وقت ان کے ضبط کا خیال نہ ہوا ورنہ خدا جانے کیسے گرانمایہ مضامین اکٹھا ہو جاتے جس
کی قدر علما کرتے عوام اس سے بے شمار فائدے اٹھاتے۔

ایک مرتبہ کسی ضروری فتویٰ کے لیے تشریف لائے اعلحضرت کی عادت کریمہ تھی کہ تصنیف
تالیف تحریر مضامین جواب استفتا وغیرہ زنانہ مکان میں تحریر فرماتے حضرت محدث سورتی صاحب
ہی کی خصوصیت تھی کہ ان کے تشریف آوری کے وقت زمانہ قیام تک حضرت بھی باہر ہی تشریف
رکھتے اور جو کچھ تحریر فرمانا ہوتا باہر ہی تحریر فرماتے چنانچہ اس استفتاء کا جواب باہر ہی بیٹھے
لکھ رہے تھے کہ حقہ بھرنے کو خادم گیا اس وقت حضرت نے لکھنا چھوڑ دیا عادت کریمہ تھی۔ کہ
جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی
کے اوپر چڑھا لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلحضرت کی نگاہ شورٹ سائٹ تھی یعنی دور کی نگاہ
اچھی نزدیک کی کمزور تھی جیسا کہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے اسی لیے لکھنے پڑھنے
کے وقت چشمہ لگایا کرتے اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا اور پر چڑھا لیا کرتے تھے
اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت دقت ہوئی چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا
تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات
اتر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھا لیا ہے چشمہ کی تلاش شروع کی . . . .
مگر چشمہ نہ ملا۔ . . . . اتنے ہی میں اتفاقیہ منہ
پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آ رہا غرض چشمہ پیشانی پر چڑھا کر حضرت

فتویٰ اسی وقت تحریر فرما دیا مگر پہلی بعیت جانے کی اجازت نہ دی حضرت محدث صاحب اور اعلیحضرت کے تعلقات کو دیکھ کر ایک بار حضرت محدث صاحب کے آخری تلمیذ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی نے پوچھا کہ آپ کو شرفِ بعیت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی سے حاصل ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو اعلیحضرت سے ہے وہ کسی سے نہیں۔ اعلیحضرت کی یاد ان کا تذکرہ، ان کے فضل و کمال کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے! تو فرمایا کہ سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحٰق محشی بخاری سے پائی اور وہ بعیت نہیں ہے جو گنج مرادآباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان جو مدار نجات ہے میں نے صرف اعلیحضرت سے پایا اور میرے سینہ میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کا بسانیوالا اعلیحضرت ہیں اسی لئے ان کے تذکرہ سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں۔ پہلی بعیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث صاحب اور اعلیحضرت تشریف فرما تھے دسترخوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ و طشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے حضرت محدث صاحب نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیحضرت کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اعلیحضرت نے برجستہ فرمایا کہ آپ محدث ہیں اور اعلم بالسنۃ ہیں آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی کا بیان ہے کہ اس دسترخوان پر میں بھی حاضر تھا۔ اعلیحضرت کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب کا ہاتھ بڑھا کر طشت کو اپنی طرف کھینچا کر سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائیں جائیں اور اعلیحضرت کا مسکراتے ہوئے چہرے سے فرمانا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عملدرآمد آپ کے شان کے خلاف ہے یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے بھی اس کا لطف تازہ ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں محفل اقدس میں ایک مجہول شخص آیا اور ایک کتاب سامنے رکھی جس کا نام تھا آریہ دھرم پرچار۔ اعلیحضرت نے اسی وقت قلم اٹھا کر لفظ چار کے بعد لفظ حرف لکھدیا تو اب نام یہ ہوا کہ آریہ دھرم پر چار حرف اور لانیوالے صاحب کو دیدیا اس فوری ذکاوت سے ساری محفل لطف اندوز ہوئی۔

ایک مرتبہ دیوبند سے ایک رسالہ کسی نے بھیجدیا اس کا نام تھا القاسم اعلیحضرت نے قلم سے وہیں لکھدیا "محرومہ" یہ قصہ شہر میں مشہور ہوا تو ایک بہت بڑے وہابی لے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا اور رکھا گیا تھا۔ تو اعلیحضرت تک کیوں پہنچایا گیا۔ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی کا بیان ہے کہ جب دارالافتاء میں کام

کرنے کے سلسلہ میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا تو رات دن ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیحضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈالدینے والے واقعات وہ علمی حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی بھی نہیں گئی مثلاً استفتا آیا دار الافتا میں کام کرنیوالوں نے پڑھا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا اور جواب جزیہ کی شکل میں نہ مل سکیگا۔ فقہا کرام کے اصول عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہے عرض کیا عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں فرمایا یہ تو بڑا پرانا سوال ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابن عابدین نے رد محتار کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر فتاوٰی ہندیہ میں خیریہ میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر، اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں اس خداداد فضل و کمال نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا چونکہ اعلیحضرت کی رائے میں مولانا سید محمد صاحب نے فن حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور مناسخہ پائی کا حساب بالکل آسانی سے کرتے تھے لہذا یہ مناسخہ انھیں کے سپرد کیا گیا مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا شام کو اعلیحضرت کی عادت کریمہ کیمطابق جب بعد نماز عصر پھاٹک میں نشست ہوئی اور فتاوٰی پیش کئے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بند کیا ہوا جواب اس امید کیساتھ پیش کیا کہ آج اعلیحضرت کی داد لوں گا پہلے استفتا سنایا۔ فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے اور پھر فلاں مرا اور اتنے چھوڑے غرض پندرہ موت واقع ہونیکے بعد زندوں پر ان کے حق شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا مرنیوالے تو پندرہ تھے مگر زندہ وارث کی تعداد پچاس سے اوپر تھی استفتا ختم ہوا کہ اعلیحضرت نے فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا حصہ دیا اس وقت کا میرا حال دنیا کی کوئی لغت ظاہر نہیں کر سکتی۔ علوم اور معارف کی یہ غیر معمولی حاضر جوابیاں جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔

اخلاق کریمہ

میں نے علمائے کرام و مشائخ عظام کی جہانتک زیارت کی اور معززین دنیادار دل کو دیکھا اکثر ایسا ہی پایا کہ ان کی تعریف کیجئے تو بہت خوش اور جہاں کسی بات پر اعتراض کیا اس درجہ خفا ہوئے کہ اس کی صورت بھی دیکھنی نہیں چاہتے ان میں سب سے اول نمبر جسے مستثنٰی دیکھا وہ ذات گرامی صفات اعلیحضرت امام اہلسنت کی تھی اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کے سب کام محض اللہ تعالٰے کے لیے تھے نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی کی ملامت کا خوف تھا حدیث شریف من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان کے مصداق تھے آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لیے مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لیے

میں فرماتے ہیں۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن — نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے

منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے — جز من و چند کتابے و دواتے و قلمے

مجدد دین وملت اعلیحضرت کا ہمیشہ معمول تھا کہ تصنیف وتالیف کتب بینی اور اوراد واشغال کے خیال سے خلوت میں تشریف رکھتے پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے اکثر مکان ہی سے وضو کر کے تشریف لاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں آکر مٹی کے لوٹے سے اُتر طرف کی فصیل پر بیٹھکر وضو فرماتے۔ مسجد کے لوٹے عموماً متوسط درجہ کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیحضرت وضو وغسل میں بہت احتیاط فرمایا کرتے خاص طور پر خیال کرکے بلکہ اُس کا سرتک خاص کرکے خیال فرماکے تر کیا کرتے اور وہ بھی اس طرح کہ ہر جگہ سے سیلان آب ہو جاتے اسی لئے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا اور اگر کثرت مصلیوں کی وجہ سے لوٹے فارغ نہ ہوتے تو ایک لوٹے پانی سے وضو شروع فرماتے جب تک کوئی لوٹا خالی ہوتا پھر اس میں پانی لاکر وضو کے بعد سنت و نوافل قبلیہ مسجد ہی میں پڑھتے۔ وقت جماعت ہو جانے پر فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بعد سنت بعدیہ مسجد ہی میں ادا کرکے مکان تشریف لے جایا کرتے سوائے عصر کے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھکر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں رکھدی جاتیں زائرین تشریف لاتے کرسیوں پر بیٹھتے جب کرسیاں باوجود کثرت تعداد ناکافی ہوتیں تو چند بنچ و تخت سائباں میں رہتے وہ صحن مکان میں کھینچ لیے جاتے بقیہ لوگ اس پر بیٹھتے زائرین حاجتیں پیش کرتے اُن کی حاجتیں پوری کی جاتیں حقہ پان سے ہر ایک کی تواضع کی جاتی پان کا طریقہ اعلیحضرت کے یہاں ہم لوگوں کے پوربی طریقہ کے بالکل خلاف تھا یہاں کھلی لگانے کا دستور ہے اور وہاں پان پر نصف میں چونا اور دوسرے نصف میں کتھا لگاتے ہیں اور پھر اُسے موڑ دیتے ہیں کہ چونا اور کتھا علیحدہ علیحدہ رہتا ہے۔ چھالیا الگ ترشی ہوئی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پان اور چھالیا حسب خواہش لے لیا کرتا اعلیحضرت زردہ نہیں استعمال فرماتے

سامنے نہیں پیا کرتے تھے البتہ بعض بوڑھے یا سادات کرام حضرت کے سامنے بھی حقہ نوش کرتے اُن کے سامنے حقہ بڑھا دیا جایا کرتا تھا۔ اعلیحضرت کو خطوط کے جواب کا بہت اہتمام تھا اس خیال سے کہ خطوط ضائع نہ ہوں حاجی کفایت اللہ صاحب ساکن محلہ بہاری پور خادم خاص اعلیحضرت نے (جو حضرت کے بہت ہی جان نثار خادم اور سفر و حضر کبھی اعلیحضرت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور اب بعد وصال بھی مزار شریف پر برابر حاضر باش محض محبت شیخ میں اُن کی دلی تمنا ہے کہ بعد موت بھی اعلیحضرت کے قدموں ہی میں رہیں اور اسی لئے صاحبزادگان والا شان و دیگر مخلصین و محبین و خلفاء و مریدین اعلیحضرت سے اس قسم کی تحریرات حاصل کی ہیں جن کو ایک کتاب کی شکل میں شائع بھی کر دیا ہے۔) ایک خوبصورت بکس ٹین کا بنوا کر رنگ کرا آویزاں کر دیا تھا جس میں ڈاکیہ خطوط پیکٹ وغیرہ ڈال دیا کرتا تھا۔ اوس میں برابر تالا لگا رہتا کہ کوئی اون خطوط کو نکال نہ لے کنجی اس کی اعلیحضرت کے پاس رہتی عصر کی نماز پڑھکر جب باہر آکر تشریف رکھتے تو کنجی مجھے عنایت فرماتے بکس کھول کر اوس روز کی ڈاک سب لاکر حاضر کر دیتا اور ایک ایک خط پڑھنا شروع کرتا اگر خط تصوف کے متعلق ہوتا اعلیحضرت خود رکھ لیتے اور اس کا جواب بنفس نفیس خود تحریر فرماتے تعویذات کے متعلق ہوتا تو میرے یا حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب کے حوالہ کیا جاتا استفتا ہوتا تو حسب مراتب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری راقم الحروف جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی مولوی حکیم سید عزیز غوث صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علیصاحب کے حوالہ فرماتے بہت پیچیدہ اور اہم ہوتا خود اعلیحضرت ہی جواب تحریر فرماتے فرائض کا مسئلہ زیادہ تر حضرت مولانا مولوی محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں برادر اصغر اعلیحضرت کے حوالہ ہوتا مدرسہ کے متعلق جو خط ہوتا حضرت حجۃ الاسلام کے پاس بھجوایا جاتا مطبع کے متعلق خطوط بھی میرے حوالہ کیے جاتے غرض تعویذات و استفتا حسب حصہ رسدی اور مطبع کا سب کام میرے ذمہ تھا۔ ان سب قسموں کے علاوہ بعض مہذب حضرات نے گالی نامہ بھی بھیجے یہ اون حضرات کے فرزندان روحی و معنوی ہیں جنھوں نے باتباع شیطان رجیم اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کر کے اپنا دین ایمان بگاڑا اور اپنے کو دائرہ اسلام سے الگ حدود

مسلمین سے جدا کر لیا ہے اون کے متعلق جب حکم شرعی خدا و رسول کا اعلیحضرت نے ظاہر فرمایا اور تقریراً و تحریراً اوس کا اعلان کیا بات حق تھی انکار کرتے نہ بنی نہ کچھ جواب ہی ہو سکا سوائے سکوت چارہ کار نہ تھا اذناب وذریات نے اگرچہ بعد کو اس زخم کے اندمال کی کوشش کی مگر جو بات اُن کے بزرگوں سے نہ بن سکی اذناب اوس سے کیا نہلتے آخر اسی غم میں مار دم بریدہ کی طرح پیچ و تاب کھاتے دل ہی دل میں جلتے قل موتوا بغیظکم جب غصہ تاب سے باہر ہو جاتا ایک دو گالی نامہ لکھکر حضرت کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیجدیا کرتے اور سمجھتے کہ بہت بڑا کار نمایاں کیا غرض اسی قسم کا ایک خط گالیوں سے بھرا ہوا کسی صاحب کا آیا میں نے چند سطریں پڑھکر اوس کو علیحدہ رکھدیا اور عرض کیا کہ کسی وہابی نے اپنی شرارت کا ثبوت دیا ہے ایک مرید صاحب نے جو نئے نئے حلقہ ارادت میں آئے تھے۔ اوس خط کو اوٹھا لیا اور پڑھنے لگے اتفاق وقت کہ بھیجنے والے کا جو نام اور پتہ لکھا واقعی یا فرضی وہ اون صاحب کے اطراف کے تھے اس لیے ان کو اور بھی بہت زیادہ رنج ہوا۔ اس وقت تو خاموش رہے لیکن جب اعلیحضرت مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے لگے حضرت کو روک کر کہا اس وقت جو خط میں نے پڑھا جسے مولانا ظفرالدین صاحب نے ذرا سا پڑھکر چھوڑ دیا تھا کسی بدتمیز نے نہایت ہی کمینہ پن کو راہ دی ہے۔ اُس میں گالیاں لکھکر بھیجی ہیں۔ میری رائے ہے کہ اون پر مقدمہ کیا جائے ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے تاکہ دوسروں کے لیے ذریعہ عبرت و نصیحت ہو ورنہ دوسروں کو بھی ایسی جرات ہو گی اعلیحضرت نے فرمایا کہ تشریف رکھیے اندر تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط دست مبارک میں لیے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو پڑھیے ہم لوگ متحیر تھے کہ کس قسم کے خطوط ہیں خیال ہوا کہ شاید اسی قسم کے گالی نامے ہوں گے جن کے پڑھوانے سے یہ مقصود ہو گا۔ کہ اس قسم کے خط آج کوئی نئی بات نہیں بلکہ زمانہ سے آ رہے ہیں میں اس کا عادی ہوں لیکن خط پڑھتے جاتے تھے اور اون صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکتا جاتا تھا آخر جب سب خط پڑھ چکے تو اعلیحضرت نے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کا پل باندھنے والوں کو انعام اکرام جاگیر و عطیات سے مالا مال کر دیجیے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجیے گا۔

اُنہوں نے اپنی مجبوری و معذوری ظاہر کی اور کہا جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام و اکرام دیا جائے کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشتہا پشت کو کافی ہو مگر میری وسعت سے باہر ہے فرمایا جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو مخالف کو نقصان بھی نہ پہنچایئے کل امریٔ بما کسب رھین ٥ فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ عرض کرتا ہے کہ ایک زمانہ میں میرا خیال تھا کہ اس قسم کے گالی نامے جاہل عوام بدتمیز لوگ لکھا کرتے ہیں کیونکہ بیچارے علم سے کورے ہیں جب سنتے ہیں کہ ہمارے پیر کا فلاں شخص نے رد کیا ہے اون کے رسائل و مسائل کا جواب لکھا ہے تو ہوش میں نہیں رہتے جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں چونکہ علمی سرمایہ سے بے بہرہ ہیں اس لیے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں کہ بات کیا ہے کون حق پر ہے کس کی زیادتی ہے اون کے پاس علمی سرمایہ تو ہے نہیں جو علمی باتوں کا جواب دے سکیں اس لیے بیچارے جو پونجی رکھتے ہیں وہی پیش کرتے ہیں اور گالیوں میں ماں بہن کی مغلظات تک دینے سے باز نہیں آتے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا انتقال ہوا اور اون کے معتقد خاص مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے ایک کتاب دو حصوں میں بنام تذکرۃ الرشید چھاپی اس کتاب میں کیا ہونا چاہیے موضوع کتاب تو نام ہی سے ظاہر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حالات اس کتاب میں ہوں گے مگر ہے کیا - مولویصاحب کے حالات تو چند ورقوں سے زائد نہیں لیکن ان کے دادا پیر اپنے ہمخیال لوگوں کی خوبیوں کا طومار اور علماء اہلسنت و جماعت پر طعن و تشنیع کی بوچھار ہے اور خصوصاً ان حضرات میں جنھوں نے تقریراً یا تحریراً گنگوہی صاحب کا رد کیا ہے اور حق کی حمایت کی ہے اون کی توہین و تذلیل میں تو کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا جھوٹے جھوٹے واقعات اور قصے گڑھ کر سنیوں کی دل آزاری کی اور اپنے اوصاف باطنی کا جلوہ دکھایا ہے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ گالی نامے جاہلوں کے کام نہ تھے بلکہ اس حمام میں سب ننگے کا مضمون ہے اُن کے یہاں کے پڑھے لکھے عوام کے کان کترتے ہیں -

(۱) تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ۲۳ پر محض جھوٹا واقعہ گڑھا اور گنگوہی صاحب کے اخلاق میں شمار کیا جس کو میں انھیں کے لفظوں میں لکھتا ہوں تاکہ لوگ ان کی دیانت اور صداقت کو پرکھیں کہ اس میں کیسے کورے ہیں دشمن سے دشمن کے لیے بھی آپ نے کبھی بددعا نہیں

کی اور اگر منجانب اللہ آپ کا دشمن کسی آفت سماوی میں مبتلا ہوا تو اس کو سن کر کبھی آپ خوش
نہیں ہوئے بدگوئی و خرافات نویسی کی جتنی ایذائیں آپ کو مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی
سے پہنچیں شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہوں اور نہ دوسرے سے
حضرت امام ربانی کو پہنچی ہوں مگر واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ
بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں جس
زمانہ میں مولوی احمد رضا خانصاحب کو مرض جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا تو بعض لوگوں کو مسرت
ہوئی کہ سب وشتم کا ثمرہ دنیا ہی میں ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا
کہ بریلوی مولوی کوڑھی ہو گئے تو حضرت گھبرا اٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میاں کسی کی مصیبت
پر خوش نہ ہونا چاہیئے خدا جانے اپنی تقدیر میں کیا لکھا ہے" اس مضمون کو اگر شریں مولوی
عاشق الٰہی صاحب کی شاعری سمجھی جائے تو اس کی حقیقت خود ظاہر آشکارا ہے عوام بد دعا
کے موقع پر بولا کرتے ہیں خدا کرے اندھا ہو جائے خدا کرے کوڑھی ہو جائے مذاق کا بھی فقرہ
مشہور ہے اللہ نے ملائی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی شاید اسی بنا پر جب اللہ تعالیٰ نے
مولوی رشید احمد صاحب کو اندھا بنا دیا تو بہوا خواہوں خصوصاً مولوی عاشق الٰہی صاحب جیسے
جاں نثار دل نے اعلیحضرت کے متعلق جذامی کا افترا کیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بڑے سے
بڑی ایذا اگر ہو سکتی ہے۔ تو مولوی صاحب کے الفاظ کفریہ توہین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وتکذیب خداوند جل وعلا پر کفر کا فتویٰ جو اعلیحضرت نے کتاب مستطاب المعتقد المنتقد
کے حاشیہ المعتمد المستند میں تحریر فرمایا جو ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے اور ۱۳۲۱ھ میں چھپ
کر شائع ہوا اس کے بعد مولوی گنگوہی صاحب دو برس سے کم ہی بچے جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ
میں انتقال ہی کر گئے ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۲ھ تک میں خود بریلی شریف حاضر رہا اور بحلف
لایزالی تقسیم شرعی کہتا ہوں کہ میں نے اعلیحضرت کو بالکل صحیح تندرست دیکھا جذام کا کوئی شائبہ
نہ تھا یہ بہتانیوں کا بڑا بہتان ہے اس کا جواب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے میں پڑھوں
لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ اور تذکرۃ الرشید کے مصنف صاحب کہیں ہیش باد پھر اس
فتواء تکفیر کے متعلق یہ لکھنا کہ "شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہو"

یہ بھی جھوٹ اور بالکل غلط ہے خود اسی کتاب میں اُدسی ۲ "نہ دوسرے منکرین ضروریات دین کی بھی تکفیر ہے اس لیے کہ گنگوہی صاحب سے نہ کبھی کی عداوت نہ زر زمین زن کا قصہ کہ اس عداوت کی وجہ سے تکفیر کی گئی بلکہ یہ تو وعدہ الٰہیہ وعہد ربانی واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ کی تعمیل وتکمیل ہے جب انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور اللہ جل جلالہ کی تکذیب کی تو ان کی تکفیر کی گئی پھر دوسرے منکرین ضروریات دین کی پاسداری کیوں کی جاتی نیز دوسرا فقرہ بھی بالکل غلط ہے "نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں" یہ بھی بالکل خلاف واقع ہے کیا مولوی عاشق الٰہی صاحب کو یاد نہیں کہ وقوع کذب باری تعالیٰ ملننے پر اعلیحضرت سے بہت پہلے جناب مولانا نذیر احمد خانصاحب رامپوری ثم احمدآبادی نے کفر کا فتویٰ دیا جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع خیر المطالع میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا نیز اعلیحضرت کے فتوی کی تصدیق بے شمار علماء حرمین شریفین واہل ہند نے فرمائی سب مسئلۂ کفر میں اعلیحضرت کے ہم خیال ہیں تو یہ لکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے "نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں پھر یہ جملہ بھی کس قدر بھولے پن کا ہے کہ عمر بھر کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے معلوم ہو کہ حضرت اون کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اولاً کیا مولوی صاحب یوم ولادت یا یوم الکلب سے مرتے دم تک گنگوہی صاحب کے ساتھ رہے جو سننے کی نفی سے واقعہ کا انکار کرتے ہیں ثانیاً ایسا ہی سہی کہ آپ نے عمر بھر نہ سنا اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی نہ کہا تھا ثالثاً یہ بھی مان لیا کہ انہوں نے عمر بھر نہ کہا تو اس میں دشمن سمجھنے کی کیا بات ہے۔ نہ اعلیحضرت مولوی رشید احمد صاحب کو اپنا دشمن جانتے تھے نہ گنگوہی صاحب اعلیحضرت کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ یہ اختلافات مذہبی تھے جو خیالات واعتقادات اعلیحضرت کے تھے گنگوہی صاحب کی نزدیک بدعت یا کفر وشرک تھے اس پر وہ بے محابا کفر وشرک کے فتویٰ دیتے تھے یہ اپنی اپنی تحقیق تھی اس میں دشمنی وعداوت کی کیا بات تھی جو آپ نے نہیں سنا یا گنگوہی صاحب نے کمال کیا کہ دشمن نہ جانا تو بہت تیر مارا نیز اوس کذاب مفتری کے اس صریح جھوٹ سے گھبرا اوٹھنا بھی عجیب سادگی اور اونکی بزرگی وکرامت کا اظہار ہے مگر درحقیقت کرامت کا صفایا ہے جس طرح کرامت میں گڑھا تو یہ کہ موت تک کی خبر آپکو معلوم تھی کہ کہدیا کہ تم نہیں مرو گے لوہرو گے تو میرے بعد مرو گے اور واقعہ یہ تھا کہ پاس کی چیز بھی نہیں سوجھائی دیتی تھی کہ لوٹا ہے یا دوگالدان اور فلاں

شخص صحیح ہے یا مریض اگر کچھ بھی کشف وکرامت ہوتی تو فوراً کہتا تھا کیوں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت بگاڑتے ہو خدا کی لعنت کے حقدار بنتے ہو۔ کب انہیں جذام ہوا وہ تو ہٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے ہیں مگر ہے یہ کہ ؎

پیراں نمی پرند مریداں می پرانند پیر من خس است اعتقاد من بس ست

تو جھوٹی باتیں گڑھنی ہی ہونگی۔

(۲) دوسرا واقعہ حضرت شیر بیشہ سنت سیف اللہ المسلول مولانا ہدایت الرسول صاحب قادری برکاتی نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا گڑھا اور ان پر اتہام لگایا بہتان اُٹھایا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص۸۳ "ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہوا کارڈ تھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ مولوی ہدایت الرسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے بیساختہ نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ یہ واقعہ بھی بالکل جھوٹ اور سر سے پاتک افترا و بہتان ہے۔ اس مں شک نہیں کہ حضرت شیر بیشہ سنت کو محض حق گوئی اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف بولنے کی وجہ سے ضرور سزائے قید ہوئی۔ مگر کسی شوہر دار عورت سے نکاح کرنے کے الزام میں ہرگز ہرگز نہیں سزا نہ ہوئی یہ بھی بے سر و پا بالکل جھوٹ بہتان محض ہے۔ جس کی علت وہی ہے کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے۔ تو جو حضرت کا مخالف ہو امور د الزام بنا۔

(۳) حضرت سید الفحول عاشق رسول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ نے حق کی حمایت میں تقریر و تحریر کا پورا زور صرف فرمایا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ناطقہ بند کر دیا اسی وجہ سے ان کے متعلق بھی ایک مضحکہ خیز قصہ گڑھا اور اس پر اپنی علمی قابلیت سے حاشیہ بھی چڑھایا حالانکہ یہ سب مولوی عاشق الٰہی صاحب کی بے علمی و کم فہمی ہے۔ اگر انہوں نے ایسا وعظ کیا تو ٹھیک کہا اور بالکل درست فرمایا ان کی تجہیل میرٹھی صاحب کی نادانی وحماقت ہے ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۳۶ مولوی گنگوہی صاحب کی طالب علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں مولوی فضل رسول صاحب تھا

آئے اون کے وعظ میں ہم بھی گئے وہ بیان کر رہے تھے "لوگ بزرگوں کے نام کے جانوروں کو حرام کہتے ہیں بھلا اس فعل سے اس جانور کی جنس یا فصل کونسی چیز بدل گئی جس کی وجہ سے اس کی ماہیت میں فرق آگیا اور سؤر جب بغیر اللہ کے نام سے نامزد ہونے سے حرام ہوتا ہے تو جس کی عبادت کی جائے وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہو جانا چاہیئے سو اب گنگا کا پانی حرام ہونا چاہیئے حضرت مولانا نے فرمایا ہمیں تو یہ باتیں اور دلیلیں سن کر اون کی تقریر سے نفرت ہو گئی اٹھ کر چلے آئے اور پھر کبھی اون کے پاس نہیں گئے" مولوی رشید احمد صاحب نے بیشک سچ کہا ضرور حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب کی تقریر سن کر اون کو نفرت ہو گئی ہوگی اور اٹھ کر چلے آئے ہوں گے اور پھر کبھی اون کے پاس نہیں گئے ہوں گے مگر اس میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب یا اون کی تقریر کا قصور نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کے مرض قلبی وہابیت کے سبب ایسا ہوا فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد　　وینکر الفم طعم الماء من سقم

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج　　بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

جب دکھتی ہوئی آنکھوں کی یہ حالت ہے تو آنکھوں کا اندھا سورج کو کیا دیکھ سکتا ہے اور بیمار زبان کی جب یہ کیفیت ہے تو بیمار دل اگر آب حیات وعظ ہدایت و نجات کو برا جانے کیا عجب۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب نے اس واقعہ کو نقل کر کے تین جگہ حاشیہ چڑھایا ہے اس کو نقل کر کے اس کی اصلاح مناسب جانتا ہوں سب سے پہلے لفظ لوگ پر ؎ حاشیہ لکھا بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ کس لوگ کا کہا ہوا ہے ۱۲ منہ مولوی صاحب نے تینوں حاشیے لکھ کر منہ لکھا ہے مولوی صاحب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ منہ کس موقع پر لکھتے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہوتا ہے منہ اس جگہ لکھتے ہیں کہ وہ حاشیہ اسی شخص کا ہو جس کی عبارت و متن ہے اس کو منہیہ کہا کرتے ہیں یہ عبارت تو اون کے ادعا کے مطابق حضرت مولانا فضل رسول صاحب کی ہے تو کیا یہ حاشیہ بھی انہیں کا ہے جو اس پر منہ لکھا اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو اب اس پر منہ لکھنا غلط اور دوسرے نمبر پر باعتبار نقل یہ عبارت گنگوہی صاحب کی ہو سکتی ہے۔ کہ مفہوم حضرت مولانا فضل رسول صاحب کا ہے اور عبارت گنگوہی صاحب کی پھر بھی اس پر

منہ لکنا صحیح نہیں کہ یہ حاشیہ ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں اور اگر بالفرض حاشیہ بھی انہیں کا ہے تو بندہ خدا سے کوئی اور کیوں پوچھتا آپ ہی جلسہ میں موجود تھے پوچھ لیتے تو وہ آپ کو تفسیر کی کتابیں پڑھنے کی ہدایت فرماتے کہ مفسرین ما اھل بہ لغیر اللہ کے معنی ما ذبح لغیر اللہ فرماتے ہیں الاھلال کے لغوی معنی ہرگز یہاں مراد نہیں بلکہ جو جانور کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے ورنہ دنیا بھر کے سب حلال جانور حرام ہو جائیں گے۔ کہ یہ زید کی بکری یہ عمرو کی گائے ہے یہ بکر کا اونٹ ہے عام طور پر شرقاً غرباً اسی طرح مروج ہے اور ہر ایک کی زبان زد ہے تو ہو جاتے سب ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہوں اور سب کا کھانا حرام ہو جاتے گا

آفرین ہے اس ذکاء و فہم پر

وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح للاصنام تفسیر مدارک سورہ بقرہ وما اھل بہ لغیر اللہ ای ما ذکر علیہ غیر اللہ وھو ما کان یذبح لاجل الاصنام جامع المضمرات ومفردات راغب اصفہانی وما اھل لغیر اللہ بہ ھو ما ذبح الالھۃ لسان العرب و حرم ما اھل بہ لغیر اللہ ای ما سمی غیر اللہ عند ذبحہ مصباح قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ ھو الذبح لغیر اللہ فتح الرحمن بکشف ما یلبس فی القرآن وما اھل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت لغیر اللہ بہ وھو قولھم باسم اللات والعزی عند ذبحہ تفسیر کشاف وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم بیضاوی و رفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی مانی الکواشی وتاج البیہقی وغیرھما حاشیہ عبد الحکیم قولہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم ھذا اصلہ ثم جعل عبارۃ عما ذبح لغیر اللہ حاشیہ فتوی نسمعنی قولہ وما اھل بہ لغیر اللہ ما ذبح للاصنام والطواغیت شیخزادہ وما اھل بہ لغیر اللہ یعنی ما ذبح للاصنام والطواغیت خازن او فسقا اھل لغیر اللہ بہ یعنی ما ذبح علی غیر اسم اللہ خازن تفسیر سورہ انعام وما اھل لغیر اللہ بہ ای ما رفع ملتبسا بہ ای بذبحہ الصوت لغیر اللہ روح المعانی وما اھل لغیر اللہ بہ کانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی فحرم اللہ تعالی ذلک تفسیر کبیر وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم

للصنم[۱۷] ابو سعود وما اھل لغیر اللہ بہ ای ما ذکر علی ذبحہ علی غیر اسم اللہ تفسیر بغوی[۱۸] وما اھل
بہ لغیر اللہ عمد المادۃ سواہ والمراد سخط لما ھم سواطع الالہام[۱۹] وما اھل بہ لغیر اللہ
ما ذبح لغیر اسم اللہ عمد الاصنام تنویر المقیاس[۲۰] وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح علی اسم
غیرہ تعالی جلالین[۲۱] والیاء بمعنی فی ولابد من حذف مضاف ای فی ذبحہ لان المعنی وما صیح
فی ذبحہ لغیر اللہ۔ حاشیہ جمل[۲۲] اھل ای صوت فیہ باسم لغیر اللہ بذبح بسبب ذبحہ۔ تبصرۃ الرحمن[۲۳]
وما اھل بہ ای وحرم ما ذکر علیہ بذبحہ اسم لغیر اللہ عیون التفاسیر[۲۴] وما اھل بہ لغیر اللہ
ای رفع فیہ الصوت بذکر غیر اللہ وھو ما ذبح للاصنام تفسیر علامہ نسفی[۲۵] وما اھل بہ
لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیرہ سراج منیر[۲۶] وما اھل بہ لغیر اللہ قال الربیع بن انس یعنی
ما ذکر عند ذبحہ اسم غیر اللہ تفسیر مظہری[۲۷] وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت
عند ذبحہ لغیر اللہ صنما کان او نارا او غیر ذلک تفسیر ابن کمال باشا[۲۸]۔ وما اھل بہ لغیر
اللہ وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا فتح الرحمن[۲۹] شاہ ولی اللہ دہلوی وما اھل بہ وانچہ
بسمل کردہ شدہ ست برائے غیر خدا تفسیر[۳۰] توضیح وما اھل بہ وحرام کردہ آنچہ آواز بر دارند آں
بوقت ذبح لغیر اللہ ای غیر خدا بنام بتاں یا باسم پیغمبران بکشند اخرج ابن المنذر عن ابن عباس
فی قولہ تعالی وما اھل قال ذبح در منثور[۳۱] وفتح القدیر[۳۲] وما اھل لغیر اللہ بہ ای علی غیر اسم
اللہ تفسیر ابن کثیر[۳۳] وما اھل بہ لغیر اللہ ای وحرم ما رفع بہ الصوت عند ذبحہ
للصنم روح البیان[۳۴] وما اھل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح بہ لاسم غیر اللہ تفسیرات[۳۵]
الاحمدیہ وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع الصوت بذبحہ لغیر اللہ تفسیر عارف باللہ محی الدین[۳۶]
بن العربی رحمۃ اللہ سردست چھتیس تفسیر کی کتابوں کی یہ عبارتیں حاضر ہیں اور آیت کریمہ جہاں
جہاں آئی ہے ہر جگہ دیکھیے تو عبارتیں بیشمار ہو جائیں گی اور دین و دیانت والے کے لیے چند
عبارتیں بھی کافی ہیں کہ اس آیہ کریمہ کا کیا مطلب علما کے نزدیک ہے پھر اس عبارت کو پیش
کرنا اپنی جہالت کا پردہ فاش کرنا ہے۔

دوسرا حاشیہ کون سی چیز بدل گئی پر لکھا ہے گردن مروڑی مرغی شاید آپ کے نزدیک
حلال ہو کیونکہ اس کی جنس و فصل نہیں بدلی ۱۲ منہ مولوی عاشق الہی صاحب نے منطق کی

کوئی ایک کتاب بھی پڑھی ہے یا بدعت سمجھ کر بالکل کنارہ کش ہی رہے میرے خیال میں اگر ایسا خوجی ہی پڑھے ہوتے تو گردن مروڑی مرغی کے بارے میں ایسا سوال نہ کرتے اور جان لیتے کہ جس مرغی کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھانا جائز ہے وہ جوہر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ تھی اور گلا مروڑ دینے کے بعد نہ وہ جسم نامی ہے نہ حساس نہ متحرک بالارادہ مرغی کی نہ جنس میں داخل نہ فصل میں شامل بلکہ اب سوا جوہر و جسم کے اجناس بعیدہ میں بھی اشتراک ندارد واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ دہابیت اور عقل میں تباین کی نسبت ہے کبھی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

تیسرا حاشیہ وہ تو بدرجہ اولیٰ پر لکھا تھ کیا عجیب قیاس ہے اس قاعدے کے موافق تو جس خون کے قطرے سے نمازی کے اور کنوئیں کا منوں پانی ناپاک ہو جائے تو بدن جس میں اس کے سینکڑوں قطرے بھرے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوا اور نماز کے قابل نہیں چلو نماز سے چھٹی مگر ساتھ اس کے وہ جانور جس کا گوشت خون سے بنا ہے ذبح کے بعد بھی نجس ہے گوشت بھی حرام ہوا ۱۲ منہ اس حاشیہ کو بھی منہ لگا اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر افترا کیا حالانکہ اس قسم کی لغویات سے اُن کی شان ارفع واعلےٰ ہے یہ مولوی صاحب کی فقہ دانی مناظرہ دانی ہے حضرت مولانا کی تقریر بہت واضح اور صاف ہے کہ اگر دہابیوں کے اعتقاد کے مطابق حلال محض غیر خدا کا نام لگ جانے سے حرام ہو جائے تو جس حلال چیز کی پرستش و عبادت کی جاتی ہو جیسے گنگا کا پانی وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا۔ اس پر مولوی صاحب تہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک قطرہ خون سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو بدن جس میں سینکڑوں قطرے خون بھرے ہوئے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہو گا۔ قربان جائیے آپ کی علمی لیاقت اور فقہی قابلیت کے کیا بہترین قیاس فرمایا ہے کیوں جناب کیا خون کی بھی کوئی عبادت کرتا ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں اس قاعدہ کے موافق الخ علاوہ بریں اس معارضہ سے اسے کیا نسبت فقہی حیثیت سے بھی یہ قیاس غلط ہے اس لئے کہ کنوئیں میں دم مسفوح پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی طرح جب بدن پر بھی دم مسفوح نہیں سے پڑے گا ضرور بدن ناپاک ہو جائے گا خون جب تک اپنے محل میں جسم کے اندر ہے مسفوح کب ہے جو اس کی ناپاکی کا حکم دیا جائے نیز فقہاء کرام خروج دم کو ناقض وضو لکھتے ہیں نہ وجود دم کو اور یہ مسئلہ تو

شاید جناب کے دشمنوں ہی کو معلوم ہو کہ نجاست جب تک اپنی جگہ پر رہتی ہے ناپاکی کا حکم اس پر شرعاً نہیں ورنہ پیٹ میں غلیظ مثانہ میں پیشاب رہنے کی وجہ سے انسان کو ہر وقت ناپاک ہونا چاہیئے اور آپ کے قاعدہ سے نماز کے قابل نہیں چلیئے چھٹی ہوئی خوب ہی قاعدہ کا مسئلہ گڑھا کہ نماز سے ہمیشہ کے لئے فرصت ہو گئی اس کے ساتھ ساتھ دوسرا قیاس کہ جانور چونکہ خون سے بنتا ہے اس لئے بعد ذبح بھی ناپاک ہونا چاہیئے اس نے تو قابلیت میں چار چاند لگا دیئے کیا استحالہ کے بعد بھی شی کا وہی حکم رہتا ہے۔ جو پہلے تھا آپ کو معلوم ہے کہ گوبر لید کا اوپلا ناپاک ہے جل کر جب راکھ ہو گیا کیا اب بھی ناپاک رہا یا پاک ہو گیا شراب ناپاک وحرام ہے جب سرکہ بن گئی اور شراب نہ رہی تو کیا سرکہ ہونے کے بعد بھی ناپاک وحرام ہی رہے گا۔ تو جب دم مسفوح بعد استحالہ حیوان کے بدن میں گوشت ہو گیا اس کی نجاست وحرمت کیسے باقی رہے گی مگر ہے یہ کہ حامی دین وملت ماحی وہابیت حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے آپ کے عقل وعلم سب پر پانی پھیر دیا ہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں بود۔

(۴) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح مست بادۂ الست تھے کہ ہر طرح کی کہا کرتے نہ معاذ اللہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح دریدہ دہن بد زبان کہ جو جی میں آیا کہہ دیا نہ بزرگوں کا خیال نہ بڑوں کا ادب بلکہ متبع سنت حامی ملت دین عالم وارث الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے سچے ناشر جیسا ہونا چاہیئے ان تمام خوبیوں کے جامع تھے اسی لیے وہابیہ ان سے خوش نہیں مگر صاف طور پر ان کو برا بھی نہیں کہہ سکتے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے چچا۔ استاد۔ دادا پیر تھے نہ ان کے نسب پر طعن کرتے بنتی نہ علم پہ نہ مرتبہ ولایت پر لاجرم دل ہی دل میں کڑھتے اور موقع بموقع گول مول سنا دیا کرتے ہیں تذکرۃ الرشید جلد ۲ صہ ۲۲۷ ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میاں کہوں گا تو تمہیں بھی بری لگے گی اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبد العزیز صاحب اون کو رفع کرنا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے وعظ کے بعد کسی شخص نے پوچھا حضرت بڑے پیر صاحب کا دوگانہ پڑھنا کیسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا بھلائی حدیث میں تو کہیں نہیں آیا ہے ہاں فعل مشائخ ہے میر محبوب علی صاحب وہاں موجود تھے کہنے لگے سائل حدیث اور فعل مشائخ کو نہیں پوچھتا وہ تو جواز وعدم جواز دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا اس پر محبوب علی صاحب نے کہا صاف فرمایئے جائز ہے یا ناجائز تب تو سائل بھی کہنے لگا جی ہاں میری غرض یہی ہے شاہ عبد العزیز صاحب نے میر محبوب علی کو ڈانٹ کر کہا تو مجھے لوگوں سے گالیاں سنوانی چاہتا ہے ایک مرتبہ ما اھل کا مسئلہ لکھا تھا تو اب تک گالیاں سن رہا ہوں اس وقت میر محبوب علی صاحب نے سائل سے کہا سن لو حضرت اس نماز کو ناجائز فرماتے ہیں مگر گالیوں کی ڈر سے صاف جواب نہیں دیتے اس قصہ کے بعد امام ربانی نے فرمایا کہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا بری بات چھوٹتی نہیں شاہ اسحق اور مولوی اسمٰعیل صاحب ان سب حضرات کا ایک ہی مشرب تھا۔ مگر شاہ اسحق صاحب نے شقوق نکال کر کہا کچھ فائدہ نہ ہوا مولوی اسمعیل صاحب نے صاف منع کیا بہتیرے مان گئے انتہی آپ نے دیکھا کیسے مزے ہیں شاہ عبد العزیز صاحب کو بنایا ہے ابتدا میں کہا کہ وہ بات لگا کر کہا کرتے تھے اخیر میں کہا بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا غرض یہ کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے علم وفتوی سے کچھ نفع نہیں ہوا (شاید اس لیے کہ وہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح بات بات پر لوگوں کو مشرک نہیں کہا کرتے تھے)

پھر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے متعلق یہ خیال کہ وہ گالیوں کے ڈر سے حق چھپاتے تھے اور صاف نہیں کہتے تھے کس درجہ اون کی کھلی توہین ہے اور ما اھل کے مسئلہ کو ثبوت میں پیش کرنا اولٹی آنتیں گلے میں ڈالنا ہے اس لیے کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا مسلک ما اھل میں بھی اہل حق کے مطابق وموافق ہے جیسا کہ رسالہ عمدۃ النصائح فی مسئلۃ الذبائح سے واضح تو اس بارے میں اگر گالیاں دی ہوں گی تو وہابیہ مولوی اسمٰعیل کے متبعین ہی نے دی ہوں گی۔ پھر میر محبوب علی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر گالیوں کے ڈر سے صاف جواب نہیں کہتے عجیب خوش فہمی

ہے بلکہ اگر یہ واقعہ واقعی حق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ نماز جائز ہے فعل مشائخ سے ثابت ہے حدیث میں اس کا حکم نہیں تو ممانعت بھی نہیں لیکن صراحتہ جواز کا فتویٰ دوں تو وہابی حضرات گالیاں دینی شروع کر دیں گے جس طرح وہابی کے مسئلہ میں رسالہ لکھا تو ان لوگوں نے گالیاں دیں حالانکہ یہی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی تضحیک کے لیے گڑھا وہ حق کہنے میں کبھی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے تھے جو بات حق ہوئی اُس کو بیان فرماتے اور اگر تفصیل طلب ہوتی تو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے تھے اگر گالیوں کے ڈر سے حق چھپانے والے ہوتے تو اتنی بڑی ضخیم کتاب تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرماتے بات لگا کر کہنے کی اونہیں ضرورت کیا تھی اس مسئلہ میں بھی صاف فرمایا کہ حدیث سے ثابت نہیں اس لیے تم اپنے کو اگر اہل حدیث سمجھتے ہو اور جو بات حدیث سے ثابت ہو صرف وہی کرنا چاہتے ہو تو تم مت پڑھو اعمال مشائخ سے ثابت ہے جو سنی حضرات مشائخ کے ماننے والے ہیں اون کو چاہیے کہ پڑھیں کس قدر صاف اور سیدھی بات تفصیل کے ساتھ جواب ہے اس کو برے لفظوں سے تعبیر کیا اور بات لگا کر جواب دینا بتایا بات وہی ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب شرک فروش مشرک گر نہ تھے اس لئے باوجود استاذ الاساتذہ ہونے کے اون پر بھی چوٹ کر ہی دی اور اون کو کتمان حق کرنے والا مداہن فی الدین وغیرہ بنا دیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ۰

(۵) جناب مفتی صدرالدین صاحب مولوی عبدالغنی صاحب وحضرت شاہ احمد سعید صاحب

یہ تینوں حضرات مولوی گنگوہی صاحب کے اوستاذ تھے لیکن مولوی عبدالغنی صاحب کے ایسے خیالات ان دونوں حضرات کے نہ تھے اس لیے ان دونوں کو طرح طرح سے بنایا ہے ایک واقعہ لکھا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اوّل صہ۳۱ اس زمانہ میں دہلی کے اندر مولود کے بڑے جھگڑے پڑے تھے۔ انہیں دنوں جناب مفتی صدرالدین صاحب مرحوم ایک مضمون جواز قیام کا لکھ کر شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں لائے اور پڑھکر سنایا شاہ صاحب نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اتفاق سے جلسہ میں شاہ عبدالغنی صاحب بھی موجود تھے مفتی صاحب اون کی طرف مخاطب ہوئے گویا ان سے بھی داد لینا چاہتے تھے تب شاہ عبدالغنی صاحب نے

فرمایا کہ ان باتوں کو کون منع کرتا ہے کہ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نہیں جائز ہے انکا
تو اس پر ہے کہ قیام سے تعظیم مدنظر ہے تو پھر اس کی کیا وجہ کہ فقط ذکر ولادت شریف کے وقت
قیام ہو اور وقت نہ ہو بلکہ ذکر ولادت شریف بھی اگر مجلس مولود کے علاوہ دوسری جگہ ہو تو کوئی
کھڑا نہ ہو آپ ان باتوں کی دلیل لکھیں جن کا انکار ہے" اس تقریر پر شاہ احمد سعید صاحب نے
بھی فرمایا کہ ہاں ٹھیک تو کہتے ہیں آخر مفتی صاحب ہکا بکا رہ گئے اور اپنی تحریر لے کر چلے
گئے اس کے بعد مولانا نے فرمایا میں دونوں صاحبوں شاہ احمد سعید صاحب اور مفتی صاحب کا
شاگرد ہوں مفتی صاحب نے اس تحریر کو ایسا بند کر کے رکھا کہ پھر کبھی ظاہر نہ کیا" اس واقعہ میں
مفتی صدرالدین صاحب کے ساتھ شاہ احمد سعید صاحب کو بھی لے ڈالا کہ اون کی بات کا کوئی
وزن نہ تھا اون کی تصدیق کی کوئی وقعت نہ تھی پہلے مفتی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق کی پھر
شاہ عبدالغنی صاحب کی بات کو ٹھیک کہا حالانکہ یہ سب بالکل گپ اور علمی پایہ سے گری ہوئی بات
ہے اس لیے کہ جب قیام سے انکار نہیں تو اعتراض اس پر کرنا چاہیے کہ اور وقت کیوں نہیں
کرتے ہیں نہ کہ اس وقت خاص میں کرنے پر کیا کوئی جائز مباح مستحب کام اگر کسی وقت کریں اور
دوسرے وقت نہ کریں تو نہ کرنے پر اعتراض ہونا چاہیے نہ کہ کرنے پر اور جب کرنے پر اعتراض
ہے تو معلوم ہوا کہ اس کو جائز سمجھنے کا دعویٰ زبانی ہے اس کو اس طرح خیال کرنا چاہیے کہ کوئی
شخص مثلاً صرف فجر کی نماز پڑھا کرے اور وقت کی نہ پڑھے تو اس کو یوں کہنا چاہیے کہ اور
وقتوں کی نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو نہ یہ کہ تم فجر کی نماز کیوں پڑھتے ہو یہی شاہ عبدالغنی صاحب
کا پہاڑ اتنا بڑا اعتراض تھا جس کو سن کر بقول ان کے مفتی صاحب ہکا بکا رہ گئے نیز تمام علمائے
کرام و صوفیائے عظام جو قیام وقت ذکر ولادت باسعادت کو مستحسن سمجھتے ہیں وہ ان گنگوہی صاحب
یا ان کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب اتنا بھی علم نہیں رکھتے ہیں مگر ہے یہ کہ عیب کرنے
کو بھی ہنر چاہیے اب میں بعض علمائے کرام کے اسماء کرام لکھتا ہوں جو قیام میلاد شریف کو مستحسن
فرماتے ہیں تاکہ عام لوگوں پر ان حضرات کی حقیقت کھل جائے۔ (۱) علامہ علی بن برہان الدین
حلبی صاحب سیرت مبارکہ انسان العیون۔ (۲) علامہ تقی الدین سبکی (۳) علامہ سید جعفر برزنجی
صاحب رسالہ عقد الجوہر (۴) مولانا رفیع الدین صاحب تاریخ الحرمین (۵) فاضل اجل جعفر بن

اسمٰعیل علوی مدنی صاحب الکوکب الازہر علی عقد الجوہر (٦) فقیہ محدث عثمٰن ابن حسن دمیاطی صاحب رسالہ اثبات القیام جنہوں نے تصریح فرمائی قد اجتمعت الامۃ المحمدیہ من اہل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی بیشک امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے اہلسنت وجماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی (٧) علامہ مدالقی رحمہ اللہ (٨) علامہ ابوزید مصنف رسالہ میلاد (٩) حضرت زین الحرم امین الکرم مولانا سید احمد بن زینی دحلان مکی مصنف کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ (١٠) علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی مفتی حنفیہ مکہ معظمہ (١١) علامہ انباری مصنف مورد الظمآن (١٢) مولانا جمال عمر۔ (١٣) مولانا صدیق بن عبد الرحمٰن کمال (١٤) مولانا محمد بن محمد کتبی مکی۔ (١٥) مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی (١٦) مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ (١٧) مولانا عبد اللہ بن محمد مفتی حنفیہ (١٨) سراج العلا مولانا عبد اللہ سراج مکی مفتی حنفیہ (١٩) مولانا عمر بن ابی بکر شافعی (٢٠) مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی (٢١) مولانا محمد بن محمد عرب شافعی (٢٢) مولانا عبد الکریم بن عبد الحکیم حنفی مدنی (٢٣) مولانا عبد الجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ منورہ (٢٤) مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی (٢٥) مولانا ناصر بن علی بن احمد۔ (٢٦) مولانا عباس بن جعفر بن صدیق (٢٧) مولانا احمد فتاح (٢٨) مولانا محمد بن سلیمن (٢٩) مولانا محمد حبلس (٣٠) مولانا محمد صالح (٣١) مولانا یحییٰ بن مکرم (٣٢) مولانا علی شامی (٣٣) مولانا علی بن عبد اللہ (٣٤) مولانا علی طلحان (٣٥) مولانا محمد بن داؤد بن عبد الرحمٰن (٣٦) مولانا محمد بن عبد اللہ (٣٧) مولانا احمد بن محمد خلیل (٣٨) مولانا عبد الرحمٰن بن علی حضرمی ان تمام علما کی عبارتیں جن کو دیکھنی ہوں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ مطالعہ کرے اس کے علاوہ علمائے مدینہ منورہ نے استحباب واستحسان قیام وقت ذکر ولادت شریف کے بارے میں فتویٰ دیا جس پر تیس علمائے کرام کی مہریں ہیں نیز علمائے مکہ معظمہ نے بھی میلاد و قیام کے استحباب کا فتویٰ دیا جس میں فرمایا فالمنکر ھذا امبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علی شیٔ حسن عند اللہ وعند المسلمين

اوس نے ایسی چیز کا انکار کیا جو خدا اور مسلمانوں کے نزدیک نیک تھی اس پر پینتالیس علمائے کرام کی مواہیر و تصدیقات ہیں ان کے علاوہ رسالہ غایت المرام میں علمائے ہند کے بھی چھپے ہیں جن پر پچاس سے زائد مہر و دستخط ہیں اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ مدینہ منورہ۔ جدہ۔ حدیدہ۔ روم و شام۔ مصر و دمیاط۔ یمن و زبید۔ بصرہ و حضرموت۔ حلب و حبش۔ بلخ و برع۔ کردو داغستان۔ اندلس و ہند کا اتفاق قابل قبول ارباب عقول ہے یا چند وہابیہ بد مذہب اور ان کے ہمخیال مولویوں کا قول بلا دلیل۔ رہا یہ کہ وقت ذکر ولادت شریف کے کیوں قیام ہوتا ہے اعلیحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں اس کی وجہ نہایت روشن اولا صدہا سال سے علماء کرام و بلاد دار الاسلام میں یونہی معمول ثانیاً ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت حضور سید المعظمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ اعلم۔

(۶) پھر اوسی کتاب کے صـ۳۲ پر مفتی صدر الدین صاحب سے ملنے اور اون کی دعوت کرنے کا حال لکھکر لکھا کہ ان باتوں کے بعد نہایت محبت سے فرمانے لگے میاں رشید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اور تم کھانا ایک جگہ کھادیں" حضرت مولانا نے مناسب طرز پر جواب دیا اور آخر مفتی صاحب کے اصرار سے کھانا وہیں تناول فرمایا مفتی صاحب نے فرمایا میاں رشید تم ہی اچھے ہو کہ تارک دنیا ہو گئے ہماری نوکری جائز نہیں تھی اور ہم خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں ہے مگر بزعم علم اس کو جائز کہتے تھے" نعوذ باللہ منہا افترا کسی آدمی پر کرے تو ایسا ہی جیسا افترا جس میں ایک لفظ بھی صحیح نہ ہو کہاں حضرت مفتی صاحب صدر الصدور اور کہاں یہ میاں رشید شاگرد رشید اور ان سے لجاجت سے یہ فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تم کھانا ایک جگہ کھائیں گپ کی بھی حد ہو گئی مفتی صاحب کا فرمانا ان کے لیے کافی تھا کہ کل تم میرے یہاں کھانا کھانا اور ان کی سعادت مندی تھی اوس کو قبول کرنا دوسری گپ جناب مفتی صاحب کا یہ فرمانا کہ "تم ہی اچھے رہے کہ تارک الدنیا ہو گئے" تارک الدنیا

انہوں نے دنیا کمانے کا ذریعہ پیری مریدی قرار دیا تھا مریدوں کے نذر دینے یا اسے دنیا چلتی تھی تارک الدنیا ہونے کی بھی خوب رہی مجھے یاد آتا ہے کہ جب ۱۳۲۳ھ گنگوہی صاحب کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے جو غالباً مرید ورنہ معتقد ضرور تھے فخریہ بیان کیا تھا کہ حضرت کے یہاں نقد نقد کی اس قدر کثرت تھی کہ جب اون کا انتقال ہوا تو پانچ سو سے زیادہ گھڑیاں تھیں - جو لوگوں نے نذر دی تھیں اور انتقال سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد اون کے صاحبزادہ نے اعلان کیا تھا کہ اگر ستر ہزار کی جائداد یک جائی کہیں فروخت ہوتی ہو تو میں لوں گا اور پھر تارک الدنیا تھے اور جناب مفتی صاحب معاذ اللہ دنیادار جن کو حلال حرام کی بھی تمیز نہ تھی بلکہ جان بوجھکر حرام کو حلال جانتے حلال کہتے تھے۔

(۷) اوسی کتاب کے ص۱۳ پر شاہ عبد الغنی صاحب کی تعریف کرکے مفتی صدر الدین صاحب کو اس طرح بنایا ہے: "حضرت شاہ صاحب کے احتیاط و تقوی کا یہ حال تھا کہ ایک مفتی صدر الدین صاحب نے ایک کتاب شاہ صاحب کے یہاں سے منگوائی اور چونکہ اوس کتاب کی جلد کہنگی کے باعث خراب ہو گئی تھی اس لیے مفتی صدر الدین صاحب نے اوس کی نئی جلد بندھوا کر شاہ صاحب کے پاس اس کتاب کو واپس کیا اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ شاہ صاحب سے عرض کر دینا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے تنخواہ سے نہیں دی گئی (مفتی صدر الدین صاحب سرکاری ملازم بعہدہ صدر الصدور مامور تھے اور اس کی تنخواہ نقصے ناجائز ہے) اس وقت تو شاہ عبد الغنی صاحب نے کتاب رکھ لی دوسرے دن جلد توڑ کر علیحدہ کر دی" کیوں جناب یہ کہاں کی فقہ دانی و دیانت ہے فقہ کا کونسا جزیہ ہے جس سے سرکاری نوکری حرام ہے اور اوس کی تنخواہ ناجائز اور اگر بالفرض یوں بھی تو جناب مفتی صاحب نے کہلوا بھیجا تھا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے اس کے ماننے میں شاہ صاحب کو کیا عذر تھا اور اون کی تکذیب کی کیا وجہ کیا جو شخص سرکاری ملازم ہو اوس کی موروثی چیزیں ناجائز و حرام ہو جاتی ہیں علاوہ بریں جلد توڑ کر اضاعت مال یہ کہاں کا مسئلہ ہے بہت احتیاط تھی تو اوس کی اجرت اپنے پاس

کے شیخ الہند کے والد ماجد مولوی ذوالفقار علی صاحب بھی تو سرکاری ملازم تھے اون کی تنخواہ جس
سے شیخ الہند اور اون کے اعزہ کا گوشت پوست پلا جائز تھی یا حرام مہربانی کرکے مولوی عاشق الٰہی
صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

(۸) اوسی صفحہ پر ایک اور واقعہ لکھا ایک دن حضرت مولانا نے مفتی صدر الدین صاحب کا
تذکرہ فرمایا کہ مرض الموت میں جب مفتی صاحب پر فالج گرا تو خوف الٰہی اس قدر غالب ہوا کہ
برابر رویا کرتے تھے اور جب کوئی شخص عیادت کے لیے پاس جاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ بھائی
تمام عمر میری حرام خوری میں گذری اگرچہ میں علم کے زور سے لوگوں کو منوا دیتا تھا بھلا پھر نجات
کی صورت کہاں یہ الفاظ فرماتے اور بے اختیار رو دیا کرتے اھ صدر الصدور کی نوکری نہ فقہ
کے رو سے ناجائز نہ ہرگز جناب مفتی صدر الدین صاحب نے یہ فرمایا ہوگا کہ تمام عمر میری حرام خوری
میں گذری میں علم کے زور سے لوگوں کو منوا دیتا تھا معاذ اللہ معاذ اللہ ایک عالم دین ایسا کہے۔
جان بوجھکر دیدہ و دانستہ ناجائز حرام کمائی کمائے ہاں خوف الٰہی سے رونا یہ اون کے مرتبہ
علیا کی دلیل ہے ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے
کا مضمون ہے جناب مفتی صاحب کا جو مرتبہ تھا اوس مرتبہ کے لحاظ سے فتویٰ کے اعتبار
سے تقوی کا خیال زیادہ ہوگا اور بات بات میں خوف وخشیت الٰہی کا لحاظ رکھتے ہوں مگر یہ
ناممکن ہے کہ حرام جان کر پھر بھی اوس کو کرتے ہوں مگر جناب مفتی صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ
علیہ سنی صحیح العقیدہ تھے میلاد شریف وغیرہ کو جائز جانتے تھے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا رد کیا
تھا اس لیے اون کی توہین و ہجو کی جا رہی ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔

(۹) حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے مولوی رشید احمد صاحب کو شرف تلمذ تھا لیکن
چونکہ شاہ صاحب بھی سنی صحیح العقیدہ تھے اور مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کی کتاب کا جواب
لکھا تھا اس لئے مولوی صاحب نے اون کی بھی ہجو کر ڈالی ص۱۰ میں ہے ایک مرتبہ مولوی
ولایت علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مائۃ مسائل مولانا اسحٰق
صاحب کا رد کیا ہے اور وہ چھپ بھی گیا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب

سے ان کو خلاف ہو مگر یہ کہ سب سے خلاف ہو اور رد لکھیں سمجھ میں نہیں آتا مائۃ مسائل کا جواب
ادن کی تصنیف سے موجود پھر اس میں سمجھ میں نہ آنے کی کیا بات ہے اور رد کرنے کے
لیے سب مسئلے سے خلاف ہونا کیا ضرور آپ نے انوار ساطعہ کا رد براہین قاطعہ لکھا اور
اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے چھپوایا تو کیا آپ کو اس کے سب مضامین
سے اختلاف تھا غرض اس کے بعد شاہ صاحب کے دو تین واقعے ابلہپنے کے بیان کیے
جن کو لفظ استغراق سے چھپایا ہے استغراق اور شے ہے حماقت چیزے دیگرے لکھتے
ہیں کہ استغراق کا یہ حال تھا کہ ایک شخص ماشاء اللہ خاں نامی بوڑھا آدمی ہمیشہ سے ادن کے
ساتھ رہا ادن کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا مگر داڑھی منڈی رکھتا تھا کسی شخص نے حضرت
شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ماشاء اللہ داڑھی منڈاتا ہے اور برابر آپ کی مجلس میں آیا کرتا
ہے شاہ صاحب نے تعجب سے فرمایا کہ اچھا وہ ایسا کرتے ہیں اب آئیں گے تو منع کروں گا۔ تھوڑی
دیر کے بعد خانصاحب جو حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے اون سے پوچھا کہ کیا خانصاحب تم داڑھی
منڈاتے ہو خانصاحب نے جواب دیا کہ حضرت ابھی میری داڑھی نکلی کہاں ہے شاہ صاحب کو فوراً
یقین آگیا اور فرمایا ہاں سچ ہے اور شکایت کرنے والوں سے کہا کہ میاں ابھی اون کی داڑھی نکلی
کہاں ہے۔ اگر اسی کا نام استغراق ہے تو مولوی رشید احمد صاحب کا استغراق جناب شاہ احمد سعید صاحب سے
بڑھا ہوا ہے اسلیے کہ ممکن ہے کہ ایک صوفی صافی دوسرے کے عیوب کی طرف خیال نہ کرے اور ایک مسلمان کو
سچا جان کر بوڑھے شخص کے کہنے پر یقین کرے کہ ابھی اسکی داڑھی نہیں نکلی ہے اس لیے کہ جس کے مزاج میں برودت
غالب ہوتی ہے اوس کی داڑھی عام مردوں کی طرح نہیں نکلتی ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب کا یہ استغراق بہت بڑھا
ہوا ہے کہ مولوی صاحب جناب شاہ احمد سعید صاحب کے شاگرد ہیں لیکن استغراق کی وجہ سے
کچھ خبر نہیں کہ شاہ صاحب نے مولوی اسحق صاحب کے مائۃ مسائل کا جواب لکھا یا مسائل اربعین
کا رد کیا ہے نمبر ۲ یہ ڈبل استغراق ہے کہ سائل صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ رد چھپ گیا ہے پھر
بھی آپ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ استغراق بالائے استغراق
ہے کہ رد کے معنی یہ ہیں کہ پوری کتاب کا جواب لکھا جائے رد کیا جائے یوں تو حضرت سید الفحول
مولانا شاہ فضل رسول صاحب نے بھی مائۃ مسائل کا جواب نہیں تحریر فرمایا ہوگا۔ اس لیے کہ

مأۃ المسائل میں، جو مسائل مسلک حق کے خلاف ہیں تصحیح المسائل میں اد نہیں کا تو جواب لکھا ہے نہ کہ ایک ایک کر کے تمام مسائل کا اور یہ مولوی ولایت حسین صاحب دیوبندی شاگرد مولوی رشید احمد صاحب کا بھی استغراق میں استغراق بھی کچھ کم نہیں حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مأۃ مسائل کا جواب کہاں اور کب لکھا ہے اور وہ کس مطبع میں چھپا ہے شاہ صاحب نے مسائل اربعین کا رد لکھا مأۃ مسائل کا رد جناب مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے مگر ہے یہ کہ ع ایں خانہ تمام آفتاب است۔

(۱۱) اوسی عصمہ کے صـ۳۲ پر ہے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ احمد سعید صاحب کے یہاں جیسا کہ صوفیوں کا حال ہے کچی پکی سب طرح کی باتیں تھیں اوسی کے صـ۳۳ پر ہے شاہ احمد سعید صاحب تو کسی کو رنجیدہ کرنا جانتے ہی نہ تھے جو کسی نے کہا ہاں ہو اگر کسی نے کچھ لکھ کر پیش کر دیا ہو اور آپ کا نام اوس پر درج کرنے کو کہا ہو اور آپ نے ہاں کر لیا ہو اور پھر تحریر حضرت کے نام سے مشہور کر دی گئی ہو تو عجب نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۝ استاد کی تجہیل و تحمیق کی حد ہو گئی اوسی صـ۴۳ پر ہے شاہ احمد سعید صاحب پر ایک حالت کا غلبہ تھا جس میں شاہ صاحب معذور تھے حسن ظن دلداہی مروت اور سب سے زیادہ استغراق و محویت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مبتدعین کو بھی فی الجملہ اپنی کار براری کا موقع مل جاتا" ناظرین انصاف فرمائیں کہ ایک عالم متقی پاکباز صوفی شرعی ذمہ دار شخص کی کیا یہ واقعی تعریف ہے یا سنی صحیح العقیدہ رادوہابیہ ہونے کی وجہ سے ہجو ملیح ــ تو جب ان سعادت مندوں کی زبان و قلم سے اُن کے سنی اساتذہ بھی محفوظ نہ رہے تو ایک معاصر اور وہ بھی شیر بیشہ حق و دیانت جو ہمیشہ ان کی اصلاح کے درپے ان کی غلطیوں کو درست کرتا۔ رہا ہو ان کی کتابوں مسئلوں کا دنداں شکن جواب تحریر کرتا رہا ہو جس پر دانت پیسنے اور خاموش ہو رہنے کے سوا مرتے دم تک کسی تحریر کے جواب دینے کی ہمت نہ پڑی ہو اوس کے خلاف وہ اور اون کی ذریات جس درجہ دریدہ دہنی بدزبانی کریں بہت تھوڑا ہے مگر یقین کرنا چاہیئے کہ قیامت کے دن ان جھوٹوں کا پردہ چاک ہوگا اور اپنے کیے کی سزا پائیں گے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین الا لعنۃ اللہ علی الکفرین

خیر ان لوگوں کی بیہودہ سرائیوں ژاژ خائیوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے اب فقیر اس بحث کو اس پر چھوڑ کر اصل مقصد و عنوان یعنی اخلاق کریمہ اعلیٰحضرت پر واقعات بیان کرتا ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی میری بوا (یعنی والدہ) نے تمہاری دعوت کی ہے کل صبح کو بلایا ہے حضور نے ان سے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا کھلائیے گا اس پر ان صاحبزادے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھئے نا یہ دال لایا ہوں حضور نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے عرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے یہ ہے حدیث شریف لو دعیت الی کراع لاجبتہ کی تعمیل دوسرے دن وقت معین پر حضور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا چلیے انھوں نے عرض کیا کہاں فرمایا ان صاحبزادے کے یہاں دعوت کا وعدہ جو کیا ہے آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے۔ انہیں عرض کیا ہاں حضور ملوکپور میں ہے اور ساتھ ہو لیے جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحبزادے دروازہ پر کھڑے انتظار میں تھے۔ حضور کو دیکھتے ہی بھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے۔ اے بوا مولوی صاحب آ گئے اندر مکان کے چلے گئے دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا وہاں کھڑے ہو کر حضور انتظار فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لا کر رکھ دی اور کہنے لگے لو کھاؤ حضور نے فرمایا بہت اچھا کھاتا ہوں ہاتھ دھونے کے لیے پانی لے آئیے ادھر وہ صاحبزادے پانی لانے کو گئے اور ادھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضور یہ مکان نقارچی کا ہے حضور یہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزاً فرمایا ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آ گئے حضور نے دریافت

فرمایا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں دروازہ کے پردے میں سے اون صاحبزادے
کی والدہ صاحبہ نے عرض کیا حضور میرے شوہر کا انتقال ہوگیا وہ کسی زمانہ میں نوبت بجاتے تھے
اس کے بعد توبہ کرلی تھی اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا
ہے حضور نے الحمد للہ کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ
دھلوائے اور خود ہاتھ دھو کر شریک طعام ہو گئے مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ خیال گشت
کر رہا تھا کہ حضور کو کھانے میں بہت احتیاط ہے غذا میں سوجی کا بسکٹ استعمال ہے یہ روٹی اور وہ
بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے۔ مگر قربان اس اخلاق اور دلداری
کے کہ میزبان کی خوشی کے لیے خوب سیر ہو کر کھایا حاجی صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں جب تک
کھاتا رہا حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے وہاں سے واپسی میں پولیس کی چوکی کے قریب حاجی
صاحب کے شبہ کو رفع فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو میں
روز قبول کروں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی
شریف کے زمانہ میں بھی ایک واقعہ اسی قسم کا پیش آیا تھا محلہ بانسمنڈی کے قریب ایک صاحب
اعلیحضرت کو دعوت دے کر چلے گئے دوسرے دن گاڑی آئی اعلیحضرت نے مجھ سے فرمایا مولانا
آپ بھی چلیں گرمی کا زمانہ تھا اور بعد مغرب کا وقت مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر
تھے باہر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اندر مکان کے تشریف لے گئے آنگن میں ایک چارپائی بچھی ہوئی
تھی اور اس پر دری تھی چلتے وقت میں نے خیال کیا تھا کہ پلاؤ ضرور ہوگا۔ اب جو دیکھتا ہوں
کہ ہاتھ دھولانے کے بعد ایک ڈھلیا میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور قیمہ غالباً گائے کے
گوشت کا تھا یہ دیکھ کر مجھے الجھن ہوئی نگاہ اوپر اٹھائی تو سامنے خس پوش مکان نظر پڑا
سمجھا کہ آدمی غریب ہے اس لیے اس سے جو ہو سکا حاضر کیا لیکن ساتھ ساتھ خیال ہوا تھا
کہ اعلیحضرت تو گائے کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربہ دار ہوتا تو شوربے ہی پر اکتفا
فرماتے ہیں اسی خیال میں تھا کہ اعلیحضرت نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ بسم اللہ
الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پڑھ کر مسلمان جو کچھ

کھاتے ہرگز ضرر نہ دے گا۔ میں سمجھ گیا کہ میرے شبہ کا جواب ہے میزبان صاحب میرے ملاقاتی تھے۔
جب کھانے کے بعد میں ہاتھ دھونے لگا تو ان سے کہا کہ اس غربت کی حالت میں آپ کو اعلیٰحضرت
کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی بولے کہ غربت ہی کی وجہ سے تو اعلیٰحضرت کی دعوت کی تاکہ اعلیٰحضرت
کا قدم مبارک میرے یہاں پہنچے نان نمک جو کچھ ہو سکے حاضر خدمت کروں حضور کھانے کے بعد
دعا فرمائیں تو گھر کا دلدر دور ہو اور خوشحالی آئے۔ اور برکاتِ دین و دنیا حاصل ہوں۔

ذکاء اللہ خانصاحب کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت ایک زمانہ میں حسن میاں والے مکان میں تشریف
رکھتے تھے ایک روز شہر میں کسی جگہ حضرت کا تشریف لے جانا ہوا خادم ہمراہ گیا واپسی پر دوپہر
کے کھانے کا وقت تھا فرمایا ذرا ٹھہریے گا یہ کہکر مکان کے اندر تشریف لے گئے چند منٹ
کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میرے لیے سینی میں کھانا لیے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور
مجھ سے فرمایا کھائیے میں شرم اور ندامت کے مارے ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر حضرت کے اصرار
کی وجہ سے کھانا دست مبارک سے لے لیا اور کھالیا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر کا لڑکا یعقوب علی عرف جیلانی میاں بیان
کرتا ہے کہ اعلیٰحضرت کی کچھ ہلکی سی صورت یاد ہے ایک واقعہ میں مجرم کی حیثیت سے حضرت
کے سامنے میں پیش کیا گیا تھا۔ کیونکہ والدہ میری ضدی اور شریر ہونے کی وجہ سے بہت کم ساتھ
لے جایا کرتی تھیں اوس دن والدہ اپنے ساتھ مجھکو اور میری خالہ زاد بہن کو جو میری ہم عمر تھی
لے گئی تھیں اوس کو میں بلا کہہ کر چڑایا کرتا تھا چنانچہ اوس دن بھی میں نے چڑایا اور شاید
مارا بھی وہ شکایت لے کر حضرت قبلہ کے پاس گئی کہ دیکھیے حضرت جیلانی میاں نے مجھے مارا ہے
حضرت نے جب سنا تو اونکا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا بلاؤ جیلانی کو وہ سمجھے کہ اون کے پوتے جیلانی
میاں نے یہ شرارت کی ہے چنانچہ مجھے حاضر کیا گیا اور میری بہن نے کہا کہ اس نے مجھے مارا ہے اس پر حضرت
نے مسکرا کر پوچھا بھئی تم نے کیوں مارا میں نے کہا حضرت یہ بلا ہے اس لیے مارا ہے اور ہم دونوں
اون کے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ کھا کر بھاگ گئے اللہ اللہ مہمان کی کتنی خاطر داری ملحوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفر لہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ اعلیٰحضرت قدس
سرہ العزیز کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی اور بکری کا قورمہ تھا گائے کا

گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے   لیکن ایک شخص نے حضور

کی دعوت کی وہ باصرار لے گئے اعلیحضرت فرماتے تھے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب
دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے
وہاں دعوت کا یہ ساماں تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہی
کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں ہیں اور یہاں
اور کوئی چیز موجود نہیں ہے بہتر کہ صاحب خانہ سے کہدیا جائے میں نے کہا میری عادت
نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اوسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق
اور مونہہ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا تھا اور اسی پر اکتفا کرتا بات
بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قراءت سر یہ بھی میسر نہ تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا
اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو
کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھدیتا بخار بہت شدید اور کان کے پیچھے گلٹیاں میرے منجھلے بھائی
مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا اون صاحب نے
بغور دیکھکر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون میں بالکل کلام نہ کر سکتا
تھا اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔
نہ مجھے طاعون ہے اور نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہو گا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ
کو دیکھکر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو
شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھکر یہ دعا پڑھ لے گا۔ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے
الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا ٥
جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا الحمد اللہ
تعالیٰ آج تک اون سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ البتہ
ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نو عمری میں اکثر آشوب چشم ہو جایا کرتا تھا۔
اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا ١٩ سال کی عمر ہو گی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک
شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھکر دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہیں ہوا اوسی

زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دُکھتی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی دوسری دبی وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد کھٹک سرخی کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں افسوس اس لئے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے تین بیماریوں کو مکروہ نہ جانو زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے کھجلی کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے۔ آشوبِ چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے دہنی آنکھ میں اتر آئی بائیں آنکھ بند کر کے دہنی سے دیکھا تو وسط شئی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شئی کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا یہاں ایک ڈاکٹر اس زمانہ میں علاج چشم میں بہت سربرآوردہ تھا سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے اوستاد جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کہ کثرتِ کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھیے مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔ حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمہ نزولِ آب ہے بیس برس بعد (خدا ناکردہ) پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزولِ آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا کہا چار برس بعد (خدا نخواستہ) پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا انہوں نے بیس برس بعد کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار برس کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے

سے معاذاللہ متزلزل ہوتا الحمد للہ بیس اور کنارتیس برس سے زائد گزرچکے ہیں اور وہ حلقہ
ذرہ بھر دبھانہ بعونہ تعالیٰ بڑھے گا نہیں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ کمی کروں یہیں نے
اس سبب بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دایم و باقی معجزات ہیں جو
آج تک آنکھوں دیکھے جارہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے اگر انہیں
واقعات کو بیان کروں جوارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے
توایک دفتر ہو۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب
میں کرب بڑھا میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی اللھم صدق الحبیب وکذب
الطبیب کسی نے میرے دہنے کان پر مونہہ رکھکر کہا مسواک اور سیاہ مرچیں لوگ باری
باری میرے لیے جاگتے تھے اوس وقت جو شخص جاگ رہا تھا۔ میں نے اشارہ سے
اوسے بلایا اور اُسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ سواک تو سمجھ گئے گول مرچ
کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے جب دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے
سہارے پر تھوڑا تھوڑا موہنھ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھکر سیاہ مرچ کا سفوف
چھوڑ دیا کہ دانتوں تلے بند ہو کر دبالیا پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں
تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک
کلی خون کی اور آئی۔ اور بحمداللہ وہ گلٹیاں جاتی رہیں مونہہ کھل گیا میں نے اللہ تعالٰے کا شکر ادا کیا
اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالٰے دفع ہوگیا۔ دو تین
روز میں بخار بھی جاتا رہا۔

خوش خطی علمائے کرام جس درجہ علم وفضل میں کامل ہوتے ہیں نسبتہً خوشخط نہیں ہوا کرتے
حضرت بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے
کہ ان کا خط ایسا تھا کہ دوسرے تو دوسرے بسا اوقات خود ادن سے بھی نہیں پڑھا جاتا
تھا۔ اسی لیے اُدن کی تصنیفات کے نسخے مختلف پائے جاتے ہیں کوئی شاگرد لکھنے لگے
کسی جگہ عبارت نہ چلی حضرت سے دریافت کیا پڑھا نہ گیا۔ شاگرد نے پوچھا کیا لکھدوں
کوئی لفظ جو اوس مفہوم کو ادا کرسکے بتادیا دوسری مرتبہ دوسرے نقل کرنے والے

نے پوچھا اس وقت جو لفظ مناسب معلوم ہوا بتا دیا میں نے خود دیکھے ہیں معاصرین علماء و اساتذہ زماں کو دیکھا مگر خوشخط نہ پایا یہ فضل و کمال اعلیحضرت کے خصوصیات سے تھا کہ جس درجہ علم و فضل میں کمال تھا اوسی درجہ نسخ نستعلیق شکستہ خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے اور عدیم گھٹا ہوا تحریر فرماتے تھے اور بہت ہی زود نویس چار آدمی نقل کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت ایک ایک ورق تصنیف کر کے اونہیں نقل کرنے کو عنایت فرماتے یہ چاروں نقل نہ کرنے پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا چنانچہ رسالہ مبارکہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین علمائے حرمین شریفین کی تصدیق کے لئے بھیجا تھا اور وقت بہت کم تھا کہ حجاج جلد جانے والے تھے اور اس وقت اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور کے مسودات کریمہ میں اس کا بھی مشاہدہ کیا گیا کہ ایک سطر کا مضمون جو بظاہر گنجان بھی نہیں معلوم ہوتا اگر نقل کیا جائے تو اس کی مساوی سطریں نہیں آتا بلکہ تجاوز کر جاتا نیز تیز رقم اس قدر کہ ناظرین کو دست مبارک میں رعشہ کا گمان ہوتا حالانکہ ایسا نہ تھا۔ فقیر نے خود فتاوی رضویہ کی قلمی مجلد میں ایک رسالہ کی بخط نستعلیق زیارت کی ہے جو بغیر امداد مسطر تحریر فرمایا ہے مگر بین السطور و دوائر اس قدر مستقیم و مساوی و دیدہ زیب ہیں کہ اگر پرکار سے پیمائش کی جائے تو سرِ مو فرق نہ ہو۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی بھی اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس رسالہ کا نام مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید ہے میری رائے ہے کہ یہ رسالہ فوٹو کر کے شائع کیا جائے تو بہت بہتر ہو

وعظ و تقریر

حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب وعظ بیان فرمانے سے بہت احتراز فرماتے تھے ایک بار جامع مسجد سیتاپور میں ایک صاحب نے بلا اجازت و علم مولانا کے وعظ کا اعلان کر دیا لوگ رک گئے مولانا کو اون کا اعلان کرنا بہت ناگوار گزرا مگر جناب مولانا عبد القادر

سے فارغ ہونے کے بعد وضو جدید کر کے سورۃ اعلٰے کا نہایت ہی اعلٰے بیان فرمایا۔

جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی عفرلہٗ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ اسی قسم کا ایک واقعہ جامع مسجد شمسی بدایوں میں پیش آیا اور غالباً یہ واقعہ سیتاپور سے پہلے کا ہے حضرت مولانا عبد القیوم صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر اطلاع و علم اعلیحضرت موذن مسجد سے کہدیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خانصاحب کے وعظ کا اعلان کر دینا انہوں نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر اعلان کر دیا سب حضرات سنن و نوافل کے بعد تشریف رکھیں اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی کا وعظ ہوگا۔ جب اعلیحضرت سنن و نوافل سے فارغ ہوئے دیکھا کہ سب لوگ انتظار میں بہزار ذوق و شوق بیٹھے ہوئے ہیں اعلیحضرت نے عذر فرمایا کہ میں تو وعظ نہیں کہا کرتا مولانا عبد القیوم صاحب نے فرمایا تو آج یہیں سے وعظ کی ابتدا ہو اعلیحضرت نے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہلے سے خبر نہ دی مولانا نے فرمایا کہ آپ کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں اعلیحضرت حسب اصرار منبر پر تشریف لے گئے اور دو گھنٹے کامل نہایت ہی پر اثر زبردست وعظ فرمایا مولانا عبد القیوم صاحب نے بعد ختم وعظ مصافحہ کیا اور فرمایا کہ کوئی عالم کتب دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسے پر از معلومات پر اثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کر سکتا ہے۔ یہ وسعت معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔

حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ میں ہوا تھا۔ جناب قاضی عبد الوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس عظیم آباد محلہ لودی کٹرہ نے مصلحین ندوہ اہلسنت و جماعت کا جلسہ بھی وہیں قائم کیا تھا اور اس میں اکثر و بیشتر علماء اہلسنت و جماعت تشریف فرما تھے جب مولانا احمد رضا خانصاحب کا بیان شروع ہوا شب کا وقت تھا میں اور مولانا عبد القادر صاحب جلسہ میں نہ تھے قیام گاہ پر تھے میں سونے کو لیٹ گیا تھا حضرت مولانا عبد القادر صاحب نے مجھے جگا کر فرمایا کہ میاں مولانا احمد رضا خانصاحب کا بیان ہو رہا ہے اور سنا ہے کہ ندویوں کے سرغنہ بھی آئے ہوئے

میں پہنچے بہت زور دار بیان مولانا فرما رہے تھے۔ اور یہ معلوم کر کے کہ ندوی ملانے اپنے کو مخفی کیے ہوئے یہاں موجود ہیں۔ ندوہ پر اشد کامل رد فرما رہے تھے جس کو سننے کی منادید ندوہ کو تاب نہ رہی اور وہ ایک ایک دو دو کر کے کھسکنا شروع ہوئے یہ دیکھکر مولوی ہدایت رسول صاحب نے مجمع کے درمیان باواز بلند فرمایا ابھی سے کہاں چلے ابھی تو پہلا ہی چرکہ ہے ذرا تو ٹھہریئے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولیٰ القوی کہتا ہے یہ تمام و کمال وعظ اسی زمانہ میں روداد مجلس اہلسنت و جماعت مسمی بہ دربار حق و ہدایت میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ دوران جلسہ میں قصیدہ مبارکہ امال الابرار و آلام الاشرار جناب مولوی حکیم عبد الحمید صاحب پریشان عظیم آبادی کے قصیدہ کے جواب میں پڑھا جس میں مشہور ترین علمائے اہلسنت حاضرین جلسہ کے نام ایک ایک کر کے گنائے ہیں اسی طرح رد ندوہ کا جلسہ جو کلکتہ میں ہوا دھرم تلہ کی مسجد عظیم الشان میں اعلیحضرت کا وعظ ہوا جس میں مجمع مسجد کے علاوہ تمام سڑکوں پر بھرا ہوا تھا اس جلسہ میں بھی اعیان ندوہ تشریف لائے تو روئے سخن رد ندوہ کی طرف پھیرا اور قرآن و حدیث سے بہت زور دار طریقہ پر رد فرمایا کہ کسی کو مجال دم زدن نہوی اسی جلسہ میں لطعہ رجزیہ اشعار بھی فرماتے تھے۔

منم کہ جملہ من شیر را براند ازد | منم کہ علم بہ نیر وے بازوم نازد
شنیدہ بودی احمد رضا من آنستم | چشیدہ باشی تیر قضا من آنستم

اعلیحضرت کا معمول تھا کہ سال میں تین وعظ بہت زبردست فرمایا کرتے تھے ایک سالانہ جلسہ دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل مدرسہ اہلسنت و جماعت مسجد بی بی محلہ بہاری پور میں دوسرا مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو حضور کی طرف سے ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو دونوں وقت صبح آٹھ بجے اور شب کو بعد نماز عشا حضرت مولانا حسن رضا خانصاحب کے مکان میں کہ وہی آبائی مکان اعلیحضرت کا ہے منعقد ہوتی تھی جس میں شہر بھر کے عمائد و معززین مطبوعہ دعوت نامہ کے ذریعہ مدعو ہوتے اور اس مجلس کا اہتمام

کے ساتھ مجلس نہیں ہوتی تھی جملہ شائقین نہیں اگر شریک جلسہ ہوتے تھے تیسرا وعظ ۱۸، ذی الحجۃ الحرام عرس سراپا قدس حضرت خاتم الاکابر وارث العلم والمجد والفضل کابرا عن کابر حضرت سیدی و مرشدنا شیخی جناب سید شاہ آل رسول صاحب مارہری قدس سرہ کے موقع پر ہوا اعلیحضرت کے کاشانہ اقدس پر انجام پاتا تھا ان کے علاوہ کبھی کبھی اہل شہر کی دعوت اور عرض و تمنا پر بھی شہر کی بعض مجلس میلاد میں بیان فرمادیا کرتے تھے مگر اون تین جگہوں میں تین موقعوں پر بالالتزام حضور کی تقریر ضرور ہوا کرتی تھی افسوس کہ وہ سب مواعظ حسنہ قلم بند نہ کیے گئے ورنہ بیش بہا معلومات کا ذریعہ اور علمی دریا کے بیش بہا در بے بہا ہوتے۔

جناب ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ سید اظہر علی صاحب ساکن محلہ ذخیرہ حضور کے مخصوص عقیدت مندوں سے ہیں ممدوح نے خود فقیر سے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں بدایوں تشریف لے گئے وہاں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے سورہ والضحیٰ پر حضور کا بیان ہوا پھر فرمایا کہ اسی سورہ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر میں اسی جز رقم فرما کر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں۔

اد نخیش کا بیان ہے کہ عید میلاد النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن ہے آستانۂ عالیہ قدریہ رضویہ پر صبح صادق سے چہل پہل اور انتظامات پرانی حویلی میں یعنی آبائی مکان جس میں حضرت مولانا حسن رضا خانصاحب منجھلے میاں رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہے، مجلس میلاد فیض بنیاد کے جلد جلد انتظامات ہو رہے ہیں گھر گھر میں خوشیاں منائی جارہی ہیں کوئی غسل کر رہا ہے۔ تو کوئی بہترین لباس پہن کر مسجد شریف میں نماز فجر کے لیے حضور کی آمد کا منتظر ہے۔ ہر خورد و کلاں خوشی سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ غرض مریدین و معتقدین و متوسلین جسے دیکھئے نئے لباس میں دوڑا چلا آرہا ہے۔ مسجد میں صف بندیاں ہوتی چلی جارہی ہیں۔ مختصر یہ کہ حضور کاشانہ اقدس سے تشریف لاتے ہیں فریضہ فجر ادا کیا جاتا ہے اور جس وقت فارغ ہوتے ہیں تو قریب قریب مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے اب ہر شخص اس کا منتظر ہے کہ حضور

جلتے ہیں اور جلد جلد مجلس شریف میں منبر شریف کے قریب تر بل بل کر بیٹھتے جاتے ہیں اور اس اضطراب کی وجہ دراصل یہ ہے کہ حضور پر نور اعلیٰحضرت قبلہ کے سال میں صرف تین ہی بیان ہوتے ہیں اس لیے بایں خیال کہ ہمیں منبر کے قریب جگہ مل جائے مجمع بہت پہلے سے ہو گیا۔ مداح الحبیب مولوی جمیل الرحمن خانصاحب قادری رضوی نے مع اپنے شاگردوں کے منبر شریف پر آکر ذکر فضائل سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ وصحبہ وبارک وکرم اور پر کیف نعت خوانی خوش الحانی کے ساتھ شروع فرمادی اور ٹھیک ۱۰ بجے ذکر میلاد آغاز فرمایا عین قیام کے وقت حضور نے شرکت فرمائی اور منبر شریف پر رونق افروز ہوئے ۱۵-۲۰ منٹ حضور نے سکوت اختیار فرمایا کہ تشریف آوری پر باہر سے ایک دم ہجوم شائقین کا سیلاب عظیم آجانے سے چپقلش پیدا ہو گئی تھی اور ایک پر ایک ریلا آنے سے گر رہا تھا یہ کیفیت دیکھکر حضور کے خواہر زادے حاجی شاہد علی خاں صاحب نے بآواز بلند مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے جائیے اور آگے بڑھتے جائیے اس طرح گنجائش ہوئی آپ نے چند بار یہی ہدایت دوہرائی اور گنجائش نکالی مگر پھر بھی دروازہ پر مجمع موجود تھا تو آپ نے توجہ دلائی کہ ہر ایک صاحب دونوں زانو اٹھالیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں مختصر یہ کہ پھر دروازہ کے سامنے کا ہجوم نہ کم ہوتا تھا نہ کم ہوا۔ ہاں ابتداءً جیسا شور وغل بڑھا وہ بالکل جاتا رہا اس کے بعد حضور کے لیے اوگالدان اور گلاس پانی کا آیا حضور نے غرارہ فرماکر وعظ مبارک ان الفاظ کریمہ میں شروع فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی فضل سیدنا ومولانا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی العلمین جمیعا واتاہ یوم القیمۃ للمذنبین المتلوثین الخطائین الھالکین شفیعا صلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وعلی کل من ھو محبوب ومرضی لدیہ صلاۃ تبقی وتدوم بدوام الملک الحی القیوم ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

؎ اس وعظ مبارک کو اسی وقت دوران بیان ہی میں فقیر سگ بارگاہ رضوی عبید الرضا غفرلہٗ نے قلمبند کیا حضرت مولنا حسنین رضا خاں صاحب دام ظلہم العالی نے حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کر رسالہ مبارکہ الرضا میں شائع فرمایا۔

بالہدیٰ ودین الحق ارسلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک
وسلم قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمد للہ رب العٰلمین ۰
الرحمن الرحیم ۰ ملک یوم الدین ۰ ایاک نعبد وایاک نستعین ۰ اھدنا الصراط
المستقیم ۰ صراط الذین انعمت علیھم ۰ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۰ آمین

حضرت عزت جل جلالہ اپنی کتاب کریم و ذکر حکیم میں اپنے بندوں پر اپنی رحمت تامہ گسترده فرما
اور اون کو اپنے دربار تک وصول کا طریقہ بتاتا ہے یہ سورۂ مبارکہ رب العزت تبارک وتعالیٰ
نے اپنی کتاب میں بندوں کو تعلیم فرمائی اور خود اون کی طرف سے ارشاد ہوئی ابتدا اوس کی
اور تمام سور قرآن عظیم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فرمائی گئیں اول حقیقی اللہ عز وجل
ہے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم ۰ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ابتدا اسم جلالت اللہ سے ہونی چاہیئے تھی کہ اللہ الرحمن الرحیم مگر ابتدا یوں فرمائی گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم
وجہ اول حقیقی اللہ کا علم ذات ہے کہ ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ پر دال ہے اوس سے پہلے لفظ اسم
کا لائے اور اوس پر بے کا حرف داخل فرمایا گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنی
الوہیت وحدانیت وہویت میں بے غایت بے غایت ظہور سے بیغایت بطون میں ہے
بندوں کو اوس تک وصول محال کسی کی عقل کسی کا وہم کسی کا خیال اوس تک نہیں پہنچتا
جس کا نام اللہ ہے وہ پاک ومنزہ ہے اس سے کہ اوس تک فکر و وہم کا وصول
ہوسکے ایسی مخفی و باطن شئے تک وصول کے لیے علامت درکار ہے اور اسم کہتے ہیں
علامت کو جو دلالت کرے ذات پر تو اسم اللہ ذریعہ ہوا اوس کا اور اسم جبکہ نام ٹھہرا
اوس شئ کا جو دلالت کرنے والی ہے ذات پر ذات پاک ہے اس سے کہ اوسے کسی
چیز کی حاجت ہو ضرور ہے کہ ذات پر دلالت کرنے کے لیے تین چیزیں ہونی چاہئیں
ایک ذات ہو دوسرا اوس کا غیر ہو تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو جو دلالت کرے اوس
غیر کو اوس ذات کی طرف وہ ذات ذات الٰہی ہے وہ غیر یہ تمام عالم مخلوقات اور
اسم اللہ کہ اللہ پر دلالت کرنے والا ہے وہ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں تو گویا ابتدا
ہی نام پاک سے کی گئی اپنے نام پاک سے پہلے نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کالایا جاتا ہے کہ ذریعہ وصول ہوئے اسم اللہ تمام مخلوقات کے لیے تو ازل سے ابد تک وجود میں لائی گئی ذات اقدس کی طرف دال ہے اس واسطے کہ تمام جہاں کو اللہ کی طرف حضور ہی نے ہدایت فرمائی حضور ہی ہادی ہیں مخلوق الٰہی کے یہاں تک کہ انبیاء کرام و مرسلین عظام کے بھی ہادی ہیں تو حضور کے سوا جتنے ہادی دلالت مطلقہ سے موصوف نہیں ہو سکتے کہ اونھوں نے تمام مخلوق کو دلالت کی اون کو کسی نے دلالت نہ کی ہو ایسا نہیں وہ اگر امتوں کے دال ہیں تو حضور کے مدلول ہیں دلالت مطلقہ خاص حضور اقدس ہی کے لیے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام غیر کو اللہ کی طرف جس نے دلالت کی وہ محمد رسول اللہ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات الٰہی ہیں کچھ تو وہ ہیں جو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے کچھ وہ ہیں جو علاقہ رکھتے ہیں وسائط کے ساتھ مگر دوسرا اون سے علاقہ نہیں رکھتا مہدی ہیں ہادی نہیں یعنی ہادی بالذات نہیں اگرچہ بالواسطہ ہادی ہوں اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاطلاق ہادی و مہدی ہیں کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل حرف حرف تو مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ فعل مسند ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا اسم مسند بھی ہوتا ہے مسند الیہ بھی ہوتا ہے تو جو ذات الٰہی سے بیعلاقہ ہیں وہ حرف کہ ومنھم من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ن اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین ٥ کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کو پوجتے ہیں کنارے پر تو اگر بھلائی پہنچ گئی تو مطمئن رہے اور اگر کوئی آزمائش ہوئی تو کنارہ پر کھڑے ہی ہیں فوراً ایک قدم میں بدل گئے پلٹ گئے اون کو دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ ہوا اور یہی کھلا خسارہ ہے تو یہ نہ مسند ہیں نہ مسند الیہ کہ حرف ہیں اور وہ جو خود ذات الٰہی سے علاقہ رکھتے ہیں مگر بالذات اون سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتا وہ تمام مومنین و ہادین ہیں کہ مسند ہیں مگر بالذات مسند الیہ نہیں وہ فعل ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم بیشک مسند و مسند الیہ بالذات وبے وساطت ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم ہیں کہ ان کو اپنے رب سے نسبت ہے اور سب کو ان سے نسبت ہے اور یہی شان ہے اسم کی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اسم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اوس پر حرف تعریف داخل ہو اور تعریف کی ضد ہے حمد
اور حمد کی تکثیر ہے تحمید اور اوسی سے مشتق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی بار بار
اور بکثرت تعریف کیے گئے حمد کیے گئے تو مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق نہیں مگر حضور
اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وہی اصل جملہ کمالات ہیں جس کو جو کمال ملا ہے وہ حضور
ہی کے کمال کا صدقہ اور ظل اور پرتو ہے امام سیدی محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ
ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں۔

کیف ترقی رقیک الانبیاء	یا سماء ما طاولتھا سماء
لم یساووک فی علاک وقد حا	ل سنا منک دونھم وسناء
انما مثلوا صفاتک للنا	س کما مثل النجوم الماء

انبیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ترقی کیسے پا سکیں۔ اے وہ آسمان جس سے
کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ حضور کے مراتب بلند کے قریب نہ پہنچے
حضور کی رفعت و روشنی حضور تک پہنچنے سے اونہیں حائل ہو گئی۔ وہ تو حضور کے صفات
کریمہ کا پرتو لوگوں کو دکھا رہے ہیں۔ جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے۔ حضور کی صفات
کو نجوم سے تشبیہہ دی کہ وہ تو لا تعد و لا تحصی ہیں انبیاء کرام غایت الجلا ہیں مثل پانی کے
ہیں اپنی صفا کے سبب اون نجوم کا عکس لے کر ظاہر کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم والہ وصحبہ
وبارک وکرم حمد ہوا کرتی ہے مقابل کسی صفت کمال کے اور تمام صفت مخلوقات میں خاص
ہیں حضور کے لیے باقی کو جو ملا ہے حضور کا عطیہ و صدقہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم واللّٰہ المعطی عطا فرمانے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں۔
کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور قاسم ہیں ایسی
جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہوتی ہے کونسی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں تو جو چیز جس کو اللہ نے
دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں جو اطلاق و تعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے جو
جس کو ملا اور جو کچھ بٹا اور بٹے گا ابتداء خلق سے ابد الآباد تک ظاہر و باطن میں روح و جسم
میں ارض و سما میں عرش و فرش میں دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے اوس سب کے بانٹنے والے

حضور ہی ہیں اللہ عطا فرماتا ہے اور ادن کے ہاتھ سے ملتا ہے اور ملے گا الی ابد الآباد لہذا مخلوقات
میں تعریف کے اصل مستحق یہ ہی ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

اسم کا خاصہ ہے جر اور جر کے معنی کشش یعنی جذب فرمانا یہ خاصہ ہے حضور اقدس صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا کھینچنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک بلا مزاحمت کہ جس کو کھینچا جائے۔ وہ کھنچ آئے دوسرا
مزاحمت کے ساتھ کہ کھینچنے والا تو کھینچ رہا ہے اور یہ کھنچنا نہیں چاہتا ہے. حضور اقدس صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انتم تتقحمون فی النار کالفراش وانا اخذ بحجزکم ھلم
الی تم پروانوں کی مانند آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں کہ میری
طرف آؤ یہ شان ہے جر کی یعنی کشش کی اسم نحوی کا خاصہ جر من حیث الوقوع ہے اور اسم اللہ
کا من حیث الصدور ہاں جر ادن افعال وکیفیات سے ناشی ہوتا ہے جن پر حروف جارہ دلالت
کرتے ہیں وہ یہاں بروجہ اتم ہیں مثلاً (ب) کے معنی ہیں الصاق یعنی ملانا یہ خاص کام ہے حضور
اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ خلق کو خالق سے ملاتے ہیں یا (من) کہ ابتدائے غایت کے لئے
ہے یہ بھی خاص ہے حضور ہی کے لیے یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من
نورہ اے جابر تمام جہان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم والہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم ہر فضل ہر کمال حتیٰ کہ وجود میں بھی ابتدا انھیں سے ہے
صلی اللہ علیہ وسلم (الی) آتا ہے انتہا غایت کے لئے انتہائے کمال انہیں پر بلکہ ہر فرد کمال
انہیں پر منتہی ہوتا ہے اول الانبیا بھی وہی رہیں اور خاتم النبیین بھی وہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ و
صحبہٖ وبارک وسلم تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبرئیل امین حاضر
بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا
ظاہر السلام علیک یا باطن رب العزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت فرمائی ھو الاول والاخر
والظاہر والباطن وھو بکل شئ علیم ۵ اس غایت کے لحاظ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات
اللہ عزوجل کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا اللہ نے حضور کو اول کیا تمام مخلوق
سے پہلے حضور کے نور کو پیدا کیا اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیا کے بعد مبعوث فرمایا اور

حضور کو ظاہر کیا اپنے معجزات بینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک وشبہ کی مجال نہیں اور حضور کو باطن
کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اون کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتا آفتاب اور جملہ انوار
اونھیں کے پرتو ہیں آفتاب میں شک ہوسکتا ہے اور اون میں شک ممکن نہیں فرض کیجیے کہ ہم نصف النہار
پر ایک روشن شرارہ آفتاب کے برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس
کی دھوپ بھی دوپہر ہی کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائیں کہ یہ آفتاب نہیں کوئی کرہ نار کا شرارہ
ہے یقیناً ہر مسلمان مصدق دل سے فوراً ایمان لائے گا۔ کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق وصحیح ہے اور
آفتاب سمجھنا میرے نگاہ وگمان کی غلطی صریح ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ آفتاب ہنوز معرض
خفا میں ہے اور حضور پر اصلاً خفا نہیں آفتاب سے کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور
حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت
مرحومہ میں ہیں اسی واسطے اون کا مرتبہ افضل واعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے صدیق اکبر جیسے
اعرف الناس کہ تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں اون سے ارشاد فرمایا یا ابابکر لم
یعرفنی حقیقۃ غیر ربی اے ابو بکر جیسا میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی اور نے نہیں
پہچانا باطن ایسے کہ سوائے خدا کے کسی نے اون کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر پتہ
ہر ذرہ شجر حجر وحوش طیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمال ظہور ہے صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور
کو جانتے ہیں جبرئیل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں۔ انبیاء مرسلین اپنے اپنے مراتب کے
لائق باقی رہا حقیقۃ اون کو پہچاننا تو اون کا جاننے والا اون کا رب ہے تبارک وتعالیٰ
اون کا بنانے والا اون کا نوازنے والا اون کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے
حصہ ہی نہیں رکھا بلا تشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اوس کے ساتھ ہے وہ
دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ تمام جہان سے زیادہ غیرت رکھنے والا ہے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں ان سعداً لغیور

وانا اغیر منہ واللہ اغیر منی سعد غیرت والا ہے اور میں اوس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ ہے،
کیونکر روا رکھے گا۔ کہ دوسرا میرے حبیب کی اوس خاص اوا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرما دیتا
ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا ہم تو جو قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم نہیں ہم تو سمجھتے ہیں۔
خواب ہی میں زیارت پر راضی ہیں انصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی
حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق ہیں دنیا خواب ہے اور اس کی بیداری نیند
امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا لوگ
سوتے ہیں مریں گے جاگیں گے خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد
آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا نتیجہ دونوں جگہ ایک جگہ ہے وما
الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ٥ خواب میں جمال اقدس کی زیارت ضرور حق ہوتی ہے خود
فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رآنی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی جس نے
مجھے دیکھا اوس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا پھر لوگ مختلف احوال واشکال
میں دیکھتے ہیں وہ اختلاف اون کے اپنے ایمان واحوال ہی کا ہے ہر ایک اپنے ایمان کے لائق
اون کو دیکھتا ہے یونہیں بیداری جتنے دیکھنے والے تھے سب اوس آئینہ حق نما میں اپنے ایمان
کی صورت دیکھتے تھے ورنہ اون کی صورت حقیقیہ پر غیرت الہیہ کے ستر ہزار پردے ڈالے
گئے ہیں کہ اون میں سے اگر ایک پردہ اوٹھا دیا جائے آفتاب جل کر خاک ہو جائے جیسے آفتاب
کے آگے ستارے غائب ہو جاتے ہیں اور جو ستارہ اوس سے قران میں ہو احتراق میں کہلاتا ہے
تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی نہ رب العزت کو کوئی بیداری میں دنیا میں دیکھ
سکتا ہے۔ نہ جمال انور حضور اقدس کو جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے شب معراج میں کہ رب العزت جل جلالہ کو بیداری میں دیکھا وہ دیکھنا دنیا سے
ورا تھا کہ دنیا ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے۔ اور یہ رویت لامکان میں ہوئی تھی۔
بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان ہی کی صورت دیکھی کہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز ہیں ابو جہل حاضر ہو کر عرض کرتا ہے ع

زشت نقشے کز بنی آدم شگفت

حضور فرماتے ہیں صدقت تو سچ کہتا ہے ابوبکر صدیق اگر عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ خوبصورت
کوئی پیدا نہوا حضور بے مثل ہیں حضور آفتاب ہیں نہ شرقی نہ غربی ارشاد فرمایا صدقت تم سچ کہتے ہو
صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا ؎

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست

میں اپنے چاہنے والے دوست رب تبارک وتعالیٰ کا اُجالا ہُوا آئینہ ہوں ابوجہل کہ ظلمت
کفر میں آلودہ ہے اوس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابوبکر سب سے بہتر تھے اونہوں نے
اپنا نور ایمان دیکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم لہذا ذات کریم جامع کمال
ظہور وکمال بطون ہے ظہور کسی شیٔ کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے۔ وہ شے نظر آتی
ہے اور جب حد سے زیادہ ہوجاتا ہے تو وہ نظر نہیں آتی آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی
مائل کچھ بخارات وغبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اوس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف النہار
پر پہنچتا ہے غایت ظہور سے باطن ہوجاتا ہے اب نگاہیں اوس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیرہ ہو کر
واپس آجاتی ہیں غایت ظہور پر پہنچا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہوگیا۔ آفتاب کہ نام ہے
اون کی گلی کے ایک ذرہ کا وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لئے اس
کو آئینہ کاملہ بنایا ہے اور اس میں مع ذات وصفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اوس ذات کی کون
پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ
وبارک وسلم اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں۔ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بکثرت اور بار بار غیر متناہی تعریف کیے گئے اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا یہ تو شان ہے
غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی
عن التعریف ہیں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی تعریف
عہد یا استغراق یا جنس کے لئے ہے وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے
جملہ فضائل وکمالات میں شریک سے منزہ ہیں امام شرف الدین بوصیری بردہ شریف
میں فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں اون کے حسن کا جوہر فرد قابل انقسام نہیں کہ یہاں جنسیت
واستغراق نامتصور اور عہد فرع معرفت ہے اور ان کو ذاتاً وحقیقۃً کوئی پہچان ہی نہیں سکتا
تو نام اقدس پر کہ علم ذات ہے لام تعریف کیونکر داخل ہو۔

جس طرح اہل جر کرتے ہیں کاف تشبیہ بھی جر کے لیے آتا ہے ذات الٰہی کمال تنزیہہ کے
مرتبہ میں ہے اور متشابہات میں تشبیہات بھی وارد صحیح مذہب محققین کا یہ ہے کہ تنزیہہ
ہے اوس کی ذات وصفات کے لئے اور تشبیہہ ہے تجلیات کے لیے دونوں کو اس آیہ
کریمہ میں جمع فرما دیا لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر لیس کمثلہ شئ کوئی شے اوس کے
مثل نہیں یہ تنزیہہ ہے اور وھو السمیع البصیر وہی ہے سننے والا دیکھنے والا یہ تشبیہہ
جب تک اللہ تعالیٰ نے عالم نہ بنایا تھا تشبیہہ نہ تھی جب عالم بنایا تو نہ عالم خیال میں
نہ عالم مثال میں بلکہ عالم تمثیل میں تجلی تدلی کے لئے ایک تشبیہہ پیدا ہوئی جو عبارت
ہے ذات اقدس سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم اور اللہ تعالیٰ متعالی ہے
تشبیہہ سے ہاں پہلی تجلی جو فرمائی ہے اوسی کا نام ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس تجلی
کی اور تجلیات کی قسمیں ہیں اون کا نام ہے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام جس طرح
امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اوپر بیان ہوا آگے فرمایا جاتا ہے الرحمن الرحیم
مدح کا قاعدہ ہے کہ اختصاص پر دلالت کرتی ہے الرحمن الرحیم سے پہلے لایا گیا الرحمن کو رحمت
کاملہ بالغہ رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے پھر فرمایا گیا الرحیم یعنی مطلق رحمت ہی اوس کے
ساتھ خاص ہے رب العزۃ کی بے انتہا صفات ہیں یہ کیا ہے جن سے تمام صفات الٰہیہ کو رحمت
کے پردہ میں دکھایا العظیم المنتقم نہیں فرمایا جاتا الرحمن الرحیم خاص رحمت دکھائی جاتی ہے
یہ وہی آئینہ ذات الٰہی ہے جس میں صفات قہر یہ بھی آکر خالص رحمت سے متلبس ہو جاتی
ہیں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم اولین کے
لیے رحمت آخرین کے لیے رحمت ملائکہ کے لیے رحمت تمام مومنین کے لئے رحمت یہاں
تک کہ دنیا میں وہ کافرین مشرکین منافقین مرتدین کے لیے بھی رحمت ہیں یہ لوگ بھی آج
اون کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

اللہ اس لئے نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک ای رحمت عالم تم اون میں ہو اسی لئے ادریس
علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ورفعنٰہ مکانا علیا اختیار نہ فرمایا حالانکہ اون کے غلام واہل محبت کی
نعش تک آسمان پر اٹھالی گئی ہے سیدی عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ
دیکھا کہ بڑا اولیا جمع ہیں مگر نماز نہیں ہوتی اونہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہا امام کا انتظار ہے
ایک صاحب نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اوترتے دیکھا جب قریب آئے معلوم ہوا
کہ یہ وہ صاحب ہیں جن سے شہر میں لڑکے ہنستے اور چپتیں لگاتے ہیں وہ امام ہوئے سب نے
اون کی اقتدا کی نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے گرد جمع ہو گیا جب نماز ختم ہوئی نعش
کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اوڑے چلے گئے اونہوں نے پوچھا یہ اہل محبت ہیں ان کی
میت بھی زمین پر نہیں رہنے پاتی مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہیں پر تشریف رکھنا
پسند فرمایا کہ خلق کے لیے عذاب عام سے امان ہو جنت تو حضور کی رحمت کا پرتو ہی ہے دوزخ
بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفات قہر یہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہیں۔ جنت کا
رحمت ہونا ظاہر حضور کے نام لیواؤں کی جاگیر ہے دوزخ کا بنانا بھی رحمت ہے دو وجہ سے
دنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین ذرائع سے ہوتی ہے اول بادشاہ کی اطاعت خاص اس
لئے کہ وہ بادشاہ ہے دوسرے کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانوگے تو یہ یہ
انعام ملیں گے یہ رحمت ہے تیسرے فاسق سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے اطاعت نہیں
کرتے اون کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے اگر اطاعت نہ کروگے تو زندانمیں بھیجے جاوگے وہ
انعام تو عین رحمت ہے ظاہر ہے اور یہ کوڑا عذاب کا بھی رحمت ہے اس لئے کہ رحمت
ہی سے ناشی ہے کہ جیلخانہ سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں اطاعت کریں انعام کے مستحق ہوں
تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے دوسری وجہ
یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی اون کی توہین کی رب العزت نے اپنے دشمنوں
سے انتقام لینے کے لیے دوزخ کو پیدا فرمایا قدر شی کی اوس کی ضد سے معلوم ہوتی ہے
کہ الاشیاء تعرف باضدادہا تو اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو اگر تم بھی محبوبان
خدا کا دامن نہ تھامتے ان کی طرح تمہاری جگہ بھی یہی ہوتی اس وقت محبوبان خدا کے

دامن تھامنے کی قدر کھلے گی و للہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم وآلہ والکرام اجمعین۔
حضور تمام جہان کے لیے رحمت ہیں رحمت الٰہی کے معنی ہیں بندوں کو ایصال خیر فرمانے کا ارادہ تو رحمت کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے اور دوسری خیر اور دونوں متفرع ہیں وجود نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی خیر ہوتی نہ خیر کا پانے والا تو رحمت الٰہی کا ظہور نہ ہوا مگر وجود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تمام نعمتیں تمام کمالات تمام فضائل متفرع ہیں وجود پر اور تمام عالم کا وجود متفرع ہے حضور کے وجود پر تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی ملک ہو خواہ نبی یا رسول جس کو جو نعمت ملی حضور ہی کے دست عطا سے ملی حضور نعمۃ اللہ ہیں قرآن عظیم نے اون کا نام نعمت اللہ رکھا الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں و لہذا اون کی تشریف آوری کا تذکرہ امتثال امر الٰہی قال تعالیٰ و اما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے یہی تشریف آوری ہے جس کے طفیل دنیا قبر حشر برزخ آخرت غرض ہر وقت ہر جگہ ہر آن نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا متمع اور بہرہ مند ہے اور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد میں ہوتا ہے مجلس میلاد آخر وہی شی ہے جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے و اما بنعمۃ ربک فحدث مجلس مبارک کی حقیقت مجمع مسلمین کو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری و فضائل جلیلہ و کمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے۔ بند یا رقعہ یا نٹنا یا طعام و شیرینی کی تقسیم اوس کا جز حقیقت نہیں نہ اون میں کچھ جرم اصل دعوت الی الخیر ہے اور دعوت الی الخیر بیشک خیر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اوس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے صحیح مسلم شریف میں ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعی الی ھدی

کان لہ الاجر مثل اجور من تبعہ ولا ینقص ذلک من اجورھم شیئا جو لوگوں کو کسی ہدایت کی طرف بلائے جتنے اوس کا بلانا قبول کریں اون سب کے برابر ثواب اوسے ملے اور اون کے ثوابوں میں کچھ کمی نہو اور اطعام طعام یا تقسیم شیرینی بروصلہ واحسان وصدقہ ہے اور یہ سب شرعا محمود ان مجالس کے لئے ایک تمہیں نہیں ملائکہ بھی تداعی کرتے ہیں جہاں مجلس شریف ہوتے دیکھی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں تمہارا مطلوب ہے پھر وہاں سے آسمان تک چھا جاتے ہیں تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو اودھر سے رحمت کی شیرینی تقسیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی عام کہ نامستحق کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔ یہ مجلس آج سے نہیں آدم علیہ السلام نے خود کی اور کرتے رہے اور اون کی اولاد میں برابر ہوتی رہی کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ السلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں اول روز سے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تعلیم ہی یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب ومحبوب کا ذکر کیا کرو صلے اللہ تعالے علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم جس کے لیے عملی کاروائی یہ کی گئی کہ جب روح الہی آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے پتلے میں داخل کی گئی آنکھ کھلتے ہی نگاہ ساق عرش پر ٹھہرتی ہے لکھا دیکھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم عرض کی الہی یہ کون ہے جس کا نام پاک تو نے اپنے نام اقدس کے ساتھ لکھا ہے ارشاد ہوا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء اسی کے طفیل میں تجھے پیدا کیا اگر وہ نہ ہوتا نہ تجھے پیدا کرتا نہ میں زمین و آسمان بناتا تو کنیت اپنی ابو محمد کر صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم آنکھ کھلتے ہی نام پاک بتایا گیا پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر اقدس سنایا گیا وہ مبارک سبق عمر بھر یاد رکھا ہمیشہ ذکر اودھر چا کرتے رہے جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا عماد تقوی وعروۃ وثقی کو نہ چھوڑنا العروۃ الوثقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عروہ وثقی محمد ہیں صلے اللہ علیہ وسلم جب اللہ کو یاد کرے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا فانی رایت الملئکۃ تذکرہ فی کل ساعۃ تھا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے ہر وقت ہر گھڑی اون کی یاد میں مشغول ہیں اسی طور پر چرچا اون کا

ہوتا رہا پہلی انجمن روز میثاق جمائی گئی اوس میں حضور کا ذکر تشریف آوری ہوا واذ اخذ
اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم
لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال
فاشہدوا وانا معکم من الشاہدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون ۰
جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ بیشک میں تمہیں کتاب وحکمت عطا فرماؤں پھر تشریف لائیں
تمہارے پاس وہ رسول تصدیق فرمائیں اون باتوں کی جو تمہارے ساتھ ہیں تو تم ضرور اون پہ
ایمان لانا اور ضرور ضرور اون کی مدد کرنا قبل اس کے کہ انبیاء کرام کچھ عرض کرنے پائیں فرمایا کیا
تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا عرض کی ہمنے اقرار کیا فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے
پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد پھر
جائے وہی لوگ بے حکم ہیں۔ مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا
بیان فرمایا اور تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام نے سنا اور انقیاد و اطاعت حضور کا قول دیا
اون کی نبوت ہی مشروط تھی حضور کے مطیع و امتی بننے پر تو سب سے پہلے حضور کا ذکر
تشریف آوری کرنے والا اللہ ہے کہ فرمایا ثم جاءکم رسول پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف
لائیں اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس مجلس انبیاء ہے علیہم الصلاۃ والسلام جس میں پڑھنے والا
اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ غرض اسی طرح ہر زمانہ میں حضور کا ذکر ولادت و تشریف
آوری ہوتا رہا ہر قرن میں انبیاء و مرسلین آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے کر ابراہیم و موسیٰ
و داؤد و سلیمٰن و زکریا علیہم الصلاۃ والسلام تک تمام نبی و رسول اپنے اپنے زمانہ میں مجلس
حضور ترتیب دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر شریف سنانے والا کنواری
ستھری پاک بتول کا بیٹا جسے اللہ تعالیٰ نے بے باپ کے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لیے
یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لایا فرماتا ہوا مبشرا برسول یاتی من بعدی
اسمہ احمد میں بشارت دیتا ہوں اون رسول کی جو عنقریب میرے بعد تشریف لانے والے
ہیں جن کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم یہ ہے مجلس میلاد
شریف جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا تمام ملک وملکوت میں محفل میلاد تھی۔

عرش پر محفل میلاد فرش پر محفل میلاد ملکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں سر جھکائے
کھڑے ہیں جبرئیل و میکائیل حاضر ہیں علیہم الصلاۃ والسلام اوس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے
صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔ سبع سمٰوات میں عرش و فرش پر دھوم ہے ذرا
انصاف کرو تھوڑی سی مجازی قسمت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار
ہوا اب وقت آیا ہے کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا۔ وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں
برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المریدین ظہور
فرمانیوالے ہیں یہ قادر علیٰ کل شیٔ کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔ شیاطین کو اس وقت
جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے غلام تو خوش ہو رہے ہیں
ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا ہے کہ یہ گر رہے تھے اوس نے بچا لیا ایسا سنبھلنے والا کہ اس
کی نظیر نہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو
بچا سکتا ہے کوئی قوی ہو گا زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچا لے گا۔ یہاں کروڑوں ابلیں پھسلنے
والے اور بچانے والے وہی ایک انا اخذ بحجز کم عن النار ھلم الی میں تمہارا کمر بند پکڑے
دوزخ سے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین وبارک
وسلم یہ فرمان صرف صحابہ سے خاص نہیں قسم اوسکی جس نے او نھیں رحمۃ للعلمین بنایا آج وہ
ایک ایک مسلمان کا بند کمر پکڑے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے بچائیں صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم الحمد للہ کیا حامی پایا اربوں سے بھی اربوں مراتب
زائد گرنے والوں کو اون کا ایک اشارہ کفایت کر رہا ہے تو ایسے کے پیدا ہونے کا ابلیس اور
اوس کی ذریت کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مَرَدَۃ سرکش قید کیے گئے
تھے او نھیں کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں خوشی کے نام سے مرتے ہیں ملٰئکہ سبع سمٰوات جوم
مچا رہے تھے عرش عظیم ذوق شوق میں ہلتا تھا۔ ایک علم مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ
پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا کہ ان کا دار السلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب
تک تمام جہان انھیں کی قلمرو میں داخل ہے اوس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آ پہنچی کہ ازل
روز سے اوس کی محفل میلاد اس کے خیر مقدم کی مبارکباد ہو رہی ہے قادر علیٰ کل شیٔ نے اس

کی خوشی میں کیسے کچھ انتظام فرمائے ہوں گے جبریئل امین ایک پیالہ شربت جنت کا سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لے کر حاضر ہوئے اوس کے نوش فرمانے سے وہ دہشت زائل ہو گئی جو ایک آواز سننے سے پیدا ہوئی تھی پھر ایک مرغ سفید کی شکل بن کر اپنا پر سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے مل کر عرض کرنے لگے اظہر یا سید المرسلین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا اکرم الاولین والآخرین جلوہ فرمائیے اے تمام رسولوں کے سردار جلوہ فرمائیے اے تمام انبیاء کے خاتم جلوہ فرمائیے اے سب اگلے پچھلوں سے زیادہ کریم یا اور الفاظ ان کے ہم معنی مطلب یہ کہ دونوں جہاں کے دولہا کی برات سج چکی ہے اب جلوہ افروزی سرکار کا وقت ہے فظھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالبدر المنیر پس حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند ان لفظوں پہ قیام ہوا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ درود عرض کیا۔

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

الصلاۃ والسلام علیک یا سراج افق اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا قاسم رزق اللہ

الصلاۃ والسلام علیک یا مبعوث تیسیر اللہ ورفق اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا زینۃ عرش اللہ

الصلاۃ والسلام علیک یا سید المرسلین — الصلاۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

الصلاۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین — الصلاۃ والسلام علیک یا اکرم الاولین والآخرین

الصلاۃ والسلام علیک یا نبی الانبیاء — الصلاۃ والسلام علیک یا عظیم الرجا

الصلاۃ والسلام علیک یا عمیم الجود والعطاء — الصلاۃ والسلام علیک یا ماحی الذنوب والخطاء

الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب رب الارض والسماء — الصلاۃ والسلام علیک یا مصبح الحسنات

الصلاۃ والسلام علیک یا مقیل العثرات — الصلاۃ والسلام علیک یا نبی الحرمین

الصلاۃ والسلام علیک یا امام القبلتین — الصلاۃ والسلام علیک یا صاحب قاب قوسین

الصلاۃ والسلام علیک یا من زینۃ اللہ بکل زین — الصلاۃ والسلام علیک یا جد الحسن والحسین

الصلاۃ والسلام علیک یا من نزھہ اللہ من کل شین — الصلاۃ والسلام علیک یا سر اللہ المخزون